مسلسل اشاعت کے بیالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

# ماہنامہ الحق

504-5

شعبان، رمضان ۱۴۲۸ھ

اگست، ستمبر 2007

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

ماہنامہ الحق کی جلد نمبر ۴۲ کا اشاریہ رمضان ۱۴۲۷ھ تا شعبان ۱۴۲۸ھ اکتوبر ۲۰۰۶ء تا ستمبر ۲۰۰۷ء

مضامین کی فہرست موضوعات کے لحاظ سے سلسلہ واران صفحات سے دی گئی ہے جو ہر صفحے کے نیچے لکھے ہوتے ہیں۔ یہ فہرست جلد کے آغاز میں لگوائی جائے ----------مدیر----------

## نقش آغاز/وفیات (راشد الحق سمیع)

حدود اللہ کی پامالی پر مبنی بل کی دونوں ایوانوں سے منظوری ...... ۶۶
باجوڑ کے مدرسے اور معصوم طلباء کی شہادت کس طوفان کا پیش خیمہ ہے؟ سانحہ درگئی افسوسناک حادثہ ...... ۶۸_۶۹
سابق صدر غلام اسحاق خان کی رحلت ...... ۷۰
امریکہ اور اتحادیوں کی عراق و افغانستان میں متوقع شکست ...... ۱۳۰
مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مزار کے بے حرمتی ...... ۱۳۲
عراق/ایران صورتحال پر مولانا سمیع الحق کی ایرانی قیادت سے تبادلہ خیال۔ سفر ایران واز بکستان کی رپورٹ ...... ۱۹۹
عراق کے ظالم اور مظلوم ہیرو صدام حسین کی شہادت ...... ۲۰۳
مطلق العنان حکمرانوں کا عدالت عظمیٰ پر کمانڈو ایکشن ...... ۲۷۱
نائجیریا میں سیرت رسول ﷺ کانفرنس کا انعقاد ...... ۳۳۶
جامعہ اشرفیہ کی ساٹھ سالہ تقریبات ...... ۳۳۹
ناعاقبت اندیش حکمران ملک و ملت کو کہاں لے جارہے ہیں؟ ...... ۳۹۹
حضرت مولانا عبدالغنیؒ کی المناک جدائی ...... ۴۰۱
حضرت مولانا عبدالقیوم چترالیؒ کی وفات ...... ۴۰۲
الفتح اور حماس کی لڑائی۔ امریکہ اور اسرائیل کی کامیابی ...... ۴۶۳
برطانیہ کا ملعون رشدی کیلئے "سر" کا خطاب، مسلم دشمنی کی کھلی مثال ...... ۴۶۵
لہورنگ لال مسجد کا المناک حادثہ ...... ۵۲۵
چیف جسٹس آف پاکستان کی بحالی کا فیصلہ ...... ۵۲۸
پاک افغان ناکام "امن جرگہ" ایک سعی لاحاصل ۵۹۳
افغانستان کے سابق بادشاہ ظاہر شاہ کی وفات ۵۹۵

## سیرت النبی ﷺ

نبی کریم ﷺ کی زندگی ہر طبقہ کیلئے بہترین نمونہ (مولانا حذیفہ غلام) ...... ۲۹۲
مریخ کی الٹی چال اور معجزہ نبویؐ (مولانا غلام محمد وستانوی) ...... ۳۷۷

## علماء اور دینی مدارس

مولانا سمیع الحق کی دعوت پر علماء و مفتیان کا اجتماع حدود آرڈیننس میں ترمیم مسترد ...... ۵
طالبعلم اور وقت کی قدر و قیمت (مولانا حفظ الرحمٰن پالنپوری) ...... ۴۷
دینی مدارس اور عصری تقاضے (مولانا محمد عیسیٰ منصوری) ...... ۳۶۸
جامعہ حفصہؓ۔ خدمات کو نظرانداز نہ کیجئے (پروفیسر رشید احمد) ...... ۵۶۴

## بحث و تحقیق

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال (مولانا سمیع الحق) ۷_۸۸_۱۳۳_۲۵۵_۲۸۶_۳۴۲_۴۰۳_۴۶۷_۵۲۹
غیر مسلم ملکوں میں قیام وسکونت کی شرعی حیثیت (مولانا اختر امام عادل) ...... ۲۶
خاتون خانہ کی محنت کا معاوضہ (محمد عطاء اللہ صدیقی) ۱۴۹
انسانی تہذیب پر اسلام کے اثرات (ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی) ...... ۱۵۳
جدید دور میں علم واسکا استعمال (مولانا شبیر احمد عثمانی) ۲۱۰
توازن اور اعتدال اور ہماری صورتحال (مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی) ...... ۲۱۸
اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں اور رعایا کے حقوق

# دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال ۲۹۔۱۴۲۸ھ ۰۸۔۲۰۰۷ء کے داخلوں کا شیڈول

## درس نظامی

| درجات | ایام | تاریخ |
|---|---|---|
| تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث ) | منگل | ۲۳ / اکتوبر ۲۰۰۷ء |
| " " " | بدھ | ۲۴/ اکتوبر ۲۰۰۷ء |
| جدید دورہ حدیث | جمعرات | ۲۵ / اکتوبر ۲۰۰۷ء |
| تعطیل | جمعہ | ۲۶/ اکتوبر ۲۰۰۷ء |
| دورہ حدیث، اعدادیہ، متوسطہ، اولی | ہفتہ | ۲۷ / اکتوبر ۲۰۰۷ء |
| ثالثہ۔ ثانیہ۔ دورہ حدیث | اتوار | ۲۸ / اکتوبر ۲۰۰۷ء |
| موقوف علیہ۔ دورہ حدیث | پیر | ۲۹ / اکتوبر ۲۰۰۷ء |
| دورہ حدیث۔ تکمیل۔ سادسہ | منگل | ۳۰ / اکتوبر ۲۰۰۷ء |
| دورہ حدیث۔ خامسہ | بدھ | **افتتاح** ۳۱ / اکتوبر ۲۰۰۷ء |
| دورہ حدیث / رابعہ | جمعرات | ۱۹ رشوال یکم نومبر ۲۰۰۷ء |

## شعبہ حفظ

درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان سے ۱۰ شوال تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ کیلئے ۲۴۔۲۵/ اکتوبر بروز ہفتہ، اتوار صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ بلائیں گے۔ صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔ عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔ دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

## درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء و تخصص فی الحدیث

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتا و تخصص فی الحدیث کیلئے درخواستیں ۲۳، تا ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۷ وصول کی جائیں گی۔ امتحانی ٹیسٹ ۲۸/ اکتوبر بروز اتوار ۱۵/ شوال صبح 10 بجے ہوگا۔ جن میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور وفاق کے امتحان میں کم از کم جید جدا حیثیت حاصل کرنے والوں کو ترجیح دی جائیگی۔ نیز اردو، عربی زبانوں پر بھی مکمل عبور حاصل ہو۔

**نوٹ: ۱** (ا) تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ 2 سال ہوگا۔

**نوٹ: ۲** امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائیں گے۔ لہذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔ درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو۔

**نوٹ: ۳** حسب سابق دارالعلوم حقانیہ کے کتب میں داخل شدہ طلباء میں جو طلباء قراۃ والتجوید میں داخلہ لیں گے، مقررہ اوقات میں قراۃ و تجوید پڑھایا جائے گا اور آخر میں سند دی جائے گی۔

(دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاء اللہ ۳۱/ اکتوبر ۲۰۰۷ء بروز بدھ ہوگا)

(مولانا محمد ابراہیم قاسمی ..........۲۲۵
زرعی خود کفالت ، بندوبستی اراضی ۔سیرت طیبہ کی روشنی میں (پروفیسر محمد عبداللہ ملک) ..........۲۳۱
غیر مسلم جج شرعی نقطہ نظر سے (مولانا سمیع الحق) .....۲۷۳
اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم کو جج بنانے کی شرعی حکم (مفتی مختار اللہ) ..........۲۸۰
اسلامی ریاست میں غیر مسلموں پر اسلامی قانون کا نفاذ کس حد تک ہوگا (سید جلال الدین) ..........۳۲
اسلام میں آنکھوں کی اہمیت (مولانا عبدالحق) .....۳۴۰
صنف نازک ۔تہذیب وتمدن کے آئینے میں (سید امجد علی) ۳۵۳
DNAٹسٹ کی بنیاد پر ولدالزنا کے نسب کا ثبوت (منور سلطان ندوی) ..........۳۷۲
دس ذی الحجہ کے دن امور اربعہ میں ترتیب کا مسئلہ (مفتی مختار اللہ) ..........۳۸۱
فقہ اسلامی کی تشکیل جدید میں اصول وکلیات کی اہمیت (پروفیسر محمد یونس میو) ..........۵۵۲

## اصلاح وارشاد، دعوت وتبلیغ

رمضان رحمتوں کا موسم بہار (حضرۃ مولانا سمیع الحق) ۲
اسلام کی فطری اور آفاقی تعلیمات (حضرت مولانا انوار الحق) ..........۱۲
تعلیم و ٹیکنالوجی یا عریانی وعیاشی (ڈاکٹر محمد اجمل) ..........۵۴
عازمین حج کو چند اہم ومفید مشورے (مولانا محمد منظور نعمانی) ..........۹۳
اسلام میں انسانی حقوق اور اخلاقی اقدار (مولانا انوار الحق) ..........۹۶
سود کی حقیقت، علت، حرمت اور حکمت (مفتی ذاکر حسن نعمانی) ..........۱۱۲
ہمسایہ کی اہمیت اور غیبت کی مذمت (مولانا انوار الحق) ۱۳۹
ایک اسلامی معاشرہ انسانی معاشرہ کو کیسے متاثر کرسکتا ہے (مولانا محمد اسجد ندوی) ..........۱۴۵
عصمت وجسم فروشی اب قانونی پیشہ ہوگی (ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی) ..........۱۶۵
اسلام میں خاندان کا تصور اور بیوی بچوں کے
حقوق (شکیل اختر) ..........۱۶۸
اسلام میں ادائیگی حقوق وفرائض کا نظام (مولانا انوار الحق) ..........۲۱۲
حقوق العباد کی ادائیگی نہ کرنے والوں کا مواخذہ (مولانا انوار الحق) ..........۲۹۵
امام ابوحنیفہؒ کا بگڑی حکومتوں کیخلاف اقدام (مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی) ..........۳۰۰
اپریل فول کی حقیقت (حافظ سعید الحق) ..........۳۵۸
پڑوسی کے حقوق (مولانا انوار الحق) ..........۴۶۶
بے حیائی کا سیلاب اور اسلامی ہدایات (مولانا یحییٰ نعمانی) ..........۴۰۹
کمال ایمان کے تقاضے (مولانا انوار الحق) ......۴۱۷
اسلام میں والدین کا مقام او رحقوق (مولانا انوار الحق) ..........۴۷۳
رواجی معاشرے کیلئے مشعل راہ ۔حضرت فاطمہؓ کا جہیز (عنایت اللہ گوہانی) ..........۴۸۹
موجودہ اور آئندہ نسلوں کو الحاد سے کیسے بچایا جائے (مولانا ابوحمزہ حذیفہ) ..........۴۹۶
والدہ۔ اسلامی تہذیب اور مسلم خاندانی نظام کی بنیاد (مولانا انوارالحق) ..........۵۳۶
انسانی حقوق اسلامی تناظر میں (جسیم الدین قاسمی) ..........۵۶۸_۶۳۶
رمضان المبارک کی فضیلت اور صبر کی اہمیت (حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ) ۶۰۴
رمضان المبارک سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی ہدایات (مولانا محمد منظور نعمانی قدس سرہ) ..........۶۱۵
والدین کی رضا دنیا وآخرت میں برکتوں کا ظہور (مولانا انوارالحق) ..........۶۸۱

## ادب -تاریخ -سوانح وسفرنامہ

مولانا سمیع الحق اور مولانا شیر علی شاہ کا سفر ایران (حافظ عرفان الحق) ۳۶_۱۱۵_۱۷۶_
..........۵۷۴_۵۱۱_۳۱۳_۲۵۴
خاکوں کی خاک (نظم) (فہیم ترمذی) ..........۵۶
اخبار علمیہ۔(ک۔ص۔اصلاحی) ..........۵۷

یوآنے رڈلے سے مریم تک (ثناء اللہ بھٹہ)......۳۱۰
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنیؒ (حافظ عرفان الحق) ۴۴۳
ملعون رشدی کو ''سر'' کے خطاب پر مولانا سمیع الحق کا اخبارات کو دیا گیا ردعمل..................۴۶۶
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنیؒ (راشد علی زئی) ۴۹۱
اورنگزیب عالمگیر۔حکمرانوں کیلئے ایک آئیڈیل (ڈاکٹر علی اکبر حنفی).................. ۵۱۷
مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (مولانا نورالحسن راشد) ۵۴۳


## ملکی صورتحال


قانون توہین رسالت اور حدود آرڈیننس کا ازسرنو جائزہ (محمد فضل شمسی).................. ۱۷
تحفظ نسواں بل پر سینٹ میں مولانا سمیع الحق کا خطاب (ادارہ) .................. ۷۱
عدل اور عدلیہ (ڈاکٹر وحید الدین) ......۳۸۲۔۴۳۳
معافی۔تلافی مانگتی ہے (عرفان صدیقی)..........۴۴۸
سانحہ لال مسجد پر سینٹ میں خطاب...... (مولانا سمیع الحق)..................۵۹۷
پاکستان کیخلاف عالمی سازشوں کا جال (مرزا اسلم بیگ)..................۶۲۵
لندن کی اے پی سی کانفرنس میں جمعیۃ کی پیش کردہ تجاویز (اکرام اللہ شاہد)..................۶۴۵
پختون معاشرہ میں جرگہ کی اہمیت اور اسکا پس منظر......(عنایت اللہ گوہاٹی)..................۶۴۷


## سائنس اور اسلام


جغرافیہ کے اسلامی تصورات (انیس الرحمن ندوی) ۴۴۴


## مغرب بمقابلہ اسلام صلیبی دہشتگردی اور عالم اسلام


ٹنٹ تو نہیں ہیں ٹینک لے لو (ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی)..................۲۰
صلیبی دہشت گردی کا تعاقب (ادارہ) ..........۸۶
تہذیبوں کا ٹکراؤ یا امریکی استعمار کا پیش خیمہ؟ (پروفیسر سید نقی حسین)..................۱۰۲
ہندوستانی مدارس اور دہشت گردی (یوگندر سکند) ۱۰۶
مولانا سمیع الحق پر برطانیہ میں داخلہ پر پابندی (ادارہ)..................۲۷۴
مولانا سمیع الحق صلیبی دہشگردی کے تعاقب میں (ادارہ)..................۲۸۵
روسی مسلمان۔اندیشے اور امیدیں (سید جمشید احمد ندوی) .................. ۳۹۱
امت مسلمہ کی زبوں حالی اور مسلم خواتین کی ذمہ داری (ص۔س۔سید)..................۴۵۲۔
افغانستان کی آزادی کی جنگ (مولانا سمیع الحق) ۴۷۸
مغرب کی تہذیبی سازشیں (پروفیسر رشید احمد انگوی)..................۵۰۸
صلیبی دہشگری کے تعاقب......(ادارہ)..........۶۰۱
صدر بش کی دو متضاد تصویریں (مولانا نذر الحفیظ ندوی) ۶۰۸


## افکار و تاثرات


قارئین بنام مدیر (گورنر مکہ عبدالمجیدؒ بن عبدالعزیز کا مکتوب گرامی..................۲۶۱
ارباب وفاق المدارس وعمائدین مجلس عمل کی خدمت میں (حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ) ۶۵۰


## دارالعلوم کے شب و روز


افغان چیف جسٹس کی مولانا سمیع الحق سے ملاقات ۶۰
حضرت مہتمم صاحب کے اسفار۔مغربی دانشوروں کی آمد۔جرمن صحافیوں کی دارالعلوم آمد۔مولانا لطف الرحمٰن وملک عبدالصمد شاہد کی وفات۔دارالعلوم کے شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ کو صدمہ.................. ۶۰۔۶۱
دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کے بارہ میں اہم فیصلے......۶۴
نیشنل سیکورٹی کونسل UNO کے اہم ارکان پر مشتمل وفد کی دارالعلوم آمد۔دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز و افتتاحی تقریب..................۱۲۴۔۱۲۵
مفتی محمد زرولی خان ودیگر علماء کی دارالعلوم آمد۔امریکی و مغربی صحافیوں کی دارالعلوم آمد۔جمعیۃ علماء اسلام صوابی کے امیر مولانا میاں گل جان کی وفات..................۱۲۶
یورپی یونین کے پارلیمانی اعلیٰ سطحی وفد کی دارالعلوم آمد۔حضرت مہتمم صاحب کا سعودی عرب اور ترکی کے

اسفار۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی مجلس شوریٰ اجلاس ......................................... ۱۹۱_۱۹۳
مغربی صحافیوں کی دارالعلوم آمد۔ فن لینڈ اور یورپی یونین کے ارکان پارلیمنٹ کی دارالعلوم آمد۔ دارالعلوم کے تعلیمی کمیٹی کا اجلاس۔ جامعہ حقانیہ کے طلباء کا ٹسٹ اور عیدالاضحیٰ کی تعطیلات۔ مدیر' ناظم اعلیٰ اور ناظم الحق کا سفرحج۔ خاندان شیخ الحدیث میں ایک اور گل سرسبد کا اضافہ .................... ۲۶۲_۲۶۳
حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقی کی اہلیہ کی وفات۔ حضرت مولانا حمداللہ جان ڈاگئی کی اہلیہ کی وفات۔ حضرت مولانا سلطان محمود کی اہلیہ کی وفات۔ مولانا عبدالقہار' قاضی عبدالعلام اور مولانا نصیب علی شاہ کی السناک جدائی۔ عرفان صدیقی کی والدہ کی رحلت۔ کرنل محمد اعظم کو صدمہ.......... ۲۶۴_۲۶۵
فیڈرل گورنمنٹ سروسز کے اعلیٰ افسران کے وفد کی دارالعلوم آمد۔ دارالعلوم کے اساتذہ کرام کا اعلیٰ سطحی اجلاس۔ خانوادہ شیخ الحدیث میں خوشیوں کی بہار۔ ۳۳۱
شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ کی زوجہ کی رحلت۔ یو اے ای کی نامور شخصیت شیخ احمد خلیفہ سویدی کی دارالعلوم تشریف آوری.................. ۳۹۳
مولانا قاضی عبدالکریم کی دارالعلوم آمد۔ دارالعلوم کے وسطانی امتحانات و تعطیلات۔ مختلف دانشور و زعماء کی دارالعلوم آمد۔ نیپا کے اعلیٰ افسران کے وفد کی دارالعلوم آمد .................... ۳۹۴
دارالعلوم میں یوم والدین کی تقریب............ ۴۵۸
ایرانی قونصلر جنرل کی مولانا سمیع الحق سے ملاقات ۵۱۹
سراج الاسلام سراج کے بیٹے کی وفات.......... ۵۱۹
دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا اہم اجلاس۔ دارالعلوم کی تعلیمی کمیٹی کا خصوصی اجلاس۔ کینیڈا کے صحافیوں کی دارالعلوم آمد۔ سعودی عرب کے اخبار "عکاظ" کے مدیر کی دارالعلوم آمد........................ ۵۸۳_۵۸۴
دارالعلوم کی جلسہ دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف......دارالعلوم کے سالانہ امتحانات۔ دارالعلوم کے دوران تعطیلات کے دوران دورہ تفسیر کا آغاز ۶۵۳۔
سانحہ لال مسجد کے بارہ میں سینٹ سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس۔ دارالعلوم میں مختلف مغربی دانشوروں و سفارتکاروں کی آمد.............................. ۶۵۴
کورین سفارتکاروں اور دیگر اہم شعبوں کے ذمہ داروں کی مولانا مدظلہ سے ملاقاتیں۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا دورۂ پنجاب۔ حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی کی وفات.............................. ۶۵۵

## تبصرہ کتب

الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی (علامہ برہان الدین المرغینانی)................................ ۶۳
اسماء حسنیٰ (جلد اول) (مولانا محمد حنیف عبدالمجید) ۱۲۷
سلسلہ نقشبندیہ کی روشن کرنیں (مولانا محمد روح اللہ نقشبندی)........................................ ۱۲۸
الاحسن ۔دورہ تفسیر نمبر (مفتی محمد زرولی خان)...... ۱۹۵
البشری لارباب الفتوی (مفتی محمد فرید) ۱۹۵
نجم الفتاویٰ (مولانا عبدالکریم کلاچوی).............. ۲۶۷
ماہنامہ الاحسن (خصوصی نمبر) (مفتی زرولی خان) ۶۲۷
طلبہ کے لئے تربیتی واقعات (مولانا محمد ناصر)...... ۲۶۸
خزانہ الفقہ (امام ابوالليث)۔........................ ۳۳۳
ملفوظات مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (مفتی محمد فاروق)۔ ۳۳۳
ایضاح المعانی فی شرح مقدمہ مختصر المعانی (مولانا زرسید)۔........................................ ۳۳۳
حقانی تبصرے (مولانا عبدالقیوم حقانی)........ ۳۹۵
مقدمۃ القرآن (مولانا فضل حق)............ ۳۹۶
کامیاب طالب علم (مولانا روح اللہ).......... ۴۶۱
ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو (مولانا سلمان حسینی ندوی) ۵۲۰
جنہیں ختم نبوت سے عشق تھا (محمد طاہر رزاق)...... ۵۲۱
تفسیر کشف القرآن (مولانا محمد یعقوب شرودی) ۵۲۱
وقائق السنن شرح جامع السنن للامام الترمذی (مولانا عبدالستار مروت)........................ ۵۲۳
اصلاحی مواعظ (مولانا سید محمد یوسف شاہ) ...... ۵۸۵
مسیحائی کراچی (احمد خیرالدین انصاری) ........ ۵۸۶
ندوۃ کا ایک دن (ڈاکٹر محمد اکرم ندوی)........ ۶۵۷
احسن الخطبات (مولانا محمد ہمایوں مغل)........ ۶۵۸

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

11-9-07

ماہنامہ
# الحق
اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ---- 42
شمارہ نمبر -- 12-11
شعبان، رمضان ۱۴۲۸ھ
اگست، ستمبر ۲۰۰۷ء

| مدیر | نگران | مدیر اعلیٰ |
|---|---|---|
| حافظ راشد الحق سمیع حقانی | حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ | حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ |

ناظم شفیق الدین فاروقی

## اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: پاک افغان ناکام ''امن جرگہ'' ایک سعی لاحاصل۔ افغانستان کے سابق بادشاہ
ظاہر شاہ کی وفات ..................راشد الحق سمیع حقانی ۲
سانحہ لال مسجد پر سینٹ (ایوان بالا) میں خطاب .........حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۶
صلیبی دہشت گردی کا تعاقب ..........................ادارہ ۱۰
رمضان المبارک کی فضیلت اور صبر کی اہمیت .........شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ ۱۳
اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال (درس ترمذی) .........حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۱۹
رمضان المبارک سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی ہدایات .........حضرت مولانا محمد منظور نعمانی قدس سرہ ۲۴
والدین کی رضا دنیا و آخرت میں برکتوں کا ظہور ...... مولانا محمد انوار الحق صاحب مدظلہ ۲۷
پاکستان کے خلاف عالمی سازشوں کا جال ..................جنرل مرزا اسلم بیگ ۳۴
صدر بُش کی دو متضاد تصویریں۔۔۔ آخری حل کیا ہو؟ .........مولانا نذر الحفیظ ندوی ۳۷
انسانی حقوق اسلامی تناظر میں ..................مولانا محمد جسیم الدین قاسمی ۴۵
لندن کی اے پی سی کانفرنس میں جمعیت کی پیش کردہ تجاویز ......... جناب اکرام اللہ شاہد ۵۴
پختون معاشرہ میں جرگہ کی اہمیت اور اسکا پس منظر .........عنایت اللہ گوہاٹی ۵۶
افکار و تاثرات (ارباب وفاق المدارس و عمائدین کی خدمت میں .........حضرت مولانا قاضی عبدالکریم ۵۹
دارالعلوم کے شب و روز (سالانہ دستار بندی، دورہ تفسیر کا آغاز اور سفارتکاروں کی آمد۔ شفیق فاروقی ۶۲
تبصرہ کتب ..................ادارہ ۶۶

دارالعلوم میں سالانہ تعطیلات کے باعث یہ شمارہ اگست، ستمبر پر مشتمل ہے

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/20 روپے سالانہ -/200، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　راشد الحق سمیع حقانی

# پاک افغان ناکام ’’امن جرگہ‘‘

# ایک سعی لاحاصل

گزشتہ دنوں افغانستان میں قیام امن کی کوششوں کے حوالے سے امن جرگہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں پاکستان اور افغانستان کی حکومتوں کے سرکردہ افراد اور امریکی جارحیت کے حمایتی عناصر شامل ہوئے۔ اس جرگہ کی ’’اہمیت‘‘ کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں جنرل پرویز مشرف کی شرکت ضروری تھی لیکن عین موقعہ پر انہوں نے کابل جانے سے انکار کیا اور اپنی جگہ وزیراعظم شوکت عزیز کو افغانستان بھیجا۔ لیکن پھر ’’غیب‘‘ سے اشارہ پاتے ہی انہوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی آخری نشست میں شرکت کا فیصلہ کیا۔ واقفانِ حال اندرونی کہانی کی نقاب کشائی کرتے ہیں کہ امریکی وزیر خارجہ کونڈالیزا رائس نے انکو اپنے آقا صدر بش کا پیغام سخت لہجے میں پہنچایا۔ بالآخر اس جرگہ کا بھی وہی انجام ہوا جو پہلے ہی سے سب کے سامنے عیاں تھا اور حسب توقع نشستند وخردند و برخاستند کے علاوہ اس کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

جب اس قسم کے جرگہ کے انعقاد کا اعلان شروع میں ہوا اور اس میں خصوصاً صوبہ سرحد سے بعض سیاسی زعماء کے ساتھ ساتھ ممبران قومی اسمبلی سینٹ اور قبائلی مشران کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دی گئی اور اس کے روح رواں وفاقی وزیر داخلہ آفتاب احمد خان شیر پاؤ ٹھہرائے گئے۔ بعد میں جب اس کا ایجنڈا اور طریق کار سامنے آیا تو اکثر مدعوئین نے اس نام نہاد جرگہ میں شرکت سے معذوری کا اظہار کیا۔ ان میں سرفہرست حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور مولانا فضل الرحمن صاحب تھے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اس جرگہ میں اس بناء پر شرکت نہیں کی کہ پہلے جرگہ کا ایجنڈا اور طریقہ کار ہی غلط ہے۔ اگر یہ جرگہ امریکی استعمار کے قبضے اور اس کے خلاف متفقہ قرارداد پاس کرانے کی اہلیت رکھتا ہے تو اس میں نہ صرف بھرپور شرکت کی جائے گی بلکہ اسے کامیابی سے بھی ہمکنار کرنے کی بھرپور سعی کرائی جائے گی۔ اگر طالبان اور دیگر جہادی قوتوں کو اس میں شامل نہیں کیا جارہا تو پھر یہ جرگہ نہیں بلکہ امریکی جارحیت کو تسلیم کرانے کا ایک منصوبہ ہوگا۔ پھر جرگہ کے مفہوم کے اعتبار سے اس پر جرگہ کا اطلاق بھی صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ افغانستان میں جارحیت کے خلاف لڑائی کا اہم ترین فریق طالبان ہیں۔ جرگہ میں ان کی نمائندگی کا حق تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ حالانکہ پشتون معاشرہ میں جرگہ ہمیشہ دو روایتی حریفوں کے درمیان ہوا کرتا ہے اور اراکین جرگہ کا کردار ایسے

مصالحت کنندگان کا ہوتا ہے جن پر متحارب فریقوں کا پورا پورا اعتماد ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر دو فریق اصولی طور پر جرگہ جیسی مصالحتی عدالت کے فیصلے بلا چون وچرا تسلیم کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

دراصل حقیقت میں یہ نام نہاد جرگہ ایک سٹیج ڈرامہ کے سوا اور کچھ نہیں تھا اور اسکے ڈائریکٹر صدر بش اس میں ہدایت کاری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور جرگہ میں شریک ارکان کا کردار بھی اداکاروں اور جوکروں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ؎ بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے		ہوتا ہے شب و روز تماشہ مرے آگے

یہ امر انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ جو بات اصل وجہ نزاع ہے اس پر بحث سے پہلوتہی اور کنارہ کشی کی گئی اور جو غیر متعلقہ چیزیں تھیں ان پر توانیاں اور وقت صرف کیا گیا۔ چنانچہ اس ناکام جرگہ کا عینی شاہد ایک مندوب و نامور صحافی اس جرگہ کے متعلق اپنے خیالات یوں قلمبند کرتا ہے جو ہماری دانست اور زبان خلق کی بھی صحیح ترجمانی ہے:

''اپنی باری پر اظہار کرتے ہوئے میں نے عرض کیا کہ اصل مسئلہ افغانستان مین غیر ملکی افواج کی موجودگی کا ہے۔ امریکہ کے عزائم پڑوسی مما لک اور خطے کے بڑے مما لک کے بارے میں ٹھیک نہیں۔ ایران، چین وسط ایشیاء اور پاکستان کے بارے میں امریکہ اپنے خطرناک ارادوں کو کسی حد تک آشکارا کر چکا ہے اور جب تک امریکہ اور اس کے اتحادی افواج افغانستان میں موجود رہیں گی یہاں پر امن نہیں آسکتا۔ امریکہ اور اتحادیوں کے دشمن بہت سارے ہیں ان کے مقابلے کے لئے ہر ملک افغانستان میں اثر ورسوخ بڑھائے گا۔ میرے نزدیک اس وقت بھی افغانستان ایک بار پھر عالمی اور علاقائی قوتوں کی سرد جنگ کا میدان بن چکا ہے۔ اس لئے افغانستان میں امن کے لئے اور دونوں مما لک کے تعلق کو بہتر بنانے کیلئے ضروری ہے کہ اولین فرصت میں غیر ملکی افواج کے انخلاء کے موضوع کو مشترکہ جرگہ میں زیر بحث لایا جائے۔ جرگہ اگر اس حوالہ سے مختار نہ ہو یا پھر اسکے پاس اس حوالہ سے سفارشات مرتب کرنے کا مینڈیٹ نہ ہو تو پھر یہ جرگہ سعی لاحاصل بن جائے گا۔ میرے اس مطالبے کو بعض دیگر پاکستانی مندوبین نے بھی سپورٹ کیا ہے۔ جبکہ سرکاری ارکان اس حوالے سے خاموش رہے۔ تاہم افغانستان کے نمائندے کسی صورت اس موضوع کو جرگہ کے مینڈیٹ کا حصہ بنانے پر آمادہ نہ تھے اور یہی نکتہ بڑی دیر تک وجہ نزاع بنا رہا۔ یہاں پر اپنی گفتگو میں میں نے یہ بات بھی سامنے رکھی کہ اگرچہ میں خود اس جرگہ کا ممبر ہوں لیکن مجھے یہ سعی لاحاصل دکھائی دیتی ہے۔ کیونکہ اصل فریق یہاں پر موجود نہیں۔ اصل فریق ایک طرف طالبان اور انکے حامی ہیں تو دوسری طرف امریکہ، اس کے اتحادی اور افغان حکومت ہے۔ یہاں پر طالبان موجود ہیں اور نہ دوسرے مخالف عناصر اور نہ امریکہ اور اس کے اتحادی' پاکستانی سائیڈ پر قبائلی علاقوں کے ایم این ایز اور سینیٹرز کسی حد تک متعلقہ فریق تھے لیکن وہ بھی یہاں موجود نہیں۔ اسی طرح دو متاثرہ ایجنسیوں یعنی شمالی اور جنوبی وزیرستان کے نمائندین بھی بائیکاٹ کر چکے ہیں ۔ یہاں صرف ایک فریق یعنی افغان حکومت موجود ہے اب جبکہ اصل فریق موجود نہیں تو یہ جرگہ کیسے فیصلے کا متحمل ہو سکے گا۔ میں نے اس بات پر زور دیا کہ

پہلی فرصت میں طالبان اور حزب اسلامی و حکمت یار کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں۔ اس مطالبے کے حوالے سے پاکستانی گروپ کے تقریباً تمام ارکان بشمول سرکاری ارکان میرے ہمنوا تھے۔ جبکہ افغان سائیڈ سے بھی بعض افراد نے اس مطالبے کو سپورٹ کیا۔ تاہم عبداللہ عبداللہ افغانستان سائیڈ کے دیگر سرکردہ رہنما ارکان طالبان کے ساتھ جرگہ کے مذاکرات کے حق میں نہ تھے۔"

عینی شاہد کے اس بیان کے تناظر میں اس جرگہ کی حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ یہ جرگہ بس وقت کے ضیاع کے سوا کچھ نہیں۔ شمالی اتحاد کے بعض رہنماؤں بالخصوص محسن کش صبغۃ اللہ مجددی نے پاکستان اور پاکستانی قوم کے خلاف صلح کے نام سے منعقدہ جرگہ میں بھی ہرزہ سرائی کی اور خصوصاً انہوں نے جرگہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا نام لیکر ان پر تنقید کی کہ وہ کیوں امریکی سرپرستی میں منعقدہ جرگہ (ڈرامہ) میں شریک نہ ہوئے؟ اس کے علاوہ دینی مدارس کے خلاف بھی زہر اگلا گیا۔ دراصل مجددی صاحب کو وقتاً فوقتاً اس قسم کے دورہ پڑتے رہتے ہیں اور وہ کھلم کھلا مختلف موقعوں پر پاکستان، دینی مدارس اور سیاسی علماء کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں بلکہ پاکستان کی سالہا سال مہمان نوازی کو بالائے طاق رکھ کر امریکی حمایت کا حق نمک ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے رہتے ہیں کہ اسی میں ان کی اور دیگر کاسہ لیسوں کی کو بقاء کا راز مضمر ہے۔ ایسے ہی موقع پر دعا کی گئی ہے کہ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پاکستان میں حکومت اور شمالی وزیرستان کے طالبان کے درمیان ایک صلح کا معاہدہ ہوا تھا جس کے بہت مثبت اثرات مرتب ہوئے تھے۔ لیکن امریکہ اور نیٹو کے اتحادی افواج اس معاہدہ پر شروع ہی سے چیں بہ جبیں تھے۔ اسی لئے وہ معاہدہ انہی دنوں میں ختم کرایا گیا، ان تمام معروضی حقائق کے حوالہ سے یہ "امن جرگہ" کس طرح کامیاب ہوسکتا تھا؟ اور جن خدشات کا اظہار اسکی ناکامی پر مختلف طبقات کی طرف سے ہو رہا تھا وہ خدشات صحیح ثابت ہوئے۔　　ع　　بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

---

# افغانستان کے سابق بادشاہ ظاہر شاہ کی وفات

پڑوسی ملک افغانستان کے سابق بادشاہ ظاہر شاہ کی زندگی کا چراغ بھی تقریباً سو برس تک جلنے کے بعد بالآخر ۲۳ رجولائی ۲۰۰۷ء بروز پیر کابل میں گُل ہوگیا۔ ظاہر شاہ کا کردار جدید افغانستان کی تاریخ میں اہمیت کا حامل اس لحاظ سے بھی ہے کہ انہوں نے ۱۹۳۳ء سے ۱۹۷۳ء تک چالیس برس افغانستان پر بلاشرکت غیرے حکومت کی اور ماضی و حال میں افغانستان کی جو موجودہ ناگفتہ بہ صورتحال ہے اس میں ظاہر شاہ کے کردار و پالیسیوں کا کافی حد تک عمل دخل رہا ہے۔ ظاہر شاہ نے دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد جب سرد جنگ کی شروعات ہوئیں تو اس نے روس کی جانب اپنی

خارجہ پالیسی کا رخ پھیر دیا اور افغانستان کو روسی کیمپ کے پلڑے میں ڈال دیا پھر آہستہ آہستہ افغانستان میں روسی اثر ورسوخ بڑھنے لگا۔ پھر بعد میں شاہ کے کزن وزیر اعظم سردار داؤد نے روس کے ساتھ اپنے تعلقات مزید بڑھائے جسکے نتیجے میں افغانستان کے خالص اسلامی اور روایتی قدامت پرست پشتون معاشرے میں کمیونزم اور لبرل ازم کا زہر ہلاہل سرایت ہو گیا اور ظاہر شاہ نے آہستہ آہستہ مذہب کے مضبوط آہنی حصار کو بھی کمزور کرنا شروع کیا اور کابل کو کچھ ہی عرصہ بعد فحاشی وعریانی و آزاد خیالی میں پیرس اور لندن کے بعد تیسرا بڑا شہر بنا دیا اور اسکے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو ملوکیت کے جبر سے دبا دیا۔ لیکن استعمار کا کوئی بھی دوست ہمیشہ کیلئے نہیں ہوتا' اسی اصول کے پیش نظر روس نے ظاہر شاہ کے خلاف اسکے اپنے ہی کزن اور معتمد ساتھی سردار داؤد کو اس کی غیر موجودگی میں بغاوت پر نہ صرف آمادہ کیا بلکہ اس کی ہر لحاظ سے بھرپور مدد کی گئی اور یوں ظاہر شاہ اپنے ہی دوستوں اور اپنے ہی ہاتھوں اقتدار اور وطن سے دور تقریباً تیس برس گوشہ گمنامی کے زندان میں تماشہ عبرت بنا رہا۔ ان تیس سالوں میں افغانستان پر روس نے جو قیامتیں ڈھائیں اس پر ظاہر شاہ مہر بہ لب رہا۔ پھر آپس کی خانہ جنگی میں بھی اس نے کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ حالانکہ اس کو اس نازک موقع پر قوم کی قیادت کرنی چاہیے تھی۔ لیکن مصلحت آمیزی وتماش بینی کی پرانی فطرت نے اس کو اپنی دھرتی کیلئے کچھ کرنے سے قاصر ہی رکھا۔ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کے حوالہ سے بھی ظاہر شاہ کا کردار نہایت ہی افسوسناک ہے۔

قیام پاکستان کے وقت ظاہر شاہ نے اپنے نوزائیدہ پڑوسی ملک کے وجود کو نہ صرف تسلیم نہ کیا بلکہ اس کی اقوام متحدہ میں بھرپور مخالفت بھی کی۔ پھر بعد میں بھی اس نے پاکستان کے ساتھ تعلقات کو کشیدہ ہی رکھا۔ اور پاکستان کے مقابلہ میں ہندوستان کو انتہائی اہمیت دی اور پاکستان کے خلاف سفارتی وسیاسی محاذوں پر بھی اس کا بھرپور ساتھ دیا۔ ظاہر شاہ ہی نے پختونستان جیسے متعصبانہ مسائل کو ہوا دی اور اسے مالی وسیاسی لحاظ سے بھی سپورٹ کیا۔ اسکے علاوہ ظاہر شاہ نے ڈیورنڈر لائن کا مسئلہ بھی وقتاً فوقتاً اٹھائے رکھا۔ تاکہ پاکستان کیلئے مغربی سرحد ایک دردسر بنی رہے۔ بہرحال ظاہر شاہ ہی نے افغانستان کے عوام کے دلوں میں پاکستان کیلئے جو نفرت کا بیج شروع میں بویا تھا اب وہ ایک تناور درخت کی صورت میں سب کے سامنے آشکارا ہے۔ یہ امر اور بھی افسوسناک ہے کہ ظاہر شاہ زندگی کے آخری ایام میں ایسے وقت میں افغانستان آئے جب دوسری استعماری قوت امریکہ نے افغانستان میں اپنا تسلط قائم کیا ہوا ہے اور ظاہر شاہ کو اسی مقصد کیلئے روم سے بلایا گیا کہ وہ کابل آ کر افغان آزاد منش قوم کو غلامی کا درس دیں اور امریکی قبضہ کو دوام بخشیں۔ اسی کے عوض اسکو فادر آف دی نیشن یعنی قوم کا باپ کا لقب دیا گیا۔ اس کے علاوہ ظاہر شاہ اور اس کے خاندان کے حصے میں کوئی حکومت اور اقتدار واختیار نہیں آیا۔ کاش آخری وقت میں ظاہر شاہ افغان قوم کو آزادی کا پیغام دیتے تو یہ ان کی زندگی بھر کی غلطیوں کا مداوا ہوتا اور تاریخ انہیں اچھے نام سے یاد رکھتی اور یہ تاریخی شخصیت شہرت دوام پاتی۔

میں اگر کچھ سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغاں نے مجھے

ادارہ

# سانحہ لال مسجد

## سینیٹ میں سینیٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا اہم خطاب

سینٹ آف پاکستان میں 14 اگست 2007ء کو لال مسجد اور امن عامہ کی صورت حال پر بحث کے دوران جمعیت علماء اسلام کے سربرہ سینیٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اہم خطاب فرمایا۔ دس منٹ کے نہایت محدود وقت کے باوجود خطاب میں ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی۔ خطاب موقع کی نزاکت واہمیت کے پیش نظر نذر قارئین ہے۔............ (ادارہ)

سینیٹر مولانا سمیع الحق: انشاء اللہ مختصر بات کروں گا۔ باتیں تو تقریباً دونوں اطراف سے ہوگئی ہیں۔ حکومتی طبقوں نے بھی اپنا موقف زور وشور سے بیان کیا ہے دوسروں نے بھی بیان کیا ہے میں انہیں دہراؤں گا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ دس دن بھی دس سال بھی اس لال مسجد کے المیہ پر ہم تقریریں کریں تو اس المیہ کا ازالہ نہیں ہوسکتا نہ اس کی تلافی ہوسکتی ہے۔ اب جو کچھ جلنا تھا وہ جل گیا۔ وہ جو شاعر نے کہا تھا کہ

جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

ہم تو اب اس خاک اور راکھ کو بھی نہیں کرید سکتے کیونکہ اس ملبے کو بھی انہوں نے اٹھا کر دور دراز پھینک دیا ہے اب اصل مسئلے پر ہمیں آنا چاہیے وہ جو حادثہ ہوگیا۔ اس کے اسباب آج بھی اسی طرح ہیں۔ اب بھی ہر جگہ کوئی نہ کوئی مسجد لال مسجد بن سکتی ہے۔ پورا ملک لال مسجد بن سکتا ہے۔ حادثے کی طرف نشاندہی بھی کی گئی ہے کہ یہ ایک اتفاقی یا حادثاتی واقعہ نہیں ہے۔ ایک طویل جنگ کا تسلسل ہے یہ اس کے مظاہر ہیں۔ ہم پر پرائی جنگ مسلط کردی گئی ہے۔ ہم پرائی آگ کو اپنے گھر میں لے آئے ہیں۔ ہم نے سرحدات کو کھول دیا ہے اور پامال کردیا ہے۔ آج پورے ملک میں حکومت کی رٹ نہیں ہے امریکی کہتے ہیں کہ جب بھی ہم چاہیں گے سرحدات کی حدود کو پامال کریں گے۔ رات بھی ایک مذاکرہ ہورہا تھا اور امریکی کہہ رہے تھے کہ اکثریت نے رائے دی ہے، تقریباً ستاون فیصد نے رائے دی ہے کہ ہمیں حق ہے کہ القاعدہ کا نام جہاں بھی سنیں گے ہم پاکستان میں خود کارروائی کریں گے یہ تازہ سروے آیا ہے۔ اس صورتحال میں ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم اس پرائی جنگ سے کیسے نکلیں۔ ہم امن وامان کی صورتحال پر بحث کرتے ہیں، خدا گواہ ہے کہ سولہ کروڑ عوام میں ایک فرد بھی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا، نہ محفوظ ہے۔ سڑک پر جارہا ہے کسی وقت دھماکہ ہوجائے گا۔ کسی

جگہ جلسہ ہے، کسی جگہ مجمع ہے کوئی بازار سودا سلف کے لیے جاتا ہے اس کے پرخچے اڑ سکتے ہیں۔ ایسے حالات میں ہم کیسے امن وامان کے جزیات پر بحث کریں۔

ہم نے غیروں کو خوش کرنے کے لیے بہت قربانیاں دیں۔ ہمارے غیور، مجاہد وہ فوج جو ایمان، یقین اور جہاد کا ماٹو رکھتی تھی، ہم نے ایک ہزار تقریباً اپنے مسلمانوں کے ساتھ لڑائی میں مروائے۔ سینکڑوں افراد ہمارے اپنی افواج کے ہاتھوں مارے گئے۔ آج بھی سینکڑوں افراد کو لاپتہ کہیں پھینکا ہوا ہے اور ان کے رشتہ دار اور لواحقین پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے اور وزیراعظم سیکرٹریٹ کے سامنے سپریم کورٹ کے سامنے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اپنے گمشدگان کے لیے رو پیٹ رہے ہیں۔ ہم نے پانچ چھ سوافراد کو پکڑ کر گوانتاناموبے بھیج دیا اور امریکہ کے حوالہ کر دیا اور لکھا کہ ڈالروں کے بدلہ میں انہیں بھیجتے ہیں۔ اس سے زیادہ ہم اور کیا ''قربانیاں'' دیں گے پھر بھی وہ ہماری حدود کو پامال کر رہے ہیں۔ ہمارے میمن صاحب نے کہا کہ کسی کو یہ حق نہیں دینگے کہ یہاں مداخلت کریں۔ ہم کہتے تو ہیں لیکن عملاً وہ کیا کچھ نہیں کرتے۔ اکیس دفعہ وہ ہماری سرحدات کو پامال کر چکے ہیں۔ ابھی پرسوں ترسوں انہوں نے پاراچنار کی حدود کو پامال کیا۔ پھر دوبارہ امریکی فوجیں آئیں امریکی جہاز آئے اور ہمارے علاقوں پر گھومے پھرے۔ ٹی وی پر ہمارے فوجی ترجمان سے پوچھا گیا کہ بھئی تم انکار کرتے ہو جبکہ پرسوں رات بھی فوج آئی تھی، جہاز آئے تھے۔ اس نے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی طرح عجیب بات کی، یہ ایسی بات ہے کہ کسی کے گھر میں چور اتر جائیں، تقدس پامال ہو جائے اور عصمت دری ہو جائے، عزت خراب کر دے پھر اس کو کہا جائے کہ یہ کیا ہوا؟ وہ کہے کہ کچھ بھی نہیں کہ رات کی تاریکی میں کچھ لوگ آئے تھے، معمولی چھیڑ چھاڑ کر کے چلے گئے۔ اس ترجمان راشد صاحب نے کہا کہ تاریکی میں غلطی سے آئے ہوں گے گھوم پھر کر واپس چلے گئے۔ اب صورتحال اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ ہم نے خود 82 طالب علموں کو کرش کیا، امریکہ نے اگرچہ کیا لیکن ہم نے وہ الزام سر پر لے لیا۔ وہاں پر کونسی رٹ خراب ہوگئی تھی۔ لال مسجد کی صورتحال تو وہاں نہیں تھی۔ باجوڑ میں بھی ہم نے دیکھا، پھر وزیرستان میں دیکھا کہ وہ آ کر معصوم و نہتے طالب علموں کو تہہ تیغ کر جاتے ہیں۔ اس صورتحال پر غور کرنا چاہیے کہ ہم اس سے کیسے نکلیں گے۔ اب تو انہیں جرات ہوگئی ہے، بدقسمتی سے ہماری فوج کو بھی ہوگئی ہے جس کو ماؤں نے جہاد کیلئے شہادت کے لیے بھیجا تھا وہ جو کرنل صاحب مرحوم جو پہلے دن لال مسجد میں ہلاک ہو گئے اس کی بہنوں نے رو رو کر کہا، ماں نے رو رو کر کہا کہ ہم نے تو اس کو جہاد کے لیے بھیجا تھا۔ اب اللہ کو ہم کیا منہ دکھائیں گے۔ انہوں نے جا کر معصوم بچوں اور بچیوں کو مارا۔ جناب چیئرمین صاحب یہ بڑا المیہ ہے کہ معصوم بچے اور طلباء طالبات جو اللہ کے دین کو سیکھنے کیلئے وہاں جمع تھے وہ کسی ظلم اور زیادتی کے قابل نہیں تھے۔ ہندوستان نے مسعود اظہر کو چھوڑا جس نے ہندوستان کو ہلا دیا تھا اپنے ایک جہاز کی سواریوں کیلئے، یہ قربانی ہم نہیں دے سکتے تھے۔ ہم نے قرآن کو جلنے دیا میں کہتا ہوں کہ قرآن صرف وہ نہیں ہے جو طاقوں میں پڑا جل گیا قرآن وہ ہے جو ان بچوں اور بچیوں کے سینوں میں تھا وہ سینے چھلنی ہو گئے تو سینوں کے اندر قرآن چھلنی ہو گیا خدا نے کہا کہ میں قرآن کی حفاظت الماریوں سے، فولاد سے،

کاغذات سے، گتے سے نہیں کرتا ہوں بل فی صدور الذین أوتو العلم (آلایۃ)
خدا نے کہا کہ میں قرآن کی حفاظت ان بچوں بچیوں کے ذریعے کراؤں گا جن کے سینوں میں میں نے ڈالا ہے تو کیا اگر کسی برگر فیملی ایچی سن کالج یا بیکن ہاؤس کے لوگوں نے ایسا کیا ہوتا تو ان کے ساتھ ہم ایسا سلوک کر سکتے تھے کیا ہمارے کالجوں میں یونیورسٹیوں میں بغاوت نہیں ہوتی ہے، پرنسپل اغواء نہیں ہوتے ہیں وائس چانسلروں کا محاصرہ نہیں ہوتا۔ پرچے آؤٹ نہیں ہوتے ہیں یہ سب کچھ ہم برداشت کرتے ہیں اس معاملے کو اس لیے ہم برداشت نہ کرسکے کہ بش کا order آگیا تھا اور بش کا order قطعی یہ تھا کہ ان کو crush کردو کیونکہ بش نے خود ایک ہفتے بعد اپنی ریڈیو کی تقریر میں لال مسجد کا نام لے کر کہا کہ یہ میری جنگ کا حصہ ہے اور حیرت کی بات ہے کہ وہ پھر مبارکباد بھی دیتا ہے۔ آسٹریلیا، برطانیہ اور بش بھی مبارکباد دیتا ہے ہماری مسجد کا معاملہ ہے۔ کیا کسی کالج میں ایسا ہوا ہوتا تو بش اس کو اپنے ذمہ اٹھالیتے۔ بات دین واسلام اور ہمارے تشخص ہمارے شناخت مٹانے کی ہے تو ایک ٹیلی فون پر ہم سب کچھ چھوڑ جاتے ہیں۔ 9/11 کا واقعہ آیا ہماری ساری قربانی ایک ٹیلیفون پر چلی گئی۔ جب حدود آرڈیننس کا وقت آیا حدود اللہ کو ایک ٹیلی فون پر ختم کیا گیا۔ اب ایمرجنسی کی بات آئی کھلم کھلا ساری رات ایمرجنسی کا ہنگامہ تھا لیکن ایک فون پر ایمرجنسی واپس ہوگئی وہ بھی صدر کی نہیں بلکہ کنڈولارائس کی، وہ ڈائن جس کو دیکھ کر انسان ڈرنے لگتا ہے اس کے order پر ہم نے فیصلہ بدل لیا ہمارے صدر صاحب نے کہا کہ میں افغانستان نہیں جاؤں گا لوئے جرگہ میں سیکورٹی کی وجہ سے یا ادھر مصروفیات بہت تھیں لیکن رات کو فون آیا کہ جاؤ وہاں افغانستان پہنچو، اس نے فیصلہ بدل دیا اور چلا گیا۔ تو جناب میں کہا کرتا ہوں کہ دہشت گردی کے نام پر روزانہ صدر صاحب دہشت گردی اور انتہا پسندی کا واویلا کرتے ہیں اور جو طاقتیں ہیں وہ ہر جگہ متحرک ہوجاتی ہیں۔ باجوڑ، سوات اسلام آباد ہم اس کو یہاں تک لے آئے ہیں۔ افسوس ہے کہ دہشتگرد تو صلیبی لوگ ہیں۔ وہ دہشت گردی کر رہے ہیں اور صہیونیت دہشت گردی کر رہی ہے۔ سامراجی ہم پر دہشت گردی مسلط کر رہے ہیں۔ استعماری دہشت گردی ہم پر مسلط ہے مگر الٹا ہمیں کہا جارہا ہے کہ آپ دہشت گرد ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس صورت حال پر ہم ٹھنڈے دل سے دونوں ایوانوں میں غور کریں۔ یہ واقعہ بھی ایسا ہنگامی پیدا نہیں ہوا کسی نے اکسایا، پھر کسی نے طول دیا پھر آخر میں یہ end تک پہنچانا تھا۔ دو نقصان ہوگئے۔ ایک ہمارے مدارس کی ایسی تصویر ورلڈ کو دکھادی گئی اور جو چھ مہینوں تک اس کو طول دیتے رہے۔ جبکہ ہم ہمیشہ چیختے چلاتے رہے کہ پشاور سے کراچی تک کسی مدرسہ میں دہشت گردی کا تصور بھی نہیں نہ انتہا پسندی کی تعلیم دی جاتی ہے لیکن دنیا کو بتایا گیا کہ ہم ہی تمہارے لئے فِٹ ہیں اور دہشت گردی کے ہاتھ اتنے مضبوط ہیں کہ اسلام آباد پر بھی کنٹرول کر سکتے ہیں۔ اسلئے ہمیں ہی مضبوط رکھیں اور ان کے سروں پر بیٹھنے دو۔ ورنہ کوئی چیز محفوظ نہیں رہے گی۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ مسجد اور مدرسے کی وہ عظمت اور تقدس اور حرمت ختم ہوگیا اب کوئی بھی جرات کے ساتھ کسی بھی جگہ دوبارہ کرسکتا ہے۔

گزر گئے ہیں۔ مولانا عبدالعزیز اور اس کا سارا خاندان چیخ رہا ہے، مطالبہ کر رہا ہے کہ ایک سات رکنی اعلیٰ سطحی عدالتی کمیشن قائم کیا جائے۔ سپریم کورٹ کے ججوں کی نگرانی میں۔ ہم نے سینیٹ کی وزارت مذہبی امور کی سٹینڈنگ کمیٹی بلائی۔ اس کمیٹی نے بھی مطالبہ کیا کہ فوری طور پر ایک تحقیقاتی کمشین قائم کیا جائے لیکن یہاں کوئی سنتا ہی نہیں۔

دوسری بات یہ ہے جو بھی ہو گیا اللہ کا گھر ہے اس کو فوراً آزاد کرایا جائے۔ نماز نہیں ہو رہی۔ کیا لرزنے والی بات نہیں ہے۔ اللہ اکبر کا نام ہم اسلام آباد کی مسجد میں نہیں لے سکتے۔ جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ مدارس میں جو لوگ شہید ہونے تھے وہ ہو گئے لیکن اب ان کو بحال کیا جائے۔ تیسری میری گزارش یہ ہے کہ اس مظلوم شخص کو جس کا بھائی شہید ہو گیا۔ جس کا بیٹا شہید ہو گیا۔ جس کی والدہ صاحبہ شہید ہو گئی اس کو روزانہ ہم ہتھکڑیوں میں لے آتے ہیں اور ایک طویل سلسلہ شروع کیا ہے۔ چھ چھ گھنٹے اس کو بند ڈبے میں بٹھائے رکھتے ہیں۔ اس پر دل کا دورہ پڑنے لگ جاتا ہے۔ پھر ٹی وی پر اس منظر کو پوری قوم کو دکھاتے ہیں۔ ہتھکڑیوں میں لایا جاتا ہے اور لے جایا جاتا ہے اس کے ساتھ جوان بیٹی اور پاک دامن بیوی برقعوں میں پھرتی رہتی ہیں۔ کم از کم ہمیں افسوس تو ہونا چاہیے۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

مگر یہاں تو پشیماں بھی نہیں اور ڈھٹائی سے ہم لگے ہوئے ہیں اس کی وکالت کرتے ہیں اور صفائی کرتے ہیں کہ ہم نے ٹھیک کیا ہے۔ یہ تو تاریخ میں بعد میں آئے گا کہ ہم نے کیا کچھ در حقیقت کیا ہے۔ یہ کربلا سے بھی زیادہ دہشت ناک واقعہ ہے کہ کربلا تو میدان صحرا میں تھا آبادی نہیں تھی کوئی شاید مدد کرنے نہ پہنچ پاسکا مگر یہ تو ہمارے ایوانوں کے نیچے واقعہ تھا۔ دارالخلافہ میں تھا۔ ایوان صدر کے نزدیک تھا۔ سینیٹ کے سامنے تھے۔ کاش آپ ہنگامی طور پر بیرون ملک کا دورہ منسوخ کر کے واپس آجاتے اس معاملے کو take up کر لیتے۔ شاید معاملہ حل ہو جاتا مگر ہم سب زندہ ہیں اس دور میں تو ہمارا نام بھی یاد رکھا جائیگا۔ کہ کربلا جیسا حادثہ آیا تھا اور یہ لوگ علماء وکلاء، ممبران پارلیمنٹ، ان کے نام بڑے بڑے لفظوں میں لیا جائیگا۔

ہم سب اپنا کردار ادا نہ کر سکے۔ ہم شرمندہ ہیں۔ ہمارا ضمیر ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ تو اب کم از کم ہم اس پر نمک پاشی تو نہ کریں سینیٹ میں ان کی مکمل تعداد بتائی جائے کہ کتنے افراد شہید ہوئے ہیں۔ آج تک کسی نے صحیح تعداد نہیں بتائی۔ وزیر داخلہ صاحب نے ۷۰ کہا، کسی نے ۱۰۵ کہا۔ کسی نے کچھ اور کہا۔ سیکرٹری صاحب نے کچھ اور کہا آج تک تفتیش نہیں ہو رہی کہ کتنے لوگ شہید ہوئے ہیں اور ان کے لواحقین در بدر پھر رہے ہیں۔ نہ کوئی ان کی شنوائی ہوئی اور نہ کوئی ان کو ہرجانہ دیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ ایک کمیشن تشکیل دیا جائے۔ کم از کم سینیٹ سے افسوس کی ایک قرارداد آجائے اختتام میں کہ حادثہ تو جو بھی تھا مگر تاریخ بعد میں بتائے گی کہ سینیٹ نے کیا کیا تھا؟ سینیٹ میں ایک قرارداد آجائے جس میں ٹھوس، مفید اور تلافی کرنے والی باتیں ہوں اگر ہمارے مطالبات آپ کو کچھ اچھے لگتے ہیں تو اس کو قرار

[illegible]

ادارہ

# صلیبی دہشت گردی کا تعاقب

## امریکی قونصل جنرل کی آمد اور مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات

(۱) حرمین شریفین کے متعلق امریکیوں کی بکواس (۲) کورین باشندوں کا اغواء (۳) سینٹ کی خارجہ کمیٹی میں جراتمندانہ موقف

۹ر اگست (اکوڑہ خٹک) پشاور میں امریکی قونصل جنرل مس لین ٹریسی نے آج صبح گیارہ بجے اکوڑہ خٹک میں جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینٹر مولانا سمیع الحق صاحب سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ یہ ملاقات پونے دو گھنٹے جاری رہی جس میں موجودہ عالمی صورتحال کے تناظر میں اہم مسائل اور درپیش مشکلات پر تبادلہ خیال ہوا۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے امریکی پالیسیوں بالخصوص پاکستان میں امریکی مداخلت مسلمانوں کے مقدس مقامات مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بارہ میں بعض امریکیوں کے تازہ بیانات اور امریکہ کی امداد کے سلسلہ میں تازہ قانون سازی کے بارہ میں اپنے سخت خیالات اور برہمی کا اظہار کیا اور کہا کہ امریکہ خود ہی اپنے لئے مشکلات روز بروز بڑھا رہا ہے۔ اس موقع پر مس لین ٹریسی نے کہا کہ امریکہ نے بار بار واضح کیا ہے کہ ہم پاکستان کے حدود میں مداخلت نہیں کرینگے' بعض صدارتی امیدواروں کے مکہ مدینہ کے بارہ میں جذباتی بیانات کی ہم نے سرکاری طور پر مذمت کی اور انکے حریف دیگر صدارتی امیدواروں نے اسے مسترد کر دیا ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ حکومت ایسے بیانات کی صرف مذمت نہیں بلکہ ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کرتی؟ ۔ مس ٹریسی نے کہا کہ عوام الیکشن میں خود انکا احتساب کر کے انہیں مسترد کر کے سزا دیں گے۔ امریکی عوام نے جنگ کو مسترد کر دیا ہے اپنے ووٹروں کے بارہ میں بعض غیر سنجیدہ امیدوار غلط تجزیہ کرتے ہیں۔ امریکی امداد مشروط کر دینے کے باوجود اس کا کوئی منفی اثر پاکستان پر نہیں پڑے گا۔ اور آپ اسے القاعدہ کے کھاتے میں ڈال کر اسے شرائط کے خلاف ورزی قرار دیں گے۔ قونصل جنرل نے کہا کہ ایسا نہیں ہم موازنے اور تجزیے کرنے کے بعد کوئی قدم اٹھاتے ہیں۔ ایمرجنسی کے متعلق قونصل جنرل کے ایک سوال کے جواب میں مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ اب حالات اس نہج پر جا رہے ہیں کہ ایمرجنسی وغیرہ جیسے اقدامات سے حالات کنٹرول نہیں ہونگے بلکہ جلد از جلد فوری صاف اور شفاف آزاد الیکشن کروا دیں جبکہ ملک کی بڑی سیاسی' لبرل اور سیکولر پارٹیاں آپکے بارہ میں ''نرم گوشہ'' رکھتی ہیں ایسی پارٹیوں کے ہوتے ہوئے حقیقی جمہوریت سے آپ خطرہ محسوس نہ کریں۔ پاک افغان جرگہ میں شرکت نہ کرنے پر مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ جرگہ میں جب تک مزاحمتی فریقوں کو شامل نہ کیا جائے تو اسکے مثبت نتائج سامنے نہیں آسکتے اور یہ ساری تگ و دو مجھے بیکار نظر آتی ہے۔ قونصل جنرل نے کہا کہ طالبان کو شامل کرنے کی کوششیں کی گئیں مگر وہ آمادہ نہ ہوسکے۔ جرگہ کی سفارشات آنے پر ایک کمیشن طالبان سے مذاکرات اور رابطوں کی کوشش کرے گا۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے اس سوال کے بارہ میں کہ امریکہ کی موجودہ پالیسیوں کے بارہ میں آپ کا تجزیہ کیا ہے؟ مولانا صاحب نے کہا کہ نائن الیون کے بعد دہشگردی کے نام پر آپ کی

تمام جدو جہد جس میں ہماری حکومت نے بھی آخری حد تک عوام کے جذبات کا احترام کئے بغیر اس جنگ میں سارے وسائل آپ کیلئے جھونک دیئے مگر حقائق یہ ہیں کہ اسکا نہ تو آپکو فائدہ ہوا نہ ہماری حکومت کو بلکہ آپ اور ہم سب ایک انتہائی تباہ کن صورتحال تک پہنچ گئے ہیں۔ اسلئے میرا مشورہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے بارہ میں اپنی پالیسیوں کا یوٹرن لیں یا کم از کم اس سفر کو یکدم سٹاپ کر دیں۔ اس میں امریکہ کی اور پاکستان اور تمام مسلمانوں کی بھلائی ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ اس بربادی کی ذمہ دار سوویت یونین ہے جسکے ختم کرنے میں جن قوتوں نے قربانی دے کر امریکہ کو واحد سپر پاور بنایا مگر ان لوگوں کی قدر کرنے کی بجائے امریکہ نے انہیں دہشت گرد قرار دیا۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ پاکستان کے کسی بھی مدرسہ میں دہشت گردی نہیں ہو رہی مگر صدر بش نے اسلام آباد کی لال مسجد کا نام لیکر آگ کو بلاوجہ مزید بڑھکانے کی کوشش کی۔ مس لین ٹریسی نے کہا کہ امریکہ کی طرف سے فوجی آپشن کے علاوہ سیاسی اور دیگر آپشنوں پر بھی غور ہو رہا ہے۔ ملاقات میں قبائلی اور شمالی وزیرستان کی صورتحال پر بھی گفتگو ہوئی۔ ملاقات میں مولانا حامد الحق حقانی ایم این اے بھی موجود تھے۔

<u>حرمین شریفین اور امریکی صدارتی امیدواروں کی بکواس:</u> ۳ راگست (اکوڑہ خٹک) جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینٹر مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا ہے کہ امریکہ کے صدارتی امیدواروں نے امت مسلمہ کے مقدس مراکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی بات کر کے اپنے اندر کے اس بغض وعناد کو آشکارا کر دیا ہے، جو اسلام کے بارہ میں انکے دل ودماغ میں بھرا ہوا ہے اور بات اب مدارس دینیہ اور مساجد سے بڑھ کر حرمین شریفین تک جا پہونچی ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب یہاں دارالعلوم حقانیہ کے ایوان شریعت ہال میں ختم بخاری شریف اور فارغ التحصیل فضلاء کی دستار بندی کی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ ملک کی نازک صورتحال کی وجہ سے تقریب کا پہلے سے اعلان نہیں کیا گیا تھا مگر اس غیر اعلانیہ تقریب میں ہزاروں علماء، طلباء اور عوام نے شرکت کی۔ اس موقع پر دارالعلوم کے ایک ہزار سے زائد فضلاء کی دستار بندی کی گئی۔ دارالعلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب نے بخاری شریف کے اختتامی درس کے بعد علماء وفضلاء کو الوداعی خطاب میں ان کی اہم ترین ذمہ داریوں اور تاریخ کے نازک چیلنجوں سے آگاہ کیا اور کہا کہ صلیبی جنگ کا نشانہ اب نہ صرف ہمارے مدارس مساجد، تعلیمی نظام، دفاعی اور ایٹمی صلاحتیں اور ملکی سالمیت اور آزادی نہیں بلکہ کعبۃ اللہ اور گنبد خضراء پر بھی انکی پلید نظریں لگی ہوئی ہیں۔ اس قسم کے زہریلے اعلانات اسلامی ممالک کے او آئی سی پر جوتے مارنے کے مترادف ہیں۔ اگر اب بھی ۵۸ اسلامی ممالک کی غیرت نہیں جاگتی تو ہماری اجتماعی غلامی اور موت کوئی ٹال نہیں سکے گا۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ یورپ اپنے کھیل کود کی اولمپک شمع کو بجھنے نہیں دیتا اور کھلاڑی دوڑ دوڑ کر ایک سے دوسرے کو شمع منتقل کرتے ہیں تو ہمیں کیوں مدینہ منورہ کی شمع محمدی کی حفاظت اور اس سے جلائے رکھنے سے روکا جا رہا ہے، انہوں نے علماء وطلباء سے کہا کہ آپ نے بھی جانوں پر کھیل کر اس شمع خداوندی کو جلائے رکھنا ہے۔ اور ایک سے دوسرے کو اسے منتقل کرتے رہنا ہے۔ اس موقع پر لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے دردناک واقعات پر مولانا سمیع الحق صاحب اور ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ صاحب نے روشنی ڈالی تو پورے مجمع میں ایک کہرام مچ گیا اور ہزاروں لوگ

دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ صدر بش نے اپنی تقریر میں علانیہ اعتراف کیا ہے کہ لال مسجد کا سانحہ امریکی جنگ کا حصہ ہے اور حکمرانوں نے امریکی ایجنڈا پر عمل کرنے پر یہ سب کچھ کیا ہے۔ تقریب سے مولانا انوار الحق، نائب مہتمم، مولانا عبدالحنان جہانگیروی فاضل دیوبند، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبان اور دیگر اساتذہ نے خطاب کیا۔ (۴/ اگست کے اخبارات)

**کورین سفارتکاروں کی آمد اور ملاقاتیں:** ۲۹/ جولائی ۲۰۰۷ کو کوریا کے مسلم کمیونٹی کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔ جس کی قیادت پاکستان میں متعین جنوبی کوریا کے سفیر کر رہے تھے۔ وفد نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے اپیل کی کہ وہ کورین یرغمالیوں کی رہائی میں مدد کریں اور اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کریں۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے وفد کو یقین دلایا کہ وہ ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اور انہیں مشورہ دیا کہ پہلے مرحلہ پر کوریائی حکومت افغانستان میں موجود اپنے افواج کو فوری طور پر وہاں سے نکال دے جس سے خیر سگالی کی فضا پیدا ہوگی، سفیر نے کہا کہ ہماری حکومت اس کا پہلے سے اعلان کر چکی ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ طالبان کا اپنے قیدیوں کو آزادی دلانے کی شرط تو افغانی حکومت ہی پوری کر سکتی ہے۔ امریکہ اور اقوام متحدہ اس میں موثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ جبکہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بھی اس وقت کوریائی شہریت رکھتے ہیں۔ سفیر کوریا نے سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ بانی کی مون کی طرف سے بھی مولانا سمیع الحق کو خیر سگالی اور محبت کے جذبات پہونچائے۔ جبکہ ان کے سیکرٹری جنرل بننے سے قبل مولانا سمیع الحق کی دو سال قبل سیول کوریا کے دورہ کے موقع پر ان سے بحیثیت وزیر خارجہ کوریا خوشگوار ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ اگرچہ عرصہ سے ان کا رابطہ طالبان اور افغانستان میں مزاحمتی قوتوں سے منقطع ہے لیکن اس کے باوجود بھی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر یرغمالیوں کی رہائی کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اس سلسلہ میں کورین سفارتکاروں کے رابطے تاحال جاری ہیں۔

**سینٹ کی خارجہ کمیٹی میں جراتمندانہ موقف:** 29/ جولائی (اکوڑہ خٹک) جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ امریکہ کی حالیہ قانون سازی بیانات اور قرار دادیں پاکستان کے خلاف کھلا اعلان جنگ ہے اس لیے اس حساس ترین معاملہ پر فوری طور پر (پارلیمنٹ قومی اسمبلی اور سینٹ کا مشترکہ اجلاس) بلایا جائے جس کا ایک نکاتی ایجنڈا ہو اور پورا پارلیمنٹ اس پر تفصیل سے غور کر کے قومی یکجہتی کا اظہار کر کے امریکہ کو دوٹوک پیغام دے کہ سیاسی اختلافات کے باوجود ملکی سلامتی اور بالادستی کو برقرار رکھنے کے لیے قوم متفق ہے۔ مولانا سمیع الحق نے سینٹ کے خارجہ امور کے قائمہ کمیٹی کی جرأت مندانہ موقف اور متفقہ قرارداد کو نہایت خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا کہ میں نے کل کے اجلاس میں بھی یہ تجویز رکھی تھی کہ اس معاملہ پر پارلیمنٹ کا فوری اجلاس بلایا جائے اور اگر مصلحت کا تقاضہ ہو تو یہ اجلاس ان کیمرہ بھی رکھا جا سکتا ہے جیسا کہ اس سے قبل صدر ضیاء الحق اور جونیجو کے دور میں جنیوا معاہدہ پر پارلیمنٹ کا ان کیمرہ اجلاس ہوا تھا ویسے بھی موجودہ قومی اسمبلی کی معیاد پورا ہونے کو ہے کم از کم ایک اجلاس دونوں ایوانوں کا مشترکہ ہونا چاہئے۔ (۳۰/ جولائی کے اخبارات)

دعوات حق

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ

# رمضان المبارک کی فضیلت اور صبر کی اہمیت

خطبہ جمعۃ المبارک ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم: قال رسول الله ﷺ هو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنة وشهر المواساة وشهر يزاد فيه رزق المومن وقال عليه السلام هو شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة واخره عتق من النار (او كمال قال عليه الصلوة والسلام)

میرے محترم بھائیو! دو تین باتیں عرض کرنی ہیں:

صبر کا مہینہ رمضان شریف کا مہینہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ اسمیں صبر کی تعلیم دی جاتی ہے' خواہشات کو روکنا' نفس کے اوپر کنٹرول کر کے نہ کھانا نہ پینا ظاہر بات ہے کہ اس وجہ سے تکلیف محسوس ہوتی ہے' رات کے وقت میں تراویح شرکت کی' ختم قرآن شریف یا سحری کے وقت دو تین گھنٹے بیدار رہنا' تہجد پڑھنا ظاہر بات ہے کہ یہ امور نفس کے اوپر شاق اور گراں ہیں۔ لیکن اس چیز کو ہم انتہائی ذوق شوق اور محبت سے بڑی خوشی اور خندہ پیشانی سے اور اس بھوک پیاس کو اس نفس کے کنٹرول کو اس رات کے بیداری کو' بڑی خوشی کے ساتھ برداشت کرتے ہیں کہ یہ سب ہمارے لئے باعث خوشنودی خداوندی ہونگی اور جس چیز سے اللہ راضی ہو اور جس چیز کے بدلے جنت ملے۔

آج اگر ایک شخص دس روپے خرچ کرتا ہے' چار پانچ گھنٹے روزانہ ڈیوٹی دیتا ہے ملازمت کرتا ہے' تو اس لئے کہ ہمیں معلوم ہے کہ اس ڈیوٹی کے عوض ہمیں بھاری تنخواہ اور بڑا منافع ملے گا' تو اگر کوئی کہہ دے کہ خدا تمہیں اس نوکری سے معزول کر دے' تمہاری یہ نوکری ختم ہو جائے تو آپ کہیں گے کہ تم نے بددعا کی' بھلائی تو نہ کی اس لئے اگر خدا کے راستہ میں چند گھنٹے بھوک اور پیاس تکلیف برداشت کرلیں اور اس کے بدلہ اللہ کی خوشنودی' رضا اور اللہ کا دیدار میسر ہو تو کتنا اچھا سودا ہے۔ حضور ﷺ نے مختصر الفاظ میں فرمایا' والصبر ثوابه الجنة صبر کا بدلہ جنت ہے' تو رمضان کے روزوں اور ان کی مشقت کی وجہ سے رات کی تراویح' تہجد' تلاوت قرآن سے جو مشقت پہنچے گی اس کا بدلہ ملے گا' جنت اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت نصیب فرمائے' تو صبر کا بدلہ جنت ہے اور فرمایا۔

انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب۔ خدا کی جانب سے خدا کے حکموں پر جو

راضی ہوتے ہیں' اس کی جانب سے ملنے والے احکام کو بخوشی بجالایا جائے یہ نہیں کہ روزہ ہے تو تنگ وترش رہے' ہر ایک سے لڑتا جھگڑتا رہے' دوسرے دیکھ کر کہیں کہ دیوانہ کتا ہے' یا شیر ہے کہ دھاڑ رہا ہے' کہتے ہیں کہ اسے چھیڑو مت اس کا روزہ ہے' اس کے ساتھ بات مت کرو اب چاقو مارے گا اور لڑے گا اور خود وہ بھی کہتا ہے کہ مجھے چھیڑو مت۔ میں روزے سے ہوں۔ بھئی کیا یہ روزہ تم نے بد اخلاقی کا ذریعہ بنا دیا' روزہ تو انسان کے اندر اخلاق پیدا کرتا ہے۔

وسعت رزق: حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ ویزاد فیہ رزق المومن رمضان کے مہینے میں مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے' یہ ہمارا اور آپکا تجربہ ہے اور دو چار دن بعد روزہ ختم ہوگا تو فرق محسوس کرلو گے۔ بہت سے مسافروں کو رمضان کے علاوہ کہیں کھانا نہیں ملتا یہاں اسے کھانا دیں تو کہے گا کہ اللہ کے فضل سے میرے پاس کافی کھانا موجود ہے

غریب سے غریب مسلمان کیوں نہ ہو' افطار کے وقت سحری کے وقت گیارہ ماہ کے مقابلے میں دیکھ لیں کہ رمضان میں رزق کی وسعت ہوتی ہے' یقیناً فراخی ہوتی ہے یہ تو بالمشاہدہ ہم دیکھ رہے ہیں۔

مواساۃ اور غمخوارگی: اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ھو شھر المواساۃ یہ مہینہ غم خوارگی کا ہے اس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی افطاری کیلئے چار پانچ چیزیں رکھیں تو کم سے کم غریب کو بھی اس سے کچھ تو حصہ دینا ہے۔ اپنے سے بڑھ کر نہیں تو اپنے ساتھ برابر تو کرلو۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (سورۃ ۲ آیت ۹۲)........ جب تک اپنے پسندیدہ چیز کو اللہ کے نام پر خرچ نہ کردو تو تم بِرّ (نیکی) کے درجے حاصل نہیں کرسکتے' تو صحیح بھلائی تو یہ ہے کہ مسکین کی غم خوارگی میں اپنے سے بھی بہتر دے دو خیر اگر نہ ہو تو چلو مساوات کے درجے میں دے دو' مساوات بھی نہیں تو مواسات کے درجہ میں سہی یہ تو نہ ہو کہ کھانے پینے کی بہتات ہے تھوڑی سی چکھ لی اور باقی پھینک دی کتوں کو بلیوں کو اور آپ کے جوار میں محلہ میں بھوک سے تڑپ رہے ہیں۔ بچے یتیم ہیں تو دس چیزیں اپنے افطار کے لئے ہیں تو دو چار تو اپنے قرب وجوار کے محتاجوں کو بھی دے دو۔ یہ مہینہ مواساۃ کا ہے۔ ہمدردی کا غم خوارگی کا اور آج کل کا موسم تو اعتدال کا ہے کہ نہ گرمی نہ پیاس نہ بھوک مگر یہ اندازہ تو پھر بھی روزہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جو لوگ اس ملک میں اس زمین پر دو دو وقت' تین تین وقت کے بھوکے ہیں۔ فاقہ کش ہیں اور چار چار وقت کے فاقے گزار رہے ہیں۔ ہم نے صرف کھانے کو قبل از وقت کردیا بجائے دوپہر سحری کے وقت کھالیا۔ ترتیب میں ذرا فرق آیا۔ مگر ہم بھوک محسوس کرتے ہیں' تو جن کو دو دنوں میں تین دنوں میں ایک وقت بمشکل کھانا ملتا ہے آپ اپنی بھوک سے ان کی بھوک کا اندازہ لگالیں کہ ان کے بچوں کا اور ان غریبوں کا کیا حال ہوگا۔

حضرت عمرؓ کا عملی مواسات: حضرت عمرؓ بادشاہ وقت ہیں' ملک میں قحط ہے وہ بغیر چھنے ہوئے جَو کا آٹا استعمال فرماتے تھے۔ ملک کا گورنر آکر کہتا ہے کہ اب تو گندم کی فراوانی ہے۔ شام میں کافی گندم پیدا ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کیا تم یقین سے کہہ سکتے ہو کہ میری رعایا کے ہر فرد کو گندم کا آٹا مل سکتا ہے۔ اور جب یقین سے کہہ نہیں سکتے تو میں

کیسے ایسی چیز استعمال کروں جس چیز سے میری رعایا محروم ہے۔ یہ تھا مواساۃ اور غمخوارگی کی مثال۔

ہندوستان میں قحط پڑا تو وہاں کی بادشاہ کی بیوی کے سامنے کسی نے ذکر کیا کہ ملک میں قحط ہے کھانے پینے کو کچھ نہیں ملتا' تو اس نے جواب میں کہا کہ بریانی اور پلاؤ کیوں نہیں کھاتے؟ تو جس کے ہاں ہر وقت پلاؤ پکتا ہو وہ بھوک اور قحط کو کیا سمجھے روزہ دار کو کھانے کی ترتیب سے تکلیف ہوتی ہے تو جس کو ملے ہی نہیں اس کا کیا حال ہوگا۔

**افطاری کرانے کا اجر وثواب:** حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی روزہ دار کی افطاری کا بندوبست کرلیا تو تین چیزیں آپ کو ملیں گی' ایک تو یہ کہ آپ کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ دوسرا یہ کہ جہنم سے اللہ تعالیٰ آپ کے رقبہ (گردن) کو نجات دے دے گا۔ اور تیسری چیز یہ ہے کہ اس روزہ رکھنے والے کو جتنا اجر وثواب ملے گا' اتنا ہی تمہیں بھی ملے گا۔ دیکھو بخل مت کرو' یہ نہ کہو کہ دوسرے کے چھوہارے کیوں کھاؤں۔ تم اگر سخی بن جاؤ تمہیں بھی پورا ثواب ملے گا۔ اور اتنا ہی اجر دوسرے کو بھی ملے گا۔ سخاوت پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے دس آدمیوں کو کھجور دے کر اس کا روزہ توڑا۔ افطاری کرائی تو دس آدمیوں کے روزوں کا ثواب تجھے جائیگا اور تمہاری گردن جہنم سے چھوٹ جائے گی۔

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص تو افطاری کرانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ وہ یہ سمجھے کہ افطاری کا معنی دوسرے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہوگا۔ تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں غریب بھی ہیں جو پیٹ بھر کر کھانا نہیں دے سکتے تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک چھوہارہ دے دو' ایک گھونٹ پانی کا دے دو' اور ایک گھونٹ لسی کا دے دو۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ کنویں سے نلکے سے پانی لاکر روزہ دار کے سامنے رکھ دو' اس پر تو پیسے خرچ نہیں ہوتے تو دولت لٹ رہی ہے ان دنوں میں ثواب لٹ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنا چاہتے ہیں'

مغفرت رابہانہ می طلبد        مغرب رابہا' نہ می طلبد'

تو ایک گھونٹ پر ایک کھجور پر اللہ بخشتے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں اس مہینے کی پہلی دہائی میں اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے رحمت برستی ہے' دوسرے دس دنوں میں خدا کی جانب سے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے' اور تیسرے عشرہ میں اللہ تعالیٰ گردنوں کو جہنم سے آزاد کردیتے ہیں۔

**جہنم سے نجات کا آخری موقع:** یہ عشرہ اخیرہ تو ایک ایسا ہے جیسا کہ کسی کا مقدمہ ہو قتل کا دعویٰ ہو اس نے ماتحت عدالت سے لے کر ہائی کورٹ سپریم کورٹ تک مقدمہ لڑا۔ سب جگہ اس پر ڈگری ہوگئی کہ اسے پھانسی دی جائے یہ واجب القتل ہے اور پھانسی ہوگا' اور وہ مایوس ہوکر اخیر میں رحم کی درخواست بادشاہ وقت کی خدمت میں پیش کرتا' اب اگر ملک کے صدر اور بادشاہ کے دل میں رحم آیا اور لکھ دیا کہ چلو اپیل منظور ہے معاف کردیا ہے' تو پھانسی کے تختے سے بچ جائے گا' تو ہمارے اور آپ کے جہنم سے چھوٹنے کا بھی یہی آخری موقعہ ہے' ہمارے اور آپ کے کام افعال اور اقوال اور گناہ ایسے ہیں کہ ہر درجے میں دیکھنے والے فرشتے سب دیکھنے والے حکم لگادیتے ہیں کہ یہ تو جہنمی ہے۔ اس کے کام

تو سارے جہنمیوں جیسے ہیں۔ ڈگری لوگوں کی جانب سے فرشتوں کی جانب سے جہنمی ہونے کے لگ جاتی ہے۔ ہمارے اپنے نفس اور ضمیر کی جانب سے بھی یہی ڈگری ہوجاتی ہے کہ ہم تو تباہ ہوگئے برباد ہوگئے' ہم تو جہنم کے مستحق ہوچکے ہیں' تو رمضان کے آخری دنوں میں وہ اللہ کے سامنے رحم درخواست پیش کردیں کہ یا اللہ ہمیں معاف کردے۔ اب اور کوئی ذریعہ نہیں اسی میں وہ مہربانی فرمادیتے ہیں' درخواست منظور کرلیتے ہیں۔ و اخرہ عتق من النار۔

<u>اجابۃ دعوۃ اور شان کریمی:</u> وہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں ہیں کہ سو میں سے ایک درخواست منظور کریں' بلکہ سو میں سے ننانوے کو منظور فرماتے ہیں اور اگر سچائی سے ہو تو سو کے سو منظور کرتے ہیں' اس کے ہاں کوئی کمی نہیں۔ البتہ سچائی سے درخواست پیش کرو۔ و اذا سئلک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی والیوم نوابی لعلھم یرشدون' (سورۃ ۲' آیت ۱۸۶) جب میرے بندے اللہ کے بارے میں پوچھیں تو فرماتے ہیں کہ میں ان کے نزدیک ہوں' جب وہ مجھے پکارتے ہیں' سحری کے وقت میں یا کسی وقت میں کہ یا اللہ یا اللہ تو اللہ مہربانی و رحم فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے' لبیک بالکل ایسا ہے' جیسا کوئی بیٹا بچہ رو رہا ہے۔ بچہ کہتا ہے امی' ابا تو ماں اور باپ دونوں شفقت سے اٹھالیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے بیٹے' میرے پیارے بیٹے کیا مانگتے ہو' باپ اور ماں کی شفقت اور محبت سے کروڑوں درجے زیادہ اللہ کی شفقت اور محبت ہے تو جب تم کہتے ہو۔ یا اللہ زاری سے عاجزی سے' افطاری کے وقت سحری کے وقت نماز کے وقت' تو جواب ملتا ہے' لبیک اے میرے پیارے بندے اے میرے پیارے غلام اچھا ہوا' صبح کا بھولا ہوا شام کو تو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا ہوا مت سمجھو۔ دن بھر اگر خرابیاں کیں' آخر عمر میں اگر اللہ کے دربار میں نادم ہوکر لوٹ آئے تو اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ چلو تم بھولے ہوئے ہو نہیں۔ تم میرے در پر واپس تو آگئے ہو' تمہیں تنخواہ بھی ملے گی' تمہیں اجر بھی ملے گا تو بھائیو' ہمیں اب یہ سوچنا ہے کہ دولت لٹ رہی ہے۔

<u>کمائی کا محاسبہ:</u> پہلے دس دن جو رحمت کے تھے' ہم نے اس میں کتنا حصہ حاصل کیا۔ یہ بچے جہاں لڈو مٹھائی کی تقسیم ہو رہی ہو تو بچے مٹھائی لیتے ہیں' جمع کرتے ہیں' پھر اکیلے بیٹھ کر گنتے ہیں۔ پہلا کہتا ہے کہ میں نے اتنا جمع کیا۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں نے اتنا جمع کیا' تیسرا کہتا ہے کہ میں نے اتنا جمع کیا؟ کم ہو تو پھر دوڑتے ہیں' پھر دوڑتے ہیں' بچوں کو آپ نے دیکھا ہوگا ایک لالچ ہوتی ہے' ایک حرص ہوتی ہے' جتنا جمع کیا اس کو گن کر پھر دوڑتے ہیں' تو آج تم بھی گن لو کہ یہ درجے جو رحمت کے گزر گئے۔ میں نے خدا کی رحمتوں میں سے کتنی رحمتوں کو حاصل کیا۔ کتنے رحمت کے کام میں نے کئے؟ اگر نہیں کئے تو اپنے سر پر خاک ڈالنا چاہیے' رونا چاہتے کہ افسوس یہ تو بڑی دولت مجھ سے چلی گئی۔ دس دن مغفرت کے ہیں' سرٹیفکیٹ مغفرت کے مل رہے ہیں' تم سوچو کہ میں نے بھی ان دس دنوں میں رمضان کے مغفرت کا کتنا حصہ حاصل کیا۔ خیر وہ تو چلے گئے۔ یہ دس دن جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ جس میں آخری درخواست نجات کی

منظور ہو سکتی ہے۔ ہم اس کا کیسے استقبال کر رہے ہیں۔

**مشاغل رمضان کا احتساب کیجئے:** بھائی وہ جو گزر گئے، گزر گئے مگر یہ پانچ چھ دن جو باقی ہیں اس کو تو ضائع نہیں کرنا، گزرے ہوئے روزوں میں ندامت نہ ہوئی، روئے نہیں، کوئی نماز نہ لوٹائی، بندے کا حق واپس نہیں کیا۔ کسی کو گالی دینے سے رکے نہیں۔ حسد وبغض سے قتل ومقاتلہ سے نہیں رکے۔ یعنی سوچ لے کہ میں نے کون سی برائی پچیس دنوں میں ترک کر دی جو رمضان سے پہلے مقدمے جھگڑے تھے اب بھی ہیں جو قتل مقاتلے پہلے تھے، وہ اب بھی رہے، جو جوابازی پہلے تھی وہ اب بھی ہے، عیدگاہ میں لوگ عید کی نماز پڑھتے ہیں۔ روتے ہیں گڑگڑاتے ہیں اور یہ اللہ کے بندے عیدگاہ کے اردگرد جواء کھیلتے ہیں۔...... ابھی یہ رقعہ کسی نے دیا ہے، کہ اس کا کوئی علاج کرو، بھئی کیا یہ اسلام ہے، یہ مسلمانی ہے، عید کے دن ہمارا جوا؟ انا للہ وانا الیہ راجعون...... اخبار پڑھیں تو رمضان میں بھی وہی قتل ومقاتلے اور جھگڑے ہیں، خدا معلوم کہ ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا۔ خدا کے در کو چھوڑ کر ہم کہاں جائیں گے؟ کوئی اور در ہمارا ہے کہ وہاں پناہ مل جائے گی؟ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے، دنیا میں ٹھیکہ اگر لیا تو کچھ کام خراب ہوا اور زیادہ اچھا ہو تو سارا ٹھیکہ مسترد کر دیا جاتا ہے۔ خدا کے ہاں طریقہ یہ ہے کہ اگر چند کام بھی اچھے ہوں تو خراب بھی اچھے ہی شمار کر لئے جائیں گے۔ تو ۳۰ دنوں میں ۲۵ دن گزر گئے، ساڑھے چار دن باقی ہیں، اسی سے وہ ۲۵ دن بھی کارآمد بنائے جا سکتے ہیں۔

**دل بیار و دست بکار:** آپ اگر راستہ میں چل رہے ہوں، کھیتی باڑی میں ہوں، دکان میں ہوں، دل بیار و دست بکار آپ ملازمت کیجئے۔ گھر میں رہیے مگر زبان اور دل میں اللہ اللہ کا ورد ہو۔ یہ سوچئے کہ یہ وقت غنیمت ہے دیکھنا یہ چار پانچ دن ہم سے برباد نہ ہوں، اس میں استغفار ہو، اللہ کا نام لیں اللہ کے سامنے روئیں۔ اس وقت کی قدر کریں تو ان شاء اللہ ہمارے یہ روزے کارآمد ثابت ہو جائیں گے۔

بھائیو! معلوم نہیں کہ آئندہ سال یہ روزہ مبارک ملے گا یا نہیں جن کو نہ ملے تو اس نعمت سے محروم ہوں گے جن کو یہ نعمت اب حاصل ہے اس کی قدر کریں۔

**لیلۃ القدر:** پھر ان پانچ دنوں میں بھی غنیمت کی چیز لیلۃ القدر ہے، بخاری شریف میں ہے کہ ۲۵۔۲۶ تا ۳۰ ہر رات آخری دس دنوں میں احتمال ہے، رات کو عبادت کریں۔ یہ لیلۃ القدر کی طلب ہے، تو وہ عبادت ۸۳ سال ۴ مہینے کی عبادات کے برابر ہے۔ بلکہ اس سے بھی بہتر ہے، تمام رات جاگے تو خیر بہت بہتر رسول اللہ ان دس دنوں میں شدّ مئیزرہ کمر کو کس لیتے تھے، گھر کے اہل وعیال کو بیدار رکھتے عبادت میں مشغول رہتے، ہم ایسا کر سکیں تو بہتر بہت بہتر نہ ہو تو رات کی ابتداء اور انتہاء کا حصہ تو عبادت میں گزار لیں۔ اگر کوئی رات لیلۃ القدر کی ہوئی تو فبہا ونعمت اگر نہیں تو اللہ تو نیت کے مطابق معاملہ فرماتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں ایک محلے والے آکر کہتے ہیں، حضور ﷺ آج رات تو پچیسویں ہے، کیا ہم آج رات عبادت میں گزاریں؟ فرمایا! ہاں ٹھیک ہے، دوسرے دن دوسرے محلے والے آئے کہ آج رات

شاید لیلۃ القدر ہو عبادت میں گزاریں فرمایا ہاں ٹھیک ہے تیسرے محلے والے تیسرے دن آئے۔ ان کو بھی فرمایا! ہاں ٹھیک ہے تو اب اس میں تطبیق یہ ہے کہ ہر محلے والے جنہیں آنے والی رات پر لیلۃ القدر کا گمان تھا۔ وہ عبادت میں تلاوت میں ذکر میں رات گزاریں گے اللہ تعالیٰ نیت کے مطابق ثواب دیتے ہیں۔ تو ان کو لیلۃ القدر کا ثواب دے دیں گے۔ یاد رہے کہ لیلۃ القدر آنکھوں سے نظر نہیں آتی۔ یہ عوام کی باتیں ہیں کہ دیواریں اور درخت گر جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ لیلۃ القدر میں یہ تمام چیزیں سجدہ کرتی ہوں۔

وان من شئی الایسبح بحمدہ.. کل قد علم صلوتہ وتسبیحہ

تو یہ ہوسکتا ہے کہ ہر چیز جسمانی طور پر بھی سجدہ ریز ہو جاتی ہو۔ نور نظر آئے یہ بھی ممکن ہے مگر نظر آنا ضروری نہیں۔ جو شخص رمضان میں عشا کی صبح کی نماز پڑھتا ہو تہجد پڑھتا ہو اور اس سے یہ نمازیں فوت نہ ہوئی ہوں تو اس نے لیلۃ القدر پالیا کہ ۳۰ نمازیں عشاء کی صبح کی اور تہجد کی پڑھ لیں اور بیچ میں کچھ ذکر اذکار بھی کیئے۔ اس نے لیلۃ القدر پالیا ان شاء اللہ ایک ہزار ماہ سے زیادہ اس کو اجر و ثواب ملے گا۔

<u>عورتیں اور تراویح:</u>　　عورتیں تراویح میں بڑی سست ہیں بحمد للہ روزوں میں سستی نہیں ہے۔ تو وہ اگر تراویح بھی پڑھ لیں ایک وقت بیس نہ پڑھ سکیں تو دس پڑھ لیں پھر سحری کو دس پڑھ لیں ۴ رکعت پڑھ لیں۔ بچوں کو سلا کر پھر چار رکعت پھر ضروری کام کرنے کے بعد چار رکعت اسی طرح بھی سہولت سے پڑھ سکتی ہیں۔ بھئی حقیقت یہ ہے کہ مغفرت کے خزانے کھلے ہوئے ہیں۔ رحمت اور دولت لٹ رہی ہے اور جہنم سے آزادی کے پروانے مل رہے ہیں۔ دینے والا (اللہ) تو موجود ہے مگر لینے والا نہیں۔

<u>دعا:</u>　　اب دعا کیجئے کہ اللہ ہم سب کو لینے والا بنادے اور اللہ ہم سب کو بخش دے اور رمضان کی برکات سے ہمیں مالا مال فرمادے۔ یا اللہ رمضان کا مہینہ ہم سب پر بار بار بخیر و عافیت لے آ اور جو وقت باقی ہے اس میں ہمیں مکمل بندگی کی توفیق عطا فرما یا اللہ رحمت کے دروازوں کو علم کے بند دروازوں کو معرفت اور حقیقت کے بند دروازوں کو ہم سب کے اوپر کھول دے یا اللہ اپنے فضل و کرم اور احسان سے ہم کو نواز اور ہمارے اس ملک کو جواء بازوں اور ڈاکوؤں سے قاتلوں سے تخریب کاروں سے نجات دے دے۔ اے اللہ! ہمیں انسانیت شرافت اور حقیقی مسلمانی سے مالا مال فرما کہ مخلوق خدا کو تکلیف ضرر نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لوگوں میں انسانیت شرافت اور اسلام لے آئے کہ کسی مخلوق کو تکلیف نہ دے جب اسلام ہو تو چیونٹی کو بھی تکلیف نہ دے گا اور اسلام نہ ہو تو ہاتھی بھی ہضم کر کے اپنے آپ کو پکا مسلمان سمجھے گا۔ یا اللہ ہم سب کو مقبول الدعا بنا اور جس جس نے دعا کا کہا ہے یا اللہ ان سب غائبین و حاضرین کو بامراد بنا۔ واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

ضبط و ترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی

نائب مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

# اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

## جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

## باب ماجاء فی تعظیم المؤمن

### مومن کی تعظیم کا بیان

○ حدثنا یحیی بن أکثم والجارود بن معاذ قالا أخبرنا الفضل بن موسیٰ أخبرنا الحسین بن واقد عن أوفی بن دلهم عن نافع عن ابن عمر قال: یامعشر من أسلم بلسانه ولم یفض الایمان إلی قلبه لاتؤذوا المسلمین ولا تعیروهم ولاتتبعوا عوراتهم، فإنه من یتبع عورة أخیه المسلم تتبع الله عورته ومن یتبع الله عورته یفضحه ولوفی جوف رحله. قال ونظر ابن عمر یوماً إلی البیت أو إلی الکعبة فقال: ما أعظمک وأعظم حرمتک، والمؤمن أعظم حرمة عندالله منک ...... هذا حدیث حسن غریب لانعرفه إلا من حدیث الحسین بن واقد...... وقد رویٰ اسحاق بن ابراهیم السمرقندی عن حسین بن واقدنحوه وقد روی عن أبی برزه الاسلمی عن النبی ﷺ نحو هذا۔

ترجمہ: ۔حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ممبر پر چڑھے اور بلند آواز سے پکار کر فرمایا: اے ان لوگوں کی جماعت! جو زبان سے تو اسلام لائے ہیں اور ایمان ان کے دل تک نہیں پہنچا۔ تم مسلمانوں کو نہ ستاؤ اور نہ ان کو شرمندہ کرو اور نہ ان کے چھپے ہوئے عیوب کے پیچھے پڑو۔ کیونکہ جو بھی اپنے (بھائی) مسلمان کے چھپے ہوئے عیب کے درپے ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے چھپے عیوب کو ظاہر کرنے لگتا ہے اور جس کے چھپے ہوئے عیوب کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے لگے تو اسے رسوا کر دے گا۔ اگر چہ وہ اپنے گھر کے اندرون میں (لوگوں سے چھپا ہوا) ہو۔ (یا سواری کے اوپر ہودج میں محمل نشین ہو)...... راوی کہتا ہے کہ ایک دن حضرت ابن عمرؓ نے ''بیت اللہ'' یا ''کعبہ'' کی طرف دیکھا تو

فرمایا: تو کس قدر عظیم ہے اور تیری عظمت کتنی بڑی ہے۔ مگر مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت کے لحاظ سے تجھ سے بھی بڑھ کر ہے۔...... یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے حسین بن واقد کی حدیث کے بغیر نہیں پہچانتے۔ اور اسحاق بن ابراہیم سمرقندی نے بھی حسین بن واقد سے اس قسم کی روایت کی ہے۔ اور ابو برزہ اسلمیؓ سے بھی اس قسم کی روایت منقول ہے جو کہ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

توضیح وتشریح: اس باب میں مسلمانوں کی تعظیم کرنے اور ان کی ایذاء رسانی سے بچنے اور ان کی عزت وآبرو کا لحاظ رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور ان امور کی مزید تاکید کے لئے رسول اللہ ﷺ نے خصوصی اہتمام کے ساتھ ممبر پر تشریف فرما ہو کر بلند آواز کے ساتھ فرمایا: یا معشر من أسلم بلسانه ولم يفض الايمان إلى قلبه: یعنی اے ان لوگوں کی جماعت، جنہوں نے زبان سے اسلام لایا ہے اور ایمان ان کے دل کو نہیں پہنچا۔ یہاں زبان سے اسلام لانا یعنی اسلام کا اقرار کرنا، یہ مؤمن اور منافق سب کو شامل ہے اور لم يفض الايمان إلى قلبه میں ایمان سے مراد اصل ایمان اور کمال ایمان دونوں ہے۔

یعنی جو ابھی تک کامل مؤمن نہیں بنا، اس لحاظ سے یہاں منافق اور فاسق دونوں کو یہ خطاب شامل ہے، یعنی اس خطاب سے مقصود محض منافقین نہیں ہے۔ بلکہ مؤمن فاسق بھی مخاطب ہے، اور دلیل اس کی یہ ہے کہ بعد کے جملہ میں "ومن يتبع عورة أخيه مذکور ہے، اور خالص منافق کو مؤمن کا بھائی نہیں کہا جا سکتا۔

<u>لاتؤذوا المسلمين ولاتعيروهم۔</u>

یعنی تم کامل مسلمانوں کو نہ ستاؤ اور ان کو طعنہ بھی نہ دیا کرو یعنی کسی عیب اور گناہ کو یاد دلا کر ان کو شرمندہ نہ کرو۔ تعیر کا یہی معنی ہے۔ ماضی میں کئے ہوئے گناہ پر زجر وتوبیخ کرنا اور طعنہ دینا جائز نہیں ہے۔ چاہے اس آدمی کا اس گناہ سے توبہ کرنا معلوم ہو یا نہ ہو۔ البتہ اگر کوئی آدمی فی الحال کسی گناہ میں مبتلا دیکھے تو اس کو زجر وتوبیخ کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اس گناہ سے باز آ جائے کیونکہ حسب استعداد نہی عن المنکر فرض اور لازم ہے۔

<u>جو مسلمانوں کی عیب جوئی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رسوا اور شرمندہ کرتا ہے: ولاتتبعوا اعوراتهم:</u>

یعنی ان مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو یعنی مسلمانوں کے جو گناہ اور عیوب ظاہر نہ ہو تو اس کی جستجو اور تلاش کرنا اور اس کے ظاہر کرنے کی کوشش کرنا جائز نہیں۔ اسے تجسس کہا جاتا ہے۔ جس سے قرآن کریم نے "ولا تجسسوا" کہہ کر منع فرمایا ہے۔ جو آدمی مسلمانوں کے پوشیدہ عیوب کے درپے ہو جاتا ہے تو اللہ اس آدمی کے پوشیدہ عیوب کے درپے ہو کر اسکے چھپے ہوئے عیوب اور گناہوں کو ظاہر فرما دے گا اور جب اللہ تعالیٰ اس کا پردہ لیتا ہے تو پھر کون ہے جو پردہ ڈال سکے۔ وہ آدمی اگر اپنی رہائش گاہ کے خفیہ حصے میں ہے اور اپنے گھر میں اپنے آپکو محفوظ تصور کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کے عیوب لوگوں پر ظاہر فرما کر شرمندہ و رسوا کر دے گا۔ اور ایک حدیث میں پہلے گزر چکا ہے: من ستر مسلما

ستر الله عليه في الدنيا و الاخرة۔ یعنی جو آدمی کسی مسلمان کا پردہ رکھے اور اس کے عیب کو چھپادے' اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کا پردہ رکھے گا۔

مؤمن کعبہ سے بھی زیادہ محترم ہے: ما أعظمك و أعظم حرمتك و المؤمن اعظم حرمة عند الله منك: یہ جملہ حضرت ابن عمرؓ نے کعبہ شریف کو دیکھ کر اسے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: یعنی تو کس قدر عظمت والا گھر ہے اور تیرا اعزاز و احترام کتنا بڑا ہے۔ لیکن ایک مؤمن بندہ عزت و احترام کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تجھ سے بھی بڑا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مومن کا احترام کعبہ شریفہ سے بھی زیاد ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبراست از ہزاران کعبہ یک دل بہتراست

اور پشتو زبان کے سب سے زیادہ مشہور صوفی شاعر عبدالرحمٰن بابا فرماتے ہیں:

دہ خلیل تر کعبے دا کعبه دہ لو یه چه شوك جوړ كاندو يران حرم دہ زړہ

یعنی حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام کے کعبہ سے یہ کعبہ بڑا ہے کہ کوئی کسی مومن کے دل کے ویران حرم کو آباد کرے۔ پس اگر کوئی آدمی العیاذ باللہ کعبہ پر تھوکتا ہے یا اس کے پردوں کو چیر پھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور کعبہ کی بے حرمتی کرتا ہے تو یہ آدمی کتنا بڑا مجرم معلوم ہوگا۔ اس پر لوگوں کے غم وغصہ کی انتہا نہ رہے گی۔ مسلمان کی بے حرمتی اس سے بھی بڑا جرم ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلم معاشرہ میں آج کل مسلمان کی بے حرمتی روزمرہ معمول بن گیا ہے اور بڑی لاپرواہی کے ساتھ مسلمان اپنے بھائی (مسلمان) کے خونریزی اور آبروریزی کے مرتکب ہورہے ہیں۔ اس کو معمولی نہ سمجھے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔

امام نماز سے فارغ ہونے کے بعد روبقبلہ رہے یا مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے

ہمارے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ امام فارغ ہونے کے بعد بقدر "اللھم انت السلام الخ" پڑھنے سے زیادہ اپنی جگہ پر قبلہ رو ہو کر نہ بیٹھے' ایسا کرنا مکروہ ہے' بلکہ اگر اس فرض کے بعد سنت نماز ہو تو فوراً اٹھے اور جگہ تبدیل کر کے سنت پڑھے۔ اور اگر سنت نہ ہو تو پھر یا اٹھ کر جدھر چاہے چلے جائے اور یا لوگوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھے۔ یہاں ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر مقتدی دس آدمی یا اس سے زیادہ ہوں تو پھر امام لوگوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے کیونکہ دس آدمیوں کا احترام کعبہ سے زیادہ ہے' اور اگر دس آدمیوں سے مقتدی کم ہوں تو پھر امام روبقبلہ بیٹھے کیونکہ اتنے کم آدمیوں سے کعبہ کا احترام زیاد ہے۔ لیکن جمہور فقہاء کرام نے اس قول کی تردید کی ہے' اور اس کی اس علت کو غلط اور بے اصل قرار دیا ہے' (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی جو کبیری کے کام سے مشہور رہے) کہ یہ درست نہیں کہ دس آدمیوں سے کم ہو تو پھر قبلہ کا احترام زیادہ ہے لہذا امام روبقبلہ بیٹھے' بلکہ حق یہ ہے کہ ایک مؤمن کا احترام بھی قبلہ کے احترام سے زیادہ ہے' لہذا بہر صورت امام فراغت کے بعد: اللھم انت السلام الخ پڑھنے کے اندازے سے زیادہ نہ

بیٹھے بلکہ یا تو اٹھ کر چلا جائے اور یا لوگوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھے اور اذکار و اوراد پڑھے۔

# باب ماجاء فی التجارب

## تجربات کا بیان

○ حدثنا قتيبة أخبرنا عبدالله بن وهب عن عمرو بن الحارث عن دراج عن أبي الهيثم عن أبي سعيد قال: قال رسول الله ﷺ: لاحليم إلاذو عثرة ولاحكيم الا ذوتجربة۔ ...... هذاحديث حسن غريب لا نعرفه إلا من هذا لوجه:

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حلیم اور بردبار نہیں ہوتا مگر لغزش والا' اور حکیم و عقلمند نہیں ہوتا مگر تجربہ والا۔ ...... یہ حدیث حسن غریب ہے' ہم اسے اس طریق کے علاوہ نہیں پہچانتے۔

توضیح و تشریح:

تجارب تجربہ کی جمع ہے۔ تجربات جتنے زیادہ ہوتے ہیں اتنی ہی عقل میں پختگی آتی ہے۔'' انسان حکیم' دانا' اور عقلمند بن جاتا ہے' اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ سل المجرب ولا تسئل الحکیم ''یعنی تجربہ کار سے پوچھو' حکیم اور عقلمند سے نہ پوچھو۔ یعنی جو آدمی تجربہ کار ہوں وہی دراصل حکیم اور دانا بھی ہے۔ اس سے پوچھو اور جو آدمی دانا' عقلمند تو ہو لیکن تجربات پر سے گزر کر نہ آیا ہو تو اس کی حکمت و دانائی میں پختگی نہیں ہوتی۔ لہذا اس سے پوچھنا نہیں چاہیے۔

لاحليم الا ذو عثرة:

یعنی بردبار اور حلیم وہ آدمی ہوتا ہے جس نے ٹھوکریں کھائی ہوں' اور اس پر شدائد و مصائب آئے ہوں ان کو برداشت کرنے کے بعد ہی انسان بردبار اور حلیم الطبع بن جاتا ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ حلیم اور صبر و تحمل کرنے والا وہ ہوتا ہے جس سے کوئی لغزش ہوتی ہو' لغزش اور غلطی صادر ہونے والا شخص عفو کا طلب گار رہتا ہے۔ جب اس کو معاف کر دیا جائے تو یہ آدمی عفو اور درگزر کا درجہ اور اہمیت پہچانے گا۔ پھر اگر دوسروں سے لغزش ہو جائے گی تو یہ بھی ان کو عفو کرے گا اور اس طرح وہ حلیم بن جائے گا۔ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: کہ روایت کا مطلب یہ ہے کہ کوتاہیوں سے صرف نظر ایسا شخص کر سکتا ہے جو خود کوتاہیوں کا مرتکب رہا ہو' خواہ اسکو معاف کر دیا گیا ہو یا سزا دی گئی ہو۔ ایسے شخص میں حلم پیدا ہوگا' اور دوسروں کے حق میں وہ حلیم ثابت ہوگا۔

بعض نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ مراد یہ ہو' لاحليم الا وقد يعثر۔ یعنی کوئی بھی حلیم نہیں ہوتا مگر کبھی کبھی ضرور اس سے لغزش ہوگی۔ یعنی بہت بڑا حلیم' و بردبار آدمی بھی کبھی کبھی غصہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے صبر و حلم کا جام لبریز ہو جاتا

ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ "نعوذ بالله من غضب الحليم" بردبار اور صبر والے آدمی کے غصہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ کیونکہ حلیم الطبع انسان جب غصہ میں آجاتا ہے تو اسکا غصہ بہت شدید ہوتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنی چاہیے۔ حاصل اس قول کے مطابق یہ ہوگا کہ بہت بڑے بڑے بردبار آدمی بھی کبھی کبھی حالات سے مغلوب ہو کر غصہ ہو جاتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ لکل عالم زلة ۔ ولكل سيف نبوة ولكل جواد كبوة۔ ہر عالم سے لغزش ہوتی ہے۔ اور ہر تلوار کیلئے اچٹ جانا ہے اور ہر تیز رفتار گھوڑے کیلئے ایک مرتبہ منہ کے بل گرنا ہے، یعنی ہر باکمال مخلوق میں عیب بھی ہوتا ہے اور اس سے اس کمال کی ضد یعنی نقص، قصور اور فتور بھی ظاہر ہوتا ہے، پس ہر عالم چاہے جتنا بڑا عالم، بڑے محقق ہو اس کے لئے خطا اور لغزش ہوتی ہے۔ کتنی ہی عمدہ اور اچھی تلوار ہو، کبھی کبھی اچٹ جاتی ہے۔ نیز بالآخر کند پڑ جاتی ہے۔ اور ہر عمدہ اور تیز رفتار گھوڑا کبھی ٹھوکر کھاتا ہے اور منہ کے بل گر جاتا ہے۔ یہ تو ایک اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے جو کہ تمام صفات کمال کے لئے جامع ہے اور تمام عیوب اور نقائص سے پاک اور منزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کامل ہیں ان میں نہ کبھی نقص، قصور اور فتور آیا ہے اور نہ کبھی آئے گا۔

**ولاحكيم الا ذو تجربة:**

یعنی دانا اور حکیم وہ ہوتا ہے جو صاحب تجربہ ہو۔ یعنی جسے دینی اور دینوی امور کا تجربہ ہو، بہت سے مختلف حالات اور واقعات اس کے سامنے گزر گئے ہوں، اور ان حالات و واقعات کے مصالح و مفاسد اس کے سامنے آچکے ہوں، پس ایسا آدمی جو بھی کام انجام دیتا ہے اس کام کے نتیجے میں آنے والے مصالح و مفاسد پر نگاہ رکھ کر انجام دیتا ہے، لہٰذا اس کے انجام دیئے ہوئے امور میں خیر کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے، اور ان کے نتیجے میں شر اور نقصان بہت کم سامنے آتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس سے طبی حکیم مراد ہے، یعنی کامل طبیب اور ڈاکٹر وہ ہوتا ہے جو کہ فن طب کا علم بھی حاصل کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو تجربہ بھی ہو جائے، مختلف قسم کے مریض اس کے سامنے سے گزر جائے، ان کے امراض اور ان کے لئے تجویز کردہ ادویہ اور اس کے نتیجے میں آنے والے کے حالات نے اس کو اپنے فن میں پختہ بنایا ہو، امراض اور ادویہ میں تجربہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کو لوگوں کے مزاج کا بھی تجربہ ہو چکا ہو تو یہ کامل حکیم ہوتا ہے، اور جو صرف فن کی کتابیں پڑھ لیں اور ڈگریاں حاصل کریں لیکن عملی تجربہ نہ ہو تو اس میں یہ کمزوری ابھی باقی ہے اور وہ اپنے فن میں پختہ نہیں ہے۔

هذا حديث حسن غريب: اس حدیث کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے اپنے صحیح "صحیح ابن حبان"، اور حاکم نے اپنے مستدرک میں ذکر کیا ہے۔ اور علامہ مناوی نے شرح الجامع الصغیر میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ

# رمضان مبارک سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی ہدایات

رسول اللہ ﷺ کا دستور و معمول تھا کہ رمضان المبارک کی آمد پر آپؐ اس کی برکات سے فائدہ اٹھانے کیلئے صحابہ کرامؓ کو خصوصی ہدایات دیتے تھے۔ اس سلسلہ کے آپ کے چند خطبے حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ ان میں سے ایک بہت مختصر اور جامع خطبہ وہ ہے جو طبرانی نے مشہور صحابی حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت کیا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

''ایک دفعہ رمضان آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا' لوگو! ماہ رمضان آ گیا ہے' یہ بڑی برکت والا مہینہ ہے' اللہ تعالیٰ اس میں اپنے خاص فضل و کرم سے تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ خطاؤں کو معاف اور دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور اس مہینے میں نیکیوں اور عبادتوں کی طرف تمہاری رغبت اور سبقت کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اور مفاخرت و مسرت کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھی دکھلاتا ہے' پس اے لوگو ان مبارک دنوں میں اللہ پاک کو اپنی طرف سے نیکیاں ہی دکھاؤ (یعنی عبادات اور دوسرے نیک اعمال کی کثرت کرو) بلاشبہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو رحمتوں والے اس مہینہ میں بھی خداوند رحیم و کریم کی رحمت سے محروم رہے۔''

سبحان اللہ! کیسے خوش نصیب ہیں وہ بندے جن کا آقا و مولا ان کو روزے کی بھوک و پیاس کی حالت میں نماز پڑھتے یا قرآن پاک کی تلاوت' یا ذکر و تسبیح' یا دعا میں مشغول' یا رات کو تراویح میں رکوع و سجود اور قیام و قعود کرتے یا پچھلے پہر نماز تہجد پڑھتے اور اپنے حضور میں روتے گڑگڑاتے دیکھے' اور اپنے درباری فرشتوں سے فرماتے کہ ہمارے اس بندے کو دیکھو ہماری رضا و بخشش کی طلب میں اس کا کیا حال ہے۔

یوں تو خداوند کریم علیم و بصیر ہے' سب کچھ ہر وقت اس کی نظر میں ہے' لیکن یہ دیکھنا' جسکا اس حدیث شریف میں ذکر فرمایا گیا ہے' ایک خاص قسم کا ہے' یہ وہ نظر عنایت و کرم ہے جسکی طلب و اشتیاق میں اس کے طالب و مشتاق تڑپتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد پہنچ جانے کے بعد آپ کا جو امتی رمضان مبارک میں اللہ تعالیٰ کی یہ نظر کرم حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے' اور یہ مہینہ بھی غفلت میں گزار دے۔ بلاشبہ وہ بڑا ہی بد قسمت اور محروم ہے۔

طبرانی ہی میں ایک دوسری حدیث حضرت انسؓ سے رمضان مبارک ہی سے متعلق روایت کی گئی ہے اس کے آخر میں حضورؐ نے فرمایا۔ ''پھٹکار اس شخص پر جس نے رمضان کا مہینہ پالیا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی'' (یعنی اس نے وہ عمل نہیں کیے جن سے اس کی مغفرت اور بخشش کا فیصلہ ہو جاتا)

اس مبارک مہینے کے خاص اعمال ہیں: اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا اور موعود ثواب و جنت حاصل کرنے کی نیت سے دن کو روزہ رکھنا، اس کے علاوہ حسب توفیق قرآن پاک کی تلاوت، ذکر و دعا، توبہ و استغفار اور دوسرے اعمال صالحہ میں مشغول رہنا، اپنی استطاعت کے مطابق دوسرے ضرورتمند بندوں کی اعانت و خدمت کرنا۔ رات کو تراویح و تہجد اور اس وقت خصوصیت سے دعا و استغفار کا اہتمام کرنا، اپنے لئے بھی مانگنا، اور اللہ کے دوسرے بندوں کے لئے بھی مانگنا۔ظاہر ہے کہ یہ سب اعمال تجارت اور ملازمت جیسے جائز دنیوی مشاغل کے ساتھ بھی کئے جاسکتے ہیں، صحابہ کرام یہ سب اعمال اپنے دنیوی مشاغل کے ساتھ ہی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان سطروں کے لکھنے والے کو بھی پڑھنے والے سب بھائیوں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس رمضان مبارک میں ان اعمال کا اہتمام کریں۔معلوم نہیں ہم میں سے کسی کو آئندہ یہ مبارک مہینہ ملے گا۔

رحمت والے اس مہینے میں کن باتوں سے پرہیز ضروری رسول اللہ ﷺ نے ماہِ رمضان میں اور روزہ کی حالت مین بعض باتوں سے پرہیز کی بھی خاص طور سے ہدایت اور تاکید فرمائی ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی کا روزہ ہو تو وہ کوئی بے ہودہ بات نہ کرے اور شور و شغب بھی نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا کرنے لگا تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں'' (یعنی میری زبان کا بھی روزہ ہے، میں تم کو جواب بھی نہیں دوں گا) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے غلط کاموں سے پرہیز نہ کرے تو اللہ کو اسکے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی پروا نہیں'' (یعنی اسکا روزہ عنداللہ روزہ نہیں) ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''بہت سے روزے دار ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے روزہ کا حاصل بھوک پیاس کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا'' (یعنی زبان وغیرہ کی بے احتیاطیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے ان کا روزہ قابل قبول نہیں ہوتا اور اس کے نتیجہ میں بس اس دنیا کی بھوک پیاس ہی ان کے حصہ میں آتی ہے، آخرت میں ان کا یہ روپیہ کھوٹا سکہ ثابت ہوگا، وہاں کچھ حاصل نہ ہوسکے گا۔) ایک دوسری حدیث میں زیادہ وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا گیا ہے: ''روزہ صرف کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام نہیں ہے بلکہ بیہودہ کاموں اور بری باتوں سے بھی اپنے نفس کو روکے رکھے تو حقیقی روزہ ہے'' اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو رسول اللہ ﷺ کی ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رمضان مبارک کے سلسلہ میں ہماری غلطیاں جن کی اصلاح ضروری ہے: بعض شہروں اور بستیوں میں رواج ہے کہ سحر کے وقت (یعنی صبح صادق سے گھنٹہ دو گھنٹے پہلے سے صبح صادق کے وقت تک) گا کر نظمیں پڑھنے والی پارٹیاں سڑکوں پر اور گلیوں میں گشت کرتی ہیں، ان کے ساتھ تماش بینوں کا اچھا خاصا مجمع بھی ہوتا ہے، رمضان مبارک میں یہی وقت آسمانی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا خاص وقت ہے، جو لوگ اس وقت سڑکوں پر اس طرح گشت کرتے ہیں وہ اپنے کو اس وقت کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم کرتے ہی ہیں لیکن اللہ کے جو بندے نماز یا قرآن پاک کی

تلاوت یا ذکر و دعا اور مناجات و مراقبہ جیسے اعمال میں اس وقت مشغول ہوتے ہیں یہ اُن کے اِن اعمال میں بھی خلل ڈالتے ہیں، اور ان کو تکلیف پہونچاتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو عملی زندگی میں روزہ نماز سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ یہ لوگ اپنے عمل سے غیر مسلموں کو یہ بتلاتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں اس طرح گانا اور سڑکوں پر گشت کرنا بھی ایک اسلامی عمل ہے۔ بلاشبہ یہ سب شیطان کا کھیل ہے، اور ہمارے یہ بھائی ناسمجھی سے اس کے آلہ کار بنتے ہیں۔ یقیناً رسول اللہ ﷺ کی روح پاک کو اپنے امتیوں کے اس طرح کے غلط کاموں سے شدید اذیت اور تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھائیوں کو اس بات کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح کا ایک غلط رواج یہ ہے کہ بعض مقامات پر ہمارے بعض بھائی صبح صادق سے گھنٹوں پہلے سے سڑکوں پر اور گلیوں میں چیخ چیخ کر لوگوں کو جگاتے ہیں، آواز لگاتے ہیں کہ اب اتنا وقت ہوگیا ہے اب یہ وقت ہوگیا ہے، ہمارے یہ بھائی ناواقفی سے غالباً اس کو نیکی اور ثواب کا کام سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اور ان کی شریعت نے اس کا حکم نہیں دیا اور ظاہر ہے کہ سڑکوں پر اور گلیوں میں اس طرح چلانے سے بھی ان بندوں کی نماز دعا و مناجات اور توجہ الی اللہ میں خلل پڑتا ہے۔ جو اس وقت ان مبارک اعمال میں مشغول ہوتے ہیں، اس کے علاوہ بعض لوگ ایسے حال میں ہوتے ہیں کہ ان کے لئے کسی وجہ سے اس وقت سونا ضروری ہوتا ہے۔ سڑکوں پر اور گلیوں میں چیخنے چلانے سے ان کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ گناہ کی بات ہے۔ بہر حال سڑکوں پر اور گلیوں میں گھوم گھوم کر اس طرح چیخنا چلانا ہرگز دین کا کام نہیں ہے۔ اسی لئے نہ کوئی عالم دین یہ کام کرتا ہے اور نہ دوسروں کو اس کی تعلیم و ترغیب دیتا ہے۔ ہاں اگر کسی بھائی نے آپ سے کہہ دیا ہے کہ فلاں وقت مجھے آپ جگا دیا کریں تو ان کے گھر جا کر آواز دینا اور جگانا صحیح اور نیک کام ہوگا اور اس پر انشاء اللہ آپ کو ثواب ملے گا۔

اسی طرح رمضان مبارک میں ہمارے بعض بھائی مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے ٹھیک اسی وقت جو توجہ الی اللہ نماز اور دعا کا وقت ہوتا ہے، نظمیں سناتے یا تقریر فرماتے یا کسی کتاب سے کچھ پڑھ کر سناتے ہیں اور بعض بھائی ہر دس منٹ، پانچ منٹ کے بعد اعلان فرماتے ہیں کہ اب یہ وقت ہوگیا ہے، اب اتنے منٹ باقی ہیں! بس اللہ ہی جانتا ہے کہ ان چیزوں سے اس کے ان بندوں کی نماز، دعا، مناجات اور توجہ الی اللہ میں کتنا خلل پڑتا ہے، اور ان کو کیسی روحانی اذیت ہوتی ہے، جو اس وقت ان اعمال و احوال میں مشغول ہوتے ہیں، حالانکہ ان میں سے کسی بات کا بھی اللہ تعالیٰ اور اس سے رسول پاک اور ان کی شریعت نے حکم نہیں دیا ہے، یاد رہے دینی اعمال جن پر ثواب کی امید ہے بس وہی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول پاک ﷺ نے حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے سب بھائیوں کو توفیق عطا فرمائے کہ رمضان المبارک میں ہم اپنے کو ان مبارک اعمال میں مشغول کریں جنکی رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے اور اس مبارک مہینہ کے ایک ایک لمحہ کی قدر کریں۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

# والدین کی رضا دنیا وآخرت میں برکتوں کا ظہور

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھد ہ اللہ فلا مضل لہ، ومن یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ اما بعد

**والدین کی نافرمانی کیلئے حضورؐ کی بددعا** : وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول ﷺ رغم انفہ رغم انفہ رغم انفہ قیل من یا رسول اللہؐ قال من ادرک والدیہ عندالکبر احدھم او کلاھما ثم لم یدخل الجنۃ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خاک آلود ہو ناک اس شخص کی، خاک آلود ہو ناک اس شخص کی، خاک آلود ہو ناک اس شخص کی (یعنی ذلیل وخوار ہو تین دفعہ بددعا فرمائی) عرض کیا گیا کون (ذلیل وخوار ہو) یارسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جو اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کی حالت میں پائے پھر جنت میں (ان کی اطاعت اور رضامندی حاصل کر کے) داخل نہ ہو۔

**والدین کے نافرمان کو دنیا میں سزا مل جاتی ہے:**

وعن ابی بکرہ قال قال رسول اللہؐ کل الذنوب یغفر اللہ منھا ما شاء الا عقوق الوالدین فانہ یعجل بہ فی الحیٰوۃ قبل الممات (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ حضور اکرم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ (شرک کے علاوہ) اللہ چاہے تو تمام گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کے گناہ کو نہیں بخشتا بلکہ حق تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو سزا زندگی ہی میں دینا شروع کر دیتا ہے۔

روئے زمین پر بسنے والے ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا قیامت میں پیش ہو کر ذرے ذرے کا حساب دینا ہے اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے تو جنت کی صورت میں عیش اور مزے ہی مزے ہیں خدانخواہ اعمال بد کا غلبہ ہوا تو پھر وہیں سے سزا وعذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ کی شان رحمت ہے کہ وہ مجرموں اور گناہ گاروں کو پکڑنے میں جلد بازی نہیں فرماتے۔ بعض نادان لوگ اس مہلت اور ڈھیل سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جو کچھ بھی کرتے رہیں ان کا مواخذہ کبھی نہ ہوگا۔ اگر اسلامی احکامات اور ان پر عمل کرنے والوں کے حالات وواقعات کا

غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کچھ اعمال خیر دنیا میں کرنے کے ایسے ہیں جن کے بہترین اثرات دنیا ہی میں ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور بے حسی اور لاپروائی پر مشتمل اعمال و کردار پر گرفت اور ذلت و خواری کا معاملہ دنیا ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔

**اویس قرنیؒ کا جذبہ عشق رسول ﷺ اور خدمت والدہ:** ماں کی خدمت ہی کے صلے یمن کے علاقہ قرن کے رہنے والے اویس قرنیؒ کو دنیا ہی سے اجر و انعام کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ انسانی تاریخ کا ایک نادر الوقوع واقعہ ہے۔ یہ واقعہ آپ سن کر پھر خود اندازہ کریں کہ اللہ و رسول کے ہاں والدین کے خدمت و فرمانبرداری کی کتنی اجر و قیمت ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں اویس قرنی موجود ہیں اور مسلمان بھی کوئی عام مسلمان نہ تھے۔ اس آرزو اور تمنا کا اسے بخوبی احساس تھا کہ سرکار دو عالم کے چہرہ مبارکہ کو حالت ایمان، میں دیکھنے سے مسلمان صحابہ کے عظیم المرتبت "اشداء علی الکفار رحماء بینھم " کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔ بے شمار صحابہؓ سے ملاقات کر کے تابعیت کا مقام تو حاصل کر چکے تھے مگر ایک سچے اور پکے مسلمان کی حیثیت سے اُن کی یہ خواہش اور تڑپ بھی تھی کہ حضور ﷺ کی زیارت حاصل کر کے اس عظیم سعادت اور مقام پر فائز ہو جاؤں۔ آپ حضرات خود احساس کریں کہ اس گئے گزرے اور فتنوں سے بھرپور زمانہ کے ادنیٰ ترین مسلمان کی بھی یہ آرزو ہوتی ہے کہ کاش میں بھی آپ ﷺ کے موجودگی میں اگر پیدا ہوتا تو حضور ﷺ کی ملاقات جو روئے زمین پر ایسا شرف اور بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے جسکے برابر اور کوئی فضیلت نہیں حاصل کر لیتا۔ پھر اویس قرنی جیسے ولی کامل تابعی اور سچے عاشق رسول ﷺ اپنے محبوب کی زیارت کے لیے کتنے بے تاب ہونگے۔ ہر وقت اپنے آقا کی زیارت کو پہنچنے کا ارادہ کرتے رہے مگر اس شوق دید کے راہ میں رکاوٹ اسکی بیمار مریض والدہ کی خدمت جس کو اس حالت میں چھوڑ کر مدینہ منورہ کا سفر اختیار کرنا والدہ کی ناراضگی کا خطرہ۔...... بعض راویوں نے لکھا ہے کہ اویس قرنی نے انحضرت ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضری دے کر شرف ملاقات حاصل کرنے کا بے حد آرزو مند ہوں لیکن میری بیمار والدہ جسے میری خدمت کی اشد ضرورت ہے۔ اسکی خدمت سے غیر حاضر رہنا بھی مشکل ہے۔ میرے لئے کیا حکم ہے سرکار دو عالم نے ان کو اپنے پاس حاضر ہونے سے منع فرما کر اپنی والدہ کی خدمت کرنے کا حکم دیا۔ بعض روایت کرنے والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک دفعہ والدہ کی اجازت سے شوق زیارت سے سرشار ہو کر مدینہ منورہ بھی حاضر ہوئے مگر اتفاق سے آپ ﷺ مدینہ سے کہیں سفر پر تشریف لے گئے تھے اور والدہ نے اجازت کو اس شرط سے مشروط کر دیا تھا کہ اگر حضور ﷺ گھر پر موجود ہوں تو ملاقات کر لینا اگر گھر یا مدینہ سے باہر ہوں تو پھر انتظار کئے بغیر جلد قرن واپس آنا ماں کی حکم کی بجا آوری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بغیر ملاقات کے واپس ہوئے۔

**والدہ کی خدمت دنیا میں برکت کا ظہور:** اگر کوئی اور مسلمان ہوتا تو اتنے کٹھن اور طویل سفر اور رحمت اللعالمین ﷺ سے ملاقات کے ذوق و شوق میں مدینہ منورہ کچھ عرصہ رک جاتا کہ ماں کا حکم اپنی جگہ مگر آپ ﷺ سے

ملاقات کا شرف تو حاصل ہو جائے گا مگر اویسؒ نے ماں کی نافرمانی سے بچنے کیلئے اسکے حکم کے سامنے سر تسلیم کرتے ہوئے بغیر زیارت محبوب ﷺ کے واپس ہوئے۔ یہ آزمائش کا وہ مقام ہے کہ ایسے موقعہ جو مسلمان ثابت قدم رہے اسے اللہ وہ مقام ومرتبہ عطا فرما دیتا ہے جسکا ہم جیسے گناہ گار تصور بھی نہیں کر سکتے جس عظیم رتبہ سے یہ شخص جسے لوگ پھٹے پرانے کپڑوں میں پراگندہ حال دیکھ کر کم رتبہ اور بے حیثیت شخص کے طور پر جانتے تھے۔ ماں کی اطاعت اور خبر گیری کے صلہ میں جو رتبہ ملا اسکا اظہار سرکار دو عالم ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں نمایاں ہے۔: عن عمر بن الخطاب ان رسول اللّٰہ ﷺ قال ان رجلا یا تیکم من الیمن یقال له اویس لا یدع الیمن غیر ام له قد کان به بیاض فدعا اللّٰہ فاذهبه الاموضع الدینار او الدرهم فمن لقیه منکم فلیستغفر لکم و فی روایة قال سمعت رسول ﷺ یقول ان خیر التابعین رجل یقال له اویس وله والدة و کان به بیاض فمروه فلیسغفر لکم (رواہ مسلم) (ترجمہ)۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یمن سے ایک شخص تمہارے پاس آئیگا جسکا نام اویس ہوگا وہ یمن میں اپنی ماں کے علاوہ کسی کو نہ چھوڑے گا اسکے بدن میں سفیدی (برص کی بیماری) تھی اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی رب العزت نے اس کے بدن سے سفیدی (یعنی بیماری کو) ختم کر دیا صرف ایک درہم یا ایک دینار کے مقدار سفیدی باقی رہ گئی ہے پس جو شخص تم میں سے اسے ملے اسکو چاہیئے کہ اس سے اپنے لئے بخشش کی دعا کرائے۔ اور ایک اور روایت میں اسطرح بھی ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، تابعین میں ایک بہتر شخص وہ ہے جسکا نام اویسؒ ہے اسکی ماں ہوگی اور اس کے بدن پر برص کا نشان ہوگا پس اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کرانا۔ ایک راوی حضرت عمرؓ کے وساطت سے آنحضرت ﷺ سے یہ بھی نقل کر رہے ہیں کہ اے عمر جب تم اس شخص کو دیکھو گے تو تمہیں اللہ یاد آ جائیگا جب تم اس سے ملو تو اسکو میرا اسلام پہنچانا اور اس سے اپنے مغفرت کی دعا بھی کروانا وہ شخص اللہ کے ہاں ایک مقرب بندہ ہے کہ اگر اللہ کے اعتماد پر کسی بات پر قسم اٹھالے تو اللہ اسکی (لاج رکھتے ہوئے) قسم کو سچا فرما دے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت بڑے بڑے قبائل کے برابر لوگوں کی سفارش وشفاعت کر کے ان کی بخشش رب العزت سے کروائیگا۔ یہ ارشاد سنتے ہی حضرت عمرؓ جو کہ خود عظیم المرتبت صحابی اور جن کے بارہ پیغمبر اسلام کا ارشاد ہے کہ عمر فی الجنۃ (عمر جنت میں ہیں) اور جنت میں جتنے بڑھے عمر والے لوگ ہونگیں خواہ گزشتہ امتوں کے ہوں یا امت محمدی ﷺ کے ان سب کے سردار ابو بکرؓ اور عمر ہوں گے نیز حضور ﷺ نے فرمایا (لو کان بعدی نبی لکان عمر) اگر میرے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ ارشادات رسالت مآب ﷺ کی ہدایت کے مطابق اس شخص کی تلاش میں سرگردان رہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ اور حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں مسلسل اویسؒ سے ملاقات کی کوشش کرتا رہا۔ گردونواح کے علاقوں سے آنے والے جو بھی قافلے اور وفد مدینہ منورہ آتے ان سے اویسؒ کے بارہ میں پوچھتے تلاش بسیار کے بعد جو علامات مذکورہ بزرگ

کے بارہ میں سن چکے تھے ایک شخص میں وہ نشانیاں دیکھ کر حضرت عمرؓ کے دل میں خیال آیا کہ یہی شخص اویس ہے اس سے بات چیت کے دوران ان کا خیال یقین میں بدلا۔ پوچھا کیا تم اویس ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ہی ہوں۔ خلیفہ دومؓ فرماتے ہیں حضورﷺ نے تمہیں سلام کہا تھا۔ جواب سلام کے بعد اپنے لئے حضورﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت عمرؓ نے دعائے مغفرت کی درخواست کی اسکے بعد ان کا یہ معمول رہا کہ ہر سال حج کے موقع پر حضرت اویسؒ سے ملاقات کرنے کی کوشش فرماتے رہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ دعائے مغفرت کے بعد اویسؒ نے حضرت عمرؓ کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ میری شخصیت اور میرے حالات کو مخفی رکھیں۔ واپس جانے کی اجازت ان سے مانگ کر دنیا سے رخصت ہونے تک پوشیدہ رہے۔

**دین خواہشات کی تکمیل کا نام نہیں:** غور طلب اور نصیحت حاصل کرنے والی بات تمام مسلمانوں کیلئے یہی ہے کہ حضورﷺ نے فاروق اعظمؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو اپنے حق میں اس مقدس ہستی سے دعا کروانے کی جو تلقین فرمائی یہ رتبہ اور مقام ان کو صرف اور صرف والدہ کی اطاعت، انبیاء کے سردار محمد الرسول اللہﷺ کے عشق صادق واطاعت کی بدولت حاصل ہوا۔ اویس قرنیؒ حضور صلعم کی زیارت بابرکت تو نہ کر سکے مگر والدہ کی خبر گیری کے عوض دنیا ہی میں جو قابل رشک مقام ملا۔ اویس قرنی کا وہ عظیم اعزاز و اکرام ہے جسکی تمنا و آرزو تو ہر مومن کی ہو سکتی ہے مگر یہ رتبہ ان خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے جنکا محکم عقیدہ یہ ہو کہ دین اپنے شوق اور خواہش کی تکمیل کا نام نہیں۔ بلکہ دین عبارت ہے اللہ اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کا۔ اطاعت کی راہ میں اگر اعلیٰ ترین شوق بھی رکاوٹ بنے تو اپنے شوق کو قربان کرنے ہی میں کامیابی اور سعادت مندی کا راز مضمر ہے۔ ہمیں بھی اس واقعہ کے سننے کے بعد اپنے روز و شب کے اعمال پر نظر ڈالنی ہے کہ والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کیلئے ہم نے بھی کبھی اپنے شوق و ذوق کی قربانی دی ہے۔ یا قدم قدم پر والدین کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں جسکے وبال اور بربادی کا ظہور دنیوی زندگی سے شروع ہو جاتا ہے

**تین مسافروں کی داستان عبرت:** والدین کی خدمت اور فرمانبرداری صرف دنیا ہی میں رفع درجات کا ذریعہ نہیں بنتی بلکہ ان کی تابعداری کی وجہ سے رب العزت دنیا و آخرت کے مشکلات اور مصائب سے نجات دلا کر اطمینان و سکون کی زندگی میسر فرما دیتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آفات و پریشانیوں میں مبتلا انسان اگر اپنے اعمال کو اللہ کے حضور وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے تو حق تعالیٰ تکلیف و مشقت دور فرما دیتے ہیں۔ کرب و پریشانی میں مبتلا تین مسافروں کی داستان رحمتہ للعالمینﷺ نے موثر اور نصیحت اموز انداز میں ذکر فرما کر یہ واقعہ ہم جیسے گناہ گاروں کے لیے عبرت کی راہیں متعین کرنے کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ ارشاد نبویﷺ ہے۔ وعن ابن عمر عن النبی صلعم قال بینما ثلثة نفریتما شون اخذهم المطر فما لوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غارهم صخرة من الجبل فاطبقت علیهم فقال بعضهم لبعض انظروا اعمالاً عملتموها لله صالحة فادعوا الله بها لعله یفرجها فقال احدهم اللهم' انه کان

نی والدان شیخان کبیران ولی صبیة صغارا رعی علیهم فاذا رحت علیهم فحلبت بدأت بوالدی اسقیهما قبل ولدی وانه قدنأی بی الشجر فما اتیت حتی امسیت فوجدتهما قدناما فحلبت کما کنت احلب فجئت بالحلاب قمت عند رؤسهما اکرمان اوقظهما والصبیة یتضاغون عند قدمی فلم یزل ذالک دابی ودأبهم حتی طلع الفجر فان کنت تعلم انی فعلت ذالک ابتغاء وجهک فافرج لنا فرجة نری منها السماء ففرج الله لهم حتی یرون السماء الخ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بیان کیا کہ تین آدمی ایک ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ سخت بارش نے گھیر لیا (وہ بارش سے بچنے کے لئے) ایک غار میں گھس گئے۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک بڑا پتھر گر کر اس غار کے منہ پر آ پڑا۔ ان تینوں پر باہر نکلنے کا راستہ بند ہوا۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ اب تم ان اعمال پر غور کرو جو تم نے خالص اللہ کی رضا کے لئے کئے ہوں ان اعمال کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا مانگو شاید اللہ تعالیٰ ہماری نجات کے لئے راستہ نکال دے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ یا اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے بچے تھے میں بکریاں چرایا کرتا تھا تاکہ (والدین اور بچوں کے معاش) کا انتظام کر سکوں۔ میں جب شام اپنے گھر والوں کے پاس آتا تو بکریوں کا دودھ نکالنے کے بعد (دودھ پلانے کی ابتداء) اپنے ماں باپ سے کرتا، یعنی اپنے بچوں کو بعد میں پلاتا۔ ایک دن اتفاق سے چراگاہ دور ہونے کی وجہ سے دیر ہوگئی اور میں شام تک گھر واپس نہ آسکا۔ (جب رات دیر سے آیا) تو میرے والدین سوئے ہوئے تھے۔ حسب معمول میں نے دودھ دوہا۔ دودھ سے برتن بھر کر ماں باپ کے پاس پہونچا، ان کے سرہانے (ان کے جاگنے کے انتظار میں) کھڑا ہو گیا۔ میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کو بیدار کروں، نہ یہ چاہا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں جبکہ بچے میرے قدموں کے پاس بھوک کی وجہ سے رو رو کر بلک رہے تھے۔ میں اور وہ اپنے اپنے حال پر قائم رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ (یعنی میں صبح تک دودھ کا برتن ہاتھ میں لے کر ماں باپ کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا۔ اور میرے بچے بھوک سے چیختے چلاتے رہے، اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل خالص تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا ہے تو اس عمل کے واسطے میرا سوال ہے کہ آپ ہمارے لئے غار اتنا کھول دے کہ اس کشادگی کے ذریعہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ چنانچہ رب العالمین نے پتھر کو اتنا ہٹا دیا کہ ان کو آسمان نظر آنے لگا۔ خلاصہ یہ کہ پھر دوسرے اور تیسرے شخص نے اپنے نیک اعمال کے واسطے سے دعائیں کیں اور چٹان مکمل طور پر غار کے منہ سے ہٹ کر ان کو نکلنے کا راستہ مل گیا۔

**والدین جنت کے باعث بھی ہیں اور جہنم کے بھی:** معزز حاضرین! جب غار کا منہ بند ہو گیا قبر کی طرح زندہ درگور ہوگئے۔ ظاہری اسباب میں کوئی امداد کو پہونچنے والا نہ تھا۔ آکسیجن جو کہ زندگی کو قائم و دائم رکھنے کا اہم ذریعہ ہے اسکا حصول بھی ناممکن ہو گیا۔ اس حالت میں ان تینوں کی بے بسی، بیچارگی، بے قراری اور اضطراب کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

موت بالکل آنکھوں کے سامنے کھڑی ہوگئی۔اس اندوہناک موقع پر انکی پریشانی کا ازالہ اگر ہوسکا تو اس وقت پورے عجز وانکساری سے رب کے حضور ہر ایک کا خالص اپنی نیکی کا واسطہ دے کر دربار الٰہی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا کارگر ثابت ہوا۔آپ حضرات نے سن لیا کہ ایک نے رات بھر والدین کی خدمت کو اپنے جگر کے ٹکڑوں‘ اولاد پر ترجیح دینے کا عمل پیش کیا۔اسی عمل کی بدولت پہاڑ کا کچھ حصہ سرک کر تازہ ہوا کا جھونکا آنا شروع ہوا اور موت سے بچ کر زندگی کی امید پیدا ہوئی۔کاش اگر ہم بھی زندگی کی بھول بھلیوں اور مشین کی طرح مصروف دینوی زندگی میں کسی وقت اپنے اپنے اعمال کا محاسبہ کر کے کچھ وقت اس غور وفکر کیلئے نکالتے کہ میرے اعمال میں کونسا ایسا عمل ہے جو پرخطر مواقع پر میری نجات کا وسیلہ بنے گا۔تو دین کے اعتبار سے ہمارا نقشہ ہی بدل جاتا۔نیز بوڑھے والدین کے چھوٹے سے چھوٹے آرزو کے مقابلہ میں ہم نے کبھی اپنی خواہش کی قربانی دی ہے۔یا ان کی خواہش کو بڑھاپے کا اثر قرار دے کر ان کی طرف توجہ دینا ہی مناسب نہ سمجھا۔جیسا کہ بعض بدقسمت لوگ والدین کے اس عمر میں فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اب انکے دماغ نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا ہے‘انکی باتوں‘ مشوروں اور نصائح کی طرف توجہ دینا وقت کی تضیع ہے جبکہ ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ ماں باپ کی اہمیت‘ اطاعت وعظمت شان اس بات کا تقاضا کررہا ہے کہ وہ ہمارے لئے جنت کی راہ بھی آسان فرماسکتے ہیں اور جہنم میں داخلہ کا سزاوار بھی ٹھہرا سکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اولاد پر ماں باپ کی رضامندی لازمی ہے کہ ہر قسم حالات اور مواقع پر انکی رضامندی کو ملحوظ خاطر رکھ کر جنت اور اللہ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔

**والدین راضی ہوں تو موت کے وقت کلمہ نصیب ہوگا:** آپ حضرات اکثر علماء وخطباء سے سنتے چلے آرہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے رزق میں فراخی اور عمر کی درازی کا خواہاں ہو‘ اسے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور بہتر سلوک کرنا چاہیے اور ظاہری بات ہے کہ رشتہ کے لحاظ سے ماں باپ کا درجہ سب رشتوں سے بلند ہے۔جن کی خدمت گزاری سے اللہ تعالیٰ ان کی عمر بڑھا دیتے ہیں‘ اور رزق کی تنگی سے اس دنیا میں محفوظ رہتا ہے۔ بزرگوں سے جو واقعات مروی ہیں ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جیسے والدین کی اطاعت کے ثمرات دنیا ہی میں ظاہر ہونے شروع ہوجاتے ہیں اسی طرح آج خطبہ کی ابتداء میں ذکر کردہ حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے کہ جس شخص نے ان دونوں یا ایک مجازی پالنے والے کے ساتھ بدسلوکی کی تو اس کی تباہی و بربادی کا سلسلہ زندگی ہی میں خطرناک صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ایسا کون سا بدبخت مسلمان ہوگا جس کی خواہش یہ نہ ہو کہ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت اس کی زبان پر کلمہ شہادت رواں دواں ہو۔لیکن اس نعمت کے حاصل ہونے کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ والدہ کی نافرمانی بن سکتی ہے جو کہ خاتمہ بالایمان سے (خدا نہ کرے) محرومی کا سبب اس دنیا ہی میں بن جاتی ہے۔

**والدہ کے معاف کرنے سے حضرت علقمہ کو کلمہ نصیب ہوگیا:** حضرت انسؓ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک صحابی جس کا نام علقمہ تھا جو کہ صوم وصلوٰۃ‘ فرائض ونوافل کا پابند تھا۔بیمار ہو کر حالت نزع میں مبتلا رہا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کو اطلاع ہوئی آپ ﷺ نے اس کی خبر گیری کے لئے حضرت علیؓ حضرت بلالؓ ‘سلمانؓ وعمارؓ کو

اس کے پاس بھیجا' چاروں صحابہؓ نے کلمہ شہادت پڑھانے کی کوشش کی مگر کلمہ اس کی زبان پر جاری نہ ہو سکا۔ حضرت بلالؓ نے حضورﷺ کو اس کیفیت سے آگاہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس کی بوڑھی والدہ کو اپنے پاس بلا لیا۔ ماں سے بیٹے کے اعمال و کردار کے بارے میں پوچھا۔ والدہ نے بیٹے کی نماز' روزے اور صدقات کی بکثرت ادائیگی کا ذکر کیا۔ حضورﷺ نے علقمہ کی ماں سے سوال فرمایا کہ بیٹے کی بحیثیت والدہ تیرے ساتھ سلوک کیسا تھا؟ کہنے لگی یہ میری نافرمانی کرتا اور میرے مقابلہ میں اپنی بیوی کو ترجیح دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس سے ناراض ہوں۔ والدہ کی نافرمانی کا نتیجہ اس دنیا میں دیکھ لیں کہ کلمہ شہادت پڑھنے سے معذور ہیں۔ آنحضرتﷺ جو ماں باپ کے کروڑوں محبتوں سے زیادہ اپنے امتیوں پر مشفق و مہربان ہیں کیسے برداشت کرتے کہ ایک مسلمان کا خاتمہ بالا یمان نہ ہو جس کی پاداش میں جہنم جانا پڑے۔ والدہ کو بیٹے کی معافی پر آمادہ کرنے کے لئے بلالؓ کو حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کر کے لے آؤ تا کہ اسکے بیٹے کو آگ میں ڈال کر جلایا جائے۔ ماں کی ممتا جاگ اٹھی۔ بے ساختہ گویا ہوئی۔ یا رسول اللہﷺ میرے جگر کے ٹکڑے کو میرے سامنے آگ میں ڈالنا میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ تیرا بیٹا تیری خفگی کی وجہ سے جس آگ یعنی جہنم کی طرف جا رہا ہے وہ عذاب اس دنیا کی آگ کی تکلیف سے ہزار ہا گنا زیادہ تکلیف دہ اور سخت ہے اگر تو پسند کرتی ہے کہ تیرا لخت جگر اس شدید عذاب سے بچ جائے تو اسے معافی دے دے ورنہ تیری رضامندی تک اس کے جن اعمال یعنی نماز' روزہ' صدقات کا آپ نے ذکر کیا' اس کیلئے بے فائدہ ہیں۔ ماں نے اللہ اور رسولﷺ کو گواہ بنا کر بیٹے کی معافی کا اعلان کر دیا۔ والدہ کا راضی ہونا تھا کہ علقمہ کی زبان پر کلمہ شہادۃ جاری ہو کر ایمان پر خاتمہ کی عظیم نعمت سے مالا مال ہوئے۔ اسی دن فوت ہو کر آنحضرتﷺ نے ان پر جنازہ پڑھانے کے بعد ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی بیوی کو اپنی والدہ پر ترجیح دیتا ہو اس پر اللہ کی لعنت اور اس کے فرائض و نوافل قبول نہیں ہوتے۔

<u>والدین کے نافرمان کی اولاد بھی نافرمان ہوگی:</u> حضورﷺ کی اس تنبیہ کہ ''ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو سزا حق تعالیٰ زندگی ہی میں دینا شروع کر دیتا ہے'' کا مشاہدہ دن رات ہم اپنے معاشرہ میں کر رہے ہیں کہ جس نے اپنے والدین کو تنگ کیا' ان کو حقیر سمجھا' اطاعت کے بجائے نافرمانی کا مظاہرہ کیا' مکافات عمل کے نتیجہ میں وہی بلکہ اس سے بدتر سلوک اس شخص کی اولاد اپنے والدین سے کرتی ہے' آپ حضرات نے کئی والدین کو اپنی اولاد کے ہاتھوں پہونچنے والی تکالیف اور غیر مناسب برتاؤ کی شکایات سنی ہوں گی۔ مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہو جاتا ہے کہ انہی والدین نے اپنے والدین کے ساتھ وہی طرز عمل اختیار کیا تھا۔ جس کا مظاہرہ اب اس کے بچے ان کے ساتھ کر رہے ہیں۔

محترم ساتھیو! کئی ہفتوں سے والدین کے حقوق' ان کی ادائیگی پر ملنے والے انعامات اور نافرمانی کرنے والوں کے بد انجام کا ذکر کرتا رہا۔ انشاء اللہ آئندہ اولاد کے والدین پر ذمہ داریوں کے بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ رب کائنات مجھے اور آپ کو اسلامی تعلیمات پر عمل' والدین' عزیزوں' قرابت داروں' اور جملہ مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرماویں۔ امین

جناب جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق سربراہ افواج پاکستان

# پاکستان کے خلاف عالمی سازشوں کا جال؟

پاکستان پر الزام ہے کہ افغانستان میں دخل اندازی ہو رہی ہے جسے روکنے میں پاکستان ناکام ہے جبکہ خود پاکستان کے خلاف سازشوں کا سلسلہ جاری ہے جسے دیکھ کر خوف آتا ہے کہ ان سازشوں کے پیچھے ان ممالک کا بھی ہاتھ ہے جو ہمارے دوست تصور کئے جاتے ہیں۔ ان سازشوں کا آغاز اکتوبر 2001 میں افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد شروع ہوا جب کابل کے شمال میں جبل السراج کے مقام پر ایک جاسوسی کا بڑا مرکز قائم کیا گیا۔ اس سے قابض فوجوں کو بہت تقویت ملی لیکن پھر بھی وہ کابل، قندھار اور چند ہوائی مستقروں کے علاوہ افغانستان میں اپنے قدم جمانے میں ناکام رہی ہیں۔ شمال میں ہرات سے مزار شریف اور بدخشاں تک کے علاقے جنگی سرداروں کے قبضے میں ہیں جبکہ جنوب میں پاکستان سے ملحقہ علاقے طالبان کی عملداری میں ہیں جس سے افغانستان کی بگڑی ہوئی معاشرتی حالت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ مرکزی حکومت کی حاکمیت کمزور ہونے کے سبب افغانستان میں سمگلروں، منشیات کے سوداگروں، سازشیوں اور این جی اوز کو اپنی سرگرمیوں کیلئے ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔

امریکہ اور بھارت نے 2005 میں سٹریٹجک پارٹنرشپ (Strategic Partnership) کا معاہدہ کیا تھا جس کے اہداف میں سرفہرست "چین کی تیزی سے بڑھتی ہوئی عسکری اور اقتصادی قوت کو روکنا اور کم کرنا اور علاقے میں بڑھتے ہوئے اسلامی انتہا پسندی کے خطرے کا مؤثر سد باب کرنا تھا۔" چونکہ دونوں ممالک کے مقاصد ایک دوسرے سے ہم آہنگ تھے اس لیے ان کیلئے ان ہر دو اہداف کا حصول یکساں اہمیت کا حامل تھا۔ اب انہیں افغانستان میں فوجی کارروائیوں کے نتیجے میں بڑھتی ہوئی ابتری سے نمٹنے کیلئے ایک جامع اور موثر انٹیلی جنس نیٹ ورک کی ضرورت تھی تاکہ پاکستان اور دیگر ہمسایہ ممالک مثلاً چین، روس، وسطی ایشیائی ممالک اور ایران کو غیر مستحکم کیا جاسکے۔ اس کام کو آسان بنانے کیلئے امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے اعلان کیا کہ "افغانستان جو جغرافیائی اعتبار سے وسطی ایشیا کا ایک حصہ رہا ہے، اسے اب جنوبی ایشیا کا حصہ سمجھا جائے گا"۔ اس اعلان کے پس پردہ کارفرما حکمت یہ تھی کہ بھارت کے لئے افغانستان تک مداخلت آسان ہو جائے اور وہ اپنی مرضی کا کردار ادا کر سکے اور اس قابل ہو سکے کہ افغانستان کو ہمسایہ ممالک کے خلاف جاسوسی کے اڈے کے طور پر استعمال کر سکے۔ اسی مقصد کیلئے پورے افغانستان میں ایک انٹیلی جنس نیٹ ورک قائم کر دیا گیا ہے جو کئی سالوں سے پوری طرح فعال ہے اور پاکستان میں خصوصاً متعدد دہشت گردی کے واقعات کا ذمہ دار ہے۔

افغانستان کے اندر قائم اس انٹیلی جنس نیٹ ورک کی نشاندہی کیلئے ہمارے پاس جو معلومات ہیں وہ ناکافی ہیں لیکن پھر بھی مہذب دنیا کی اپنے مفادات کیلئے کھیلی جانے والی " گریٹ گیم " کی گرہیں کھولتی ہیں۔اس ادارے کا مرکز جبل السراج میں واقع ہے جس کا نظام سی آئی اے، را، موساد، ایم آئی۔۶ اور بی این ڈی (جرمن انٹیلی جنس کا ادارہ) مشترکہ طور پر چلاتے ہیں۔ یہ پختہ عمارتوں، اونچے اونچے انٹینا اور جدید ترین الیکٹرانک سہولتوں سے مزین ایک وسیع رقبے پر پھیلا ہوا بڑا مرکز بن گیا ہے۔ سروبی اور قندھار میں قائم اس کی ذیلی برانچیں کس طرح پاکستان کے خلاف کام کرتی ہیں اور فیض آباد میں قائم شاخ چین کے خلاف، مزار شریف کی برانچ روس اور وسطی ایشیائی ممالک کے خلاف اور ہرات میں قائم برانچ ایران کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ سازشوں کا ایک خوفناک کھیل کھیلا جارہا ہے جو بڑی تشویش کا باعث ہے۔آیئے اس ادارے کے کام کرنے کے طریق کار کا ایک سرسری سا جائزہ لیں:

پاکستان کے خلاف: ایک انٹیلی جنس چوکی سروبی میں قائم ہے جس کا سربراہ ایک بھارتی جنرل ہے جو کہ بارڈر روڈ آرگنائزیشن (Border Road Organization - BRO) کا انچارج ہے۔اس کے ماتحت غزنی، خوست، گردیز، جلال آباد، اسد آباد، واخان اور فیض آباد میں ذیلی شاخیں قائم ہیں۔ بی آر او نے سروبی سے اسد آباد تا فیض آباد ایک سڑک تعمیر کی ہے جو کہ ہر موسم میں یکساں کار آمد ہے۔ سروبی میں قائم ادارے کی پاکستان کے سرحدی صوبے NWFP میں تخریبی کاروائیوں کی ذمہ داری ہے۔ وطن دشمن پاکستانیوں کو اس مقام پر ملک میں تخریبی کاروائیوں اور عدم استحکام پھیلانے کیلئے باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔ واخان کے علاقے میں الیکٹرانک سسٹم کی جدید ترین سہولتوں سے آراستہ متعدد اڈے قائم ہیں تاکہ وہ پاکستان، چین، ازبکستان اور تاجکستان پر نظر رکھ سکیں اور دہشتگردی کے منصوبے بنا سکیں۔......قندھار کے مقام پر دوسری چوکی قائم ہے جسکی ذیلی شاخیں لشکر گاہ اور ناوہ (Nawah) میں قائم ہیں اور ان کا ہدف صوبہ بلوچستان ہے۔ بلوچستان کے وطن دشمن عناصر اور بلوچستان لبریشن آرمی (BLA) کو لشکر گاہ میں تربیت دی جاتی ہے اور ان عناصر کی ہر ممکن مدد کی جاتی ہے۔ان کا خصوصی ہدف گوادر، سینڈک اور حب میں مختلف منصوبوں پر کام کرنے والے چینیوں کو نشانہ بنانا ہے۔ پاکستانی ساحلوں پر واقع جیوانی اور کلامت کے مقامات پر مقیم امریکی، بلوچستان لبریشن آرمی کو تعاون مہیا کرتے ہیں اور ملک کے اندر عدم استحکام پیدا کرنے کے منصوبے بناتے ہیں اور پاکستان و ایران کے خلاف کاروائیوں میں بھرپور مدد فراہم کرتے ہیں۔

پاکستان میں واقع مند کی چوکی سے ایران کے خلاف بھی کاروائیاں کی جاتی ہیں۔ جبکہ بحیرہ عرب میں موجود امریکی بحریہ اور مسقط کے انٹیلی جنس کے اڈے ان کی ہر طرح کی راہنمائی اور مدد کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ جیوانی اور کلامت کی ساحلی سہولیات پاکستان نے افغانستان میں کاروائی کیلئے خود امریکہ کو دی تھیں جو امریکہ اب پاکستان اور ایران کے خلاف تخریبی کاروائیوں کیلئے استعمال کر رہا ہے۔ چین کے خلاف: فیض آباد (بدخشاں) میں واقع انٹیلی جنس کی برانچ جہاں پر تقریباً ۳۵۰ کے لگ بھگ بھارتی مسلمان سپاہی، انجینئرز اور کارندے کام کرتے ہیں، اس کا مقصد

چین کے صوبے سنکیانگ کے باغیوں کو چین میں تخریبی کاروائیوں کیلئے تربیت فراہم کرنا ہے۔ بھارتی علماء ان کی روحانی تبلیغ پر مامور ہیں جو یہ تاثر دیتے ہیں کہ فیض آباد کا ادارہ پاکستان چلا رہا ہے۔ حال ہی میں بھارت کو تاجکستان کے اندر کلائی کاملی (Kalai Kamli) کے مقام پر فوجیں تعینات کرنے کی جو سہولت دی گئی ہے اس کے سبب تاجکستان اور ازبکستان میں بھارت اپنی من مرضی کے مطابق تخریبی کاروائیاں کرنے کیلئے آزاد ہوگا۔

روس کے خلاف: مزار شریف میں قائم اڈا سی آئی اے، را، موساد اور بی این ڈی کے زیر سایہ کام کرتا ہے اس کا مقصد چیچنیا اور ترکمانستان کے وطن دشمن عناصر کو تربیت فراہم کرنا ہے۔ رشید دوستم اور احمد ضیاء مسعود ازبکستان اور تاجکستان میں تخریبی کاروائیوں کے بہت متحرک کردار ہیں۔...... ایران کیخلاف فرح میں قائم اڈے کا انتظام سی آئی اے، را اور موساد مل کر چلاتے ہیں۔ اس مقام سے اور پاکستان میں واقع کلامت، جیوانی اور مند کے مقامات سے ایران کے اندر تخریبی کارروائیاں کی جاتی ہیں۔ ان کاروائیں کے نتیجے میں گذشتہ چند سالوں میں ایران کے بہت سے سکیورٹی اہلکار شہید ہو چکے ہیں۔ دہشت گرد تنظیم جنداللہ کو ایران میں اس قسم کی کاروائیاں کرنے کیلئے ہر قسم کا تعاون مہیا کیا جاتا ہے۔...... دلچسپ بات یہ ہے کہ اس سازشی منصوبے میں جن مقامات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جنہیں سازش کے اڈوں کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے انہیں انڈین قونصلیٹ کا درجہ دیا گیا تاکہ تخریبی کاروائیوں کو سفارتی تحفظ مہیا ہو۔ پاکستان اور ایران پر اکثر و بیشتر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتے ہیں۔ حالانکہ معاشرتی انصاف اور انسانی حقوق کی علمبردار قوتیں افغانستان مین انسانیت سوز کاروائیوں کے ساتھ ساتھ ہمسایہ ممالک میں عدم استحکام پیدا کرنے کی خود مرتکب ہو رہی ہے۔ یہ نام نہاد مہذب قومیں مشترکہ طور پر افغانستان پر ناجائز فوجی تسلط قائم کئے بیٹھی ہیں۔ پاکستان اور دیگر ہمسایہ ممالک کو غیر مستحکم کرنے کیلئے افغانستان کی خودمختاری کو پامال کرنے کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ کیا بھارت امریکہ اور نیٹو کے مابین سٹریٹیجک پارٹنرشپ کا یہی مقصد تھا؟

افغانستان میں تخریب کاری کے اس بین الاقوامی نیٹ ورک کے متعلق معلومات ہماری اپنی تحقیق اور مطالعے پر مبنی ہیں جن کی توثیق ضروری ہے۔ حکومت پاکستان کے پاس کہیں زیادہ اور معتبر معلومات موجود ہوں گی لیکن حیران کن امر یہ ہے کہ غیر ملکی سازشیوں اور مفاد پرستوں کے ہاتھوں اس قدر نقصان اٹھانے کے باوجود پاکستانی حکومت گہری نیند سے اب بیدار ہوئی ہے۔ حکومتی اہلکار چینیوں کے قتل میں غیر ملکی ہاتھ کے ملوث ہونے کی نشاندہی کر رہے ہیں جبکہ قومی اسمبلی میں سی آئی اے کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ اس حقیقت سے پردہ اٹھانے میں اس قدر تاخیر کیوں کی گئی؟ اپنے قومی مفادات کے تحفظ کے فرائض سے مجرمانہ غفلت کیوں برتی گئی؟ جبکہ ہمارے دشمن ہمارے خلاف سازشوں کے جال بنتے چلے جا رہے ہیں جس سے ہماری قومی سلامتی ایک سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے۔ الیگزنڈر چیس کا قول ہے "قوت برداشت کی آخری حد تک وہی پہنچتے ہیں جن میں قوت ارادی کی کمی ہوتی ہے۔"

مولانا نذر الحفیظ ندوی

# صدر بُش کی دو متضاد تصویریں۔۔۔۔۔آخری حل کیا ہو؟

امریکی صدر جارج بش نے ۱۲۷ جون کو واشنگٹن ڈی سی کے اسلامک سینٹر میں جو تقریر کی، ہندوستان کے امریکی سفارت خانہ نے اسے وحی الٰہی سمجھ کر ہندوستانی مسلمانوں کے درمیان بڑے پیمانے پر شائع کرکے تقسیم کیا ہے تاکہ امریکہ کی شبیہ بہتر دکھائی دے۔ وہ اس بات کا کھل کر اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام نے اپنی خوبیوں سے پوری دنیا کو مالا مال کیا ہے، صدر نے اپنی اس تقریر میں کہا ہے کہ امریکیوں کو آزادی کی جو نعمت حاصل ہے اور ان کے اندر جو بے شمار خوبیاں ہیں وہ یہ ہیں: وہ پوری دنیا کے انسانوں کے صلاح وفلاح کے لیے سوچتے ہیں، وہ ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں جہاں لوگ اپنی مرضی کے مطابق بلا خوف وخطر اور بلا شک وشبہ زندگی بسر کرسکیں اور عبادت کرسکیں اور خفیہ پلیس کے اہل کاران کے دروازوں پر دستک نہ دیں۔ مذہبی لوگوں نے اس امر سے اتفاق کرلیا ہے کہ وہ اپنے روحانی نظریات دوسروں پر مسلط نہیں کریں گے اور اس کے عوض وہ اپنے عقیدے کے مطابق جیسا مناسب سمجھیں عبادت کریں گے۔ صدر نے فرمایا کہ ہمارے آئین میں اس کا وعدہ کیا گیا ہے یہ ہمارے ضمیر کی آواز ہے اور ہماری طاقت کا ماخذ ہے، انہوں نے مزید فرمایا کہ عبادت کرنے کی آزادی امریکی تشخص میں اتنی مرکزیت کی حامل ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسروں کو اس سے محروم کیا جارہا ہے تو ہم اسے اپنا ذاتی مسئلہ بنالیتے ہیں۔ صدر نے اس سلسلہ میں روس و چین اور برما میں مذہبی آزادی پر لگی پابندی کو ہٹانے اور عیسائیوں اور یہودیوں، بدھوں اور مسلمانوں کو ان ملکوں میں آزادی کی نعمت فراہم کرنے کی امریکی کوششوں کا ذکر کیا، صدر نے اپنے زریں عہد میں دنیا کے تمام مسلمانوں پر امریکہ کے جو احسانات گنائے ہیں ان میں نائن الیون کے چھ دن بعد اسلامک سینٹر میں خود آکر امریکی مسلمانوں کے خلاف نفرت پر مبنی واقعات کی مذمت او۔آئی۔سی تنظیم میں امریکہ کی طرف سے ایک نمائندہ کی تقرری جو اسلامی ملکوں کی بات سنے اور ان کے ساتھ تبادلہ خیال کرے۔ بوسنیا اور کوسوو کے مسلمانوں کو ہلاکت سے بچانے کی کوشش، انڈونیشیا سے لے کر ملیشیا تک سونامی زلزلہ اور ایران و پاکستان میں آئے تباہ کن زلزلوں سے متاثر انسانوں کی فوری امداد، پھر انہوں نے دارفور سوڈان، صومالیہ، افغانستان اور عراق کے لوگوں کی امداد کا ذکر کیا ہے۔ ان احسانات کو گنانے کے بعد صدر نے پوری دنیا کے باضمیر اور حساس لوگوں کو درپیش مذہبی انتہا پسندی کا مقابلہ کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فیصلہ کن لہجہ میں امریکی عزم وارادے کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ ہم نے طے کرلیا ہے کہ پوری دنیا میں اعتدال پسندوں کو انتہا

پسندوں کے مقابلہ میں کامیاب بنائیں گے، اس سلسلہ میں صدر بش نے مشرق وسطیٰ کا خاص طور سے ذکر کیا کہ وہاں انتہا پسندوں کا ایک گروہ زور پکڑ رہا ہے وہ مذہب کو طاقت کے حصول اور قبضہ کے ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے، انہوں نے ان مذہبی دہشت گردوں کے تشدد آمیز کارروائیوں کی مثالیں دیتے ہوئے اپنی بات کو مدلل کرنے کی کوشش کی اور اپنی قیمتی معلومات کی انکشاف کرتے ہوئے فرمایا کہ ان انتہا پسند مسلمانوں نے افغانستان میں اساتذہ کو مار پیٹ کا نشانہ بنایا اور انہیں قتل کیا۔ عراق میں انہوں نے ایک بچہ کو قتل کر کے اس کی لاش میں بم رکھ دیا تا کہ جب لوگ لاش لینے آئیں تو وہ بھی ہلاک ہو جائیں۔ ان انتہا پسندوں نے بچوں کو ایک گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بٹھایا تا کہ سیکیورٹی چیک پوسٹ کو عبور کر سکیں۔ بعد میں انہوں نے اس کار کو دھماکہ سے اڑا دیا جس میں یہ بچے بیٹھے ہوئے تھے، ان دشمنوں نے اردن میں ایک شادی کی تقریب اور سعودی عرب میں ایک رہائشی عمارت کو نشانہ بنایا اس کے علاوہ جکارتہ کے ایک ہوٹل پر بم پھینکا۔

صدر محترم نے جلسہ میں موجود باضمیر خواتین و حضرات کو ان کا فرض یاد دلایا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ ان قاتل تحریکوں کے متعلق بات کریں اور اس کی مذمت کریں قبل اس کے کہ یہ طاقت حاصل کر لیں۔ صدر نے آزاد دنیا و مغربی ممالک اور امریکہ کو دعوت دی کہ وہ اعتدال پسند مسلمانوں کی مدد کے لیے آگے بڑھیں صدر نے آزاد دنیا پر الزام لگایا کہ ان کی غلط پالیسیوں کے نتیجہ میں مشرقی وسطیٰ دہشت گردی اور مایوسی کا گہوارہ بن گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مغرب کے خلاف مسلمانوں کا معاندانہ رویہ فروغ پایا صدر نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے اپنا پورا دور صدارت مسلمانوں کو دہشت گردی کے خلاف مدد، آزادی حاصل کرنے، خوش حالی اور امن کی پسندیدہ راہیں تلاش کرنے میں مدد دینے میں لگا دیا ہے۔ اس سلسلہ میں اسلام سے ہمدردی رکھنے والے امن پسند صدر نے افغانستان پر کارپٹ بمباری اور عراق کو صدام حسین کی دہشت گردی سے نجات دلانے میں سات لاکھ عراقیوں کی جان لینے اور تیس ہزار سے زائد امریکی فوجیوں کی قربانی دینے میں اُن کے ملک کو جو جدوجہد کرنی پڑی اس کا تذکرہ انہوں نے ازراہ تواضع و خاکساری نہیں کیا اور نہ انہوں نے یہ بتانے کی زحمت فرمائی کہ نصف صدی سے مشرق وسطیٰ اور عالم اسلام پر مسلط سفاک و ظالم حکمرانوں نے کس کی سرپرستی میں اپنے ملکوں کو تباہ و برباد کیا۔ بلاشبہ صدر بش کے دور صدارت کی یہ بہترین تقریر ہے جس نے ان کی شبیہ کو بہتر بنانے اور پوری دنیا میں ان کو امن پسند اور انسانیت کے ہمدرد اور تمام مذاہب کا یکساں احترام کرنے والے امریکی رہنما کے طور پر پیش کیا ہے لیکن ہمارے سامنے صدر عالی قدر کی ایک دوسری تقریر بھی ہے جس کو پڑھنے سے ان کی یہ تصویر انتہائی دھندلی بلکہ داغ دھبوں اور گرد و غبار سے میلی نظر آتی ہے۔ اس تصویر میں صدر محترم تمام کپڑوں سے بے نیاز نظر آتے ہیں، انکے اندرونی جذبات کا پورا عکس اس تصویر میں چلتا پھرتا نظر آتا ہے۔ یہ دوسری تصویر اس وقت کی ہے جب صدر بش نے مسیحی، یہودی یونین کے اجلاس کے موقع پر امریکی شہر نیو میکسیکو شہر کے "ایلبوک ریک"

مقام پر کی تھی اس تقریر کو واشنگٹن پوسٹ میگزین نے ۳۱ مئی ۲۰۰۲ء کے شمارہ میں شائع کیا ہے۔
صدر فرماتے ہیں: صدر مجلس، اراکین کانگریس اور امریکی عوام!
آج کی رات میں نہایت فخر کے ساتھ آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سفید فام مسیحی اتحاد انتہائی طاقتور ہو چکا ہے، ہماری تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ امریکی طاقت، امریکی بالا دستی اور امریکی اقدار نے ایسی عظمت ایسا احترام اور ایسی قبولیت حاصل کی ہو جیسا کہ آج ان کو حاصل ہے، امریکی جھنڈا، امریکی مسلح افواج سی۔آئی۔اے اور ایف۔بی۔آئی دہشت گردی کے خوف سے آزادی لانے اور امن و امان قائم کرنے کی خاطر سو سے زائد ملکوں میں موجود ہیں۔امریکی باشندوں کو اپنی حکومت اور مسلح افواج کے مردوں اور عورتوں پر فخر کرنا چاہئے جو امریکی طرز زندگی کی خاطر زندگی کی رعنائیوں کو قربان کر رہے ہیں۔
معزز ین برادران وطن! مجھے آج آپکو یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ طالبان کا خاتمہ ہو چکا ہے۔کابل آزاد ہو چکا ہے' اسامہ بن لادن اور ملا عمر یا تو ہلاک ہو گئے یا گرفتار ہونے والے ہیں اور چھپتے پھر رہے ہیں لیکن بہت دن تک نہیں، اسلئے کہ میں نے ان دونوں کو زندہ یا مردہ انصاف کے سامنے پیش کرنے کا عزم مصمم کر رکھا ہے۔مجھے آپکو یہ اطلاع دیتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ افغان عورتیں ہمیشہ کیلئے برقعوں سے آزاد ہو چکی ہیں۔افغان لڑکیاں اپنے اسکول کو لوٹ رہی ہیں۔وہ یہ پڑھ رہی ہیں کہ کیسے ہمیں امریکہ اور مغرب نے کامیابی و کامرانی عطا کی ہے۔مغربی تہذیب و ثقافت کی سب سے بڑی علامت ٹیلیویژن افغان باشندوں کی زندگی میں ایک مرتبہ پھر جگہ بنا چکا ہے۔ افغانستان کے لوگ آج بڑے شاد ماں ہیں کہ وہ اپنے ملک میں آزادانہ گھوم پھر رہے ہیں۔مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ امریکیوں کی طرف سے بھیجے ہوئے کھانے پینے کے سامان "چیز" جیلی اور بسکٹ سے افغانی لطف اندوز ہو رہے ہیں۔صدر نے فرمایا: باجود یہ کہ افغانستان کی جنگ قریب الختم ہے لیکن ہمارے سامنے ایک طویل راستہ ہے جس کو ہمیں بہت سے اسلامی و عربی ملکوں میں طے کرنا ہے۔ہم اس وقت تک نہیں بیٹھیں گے جب تک ہر مسلمان غیر مسلح، داڑھی منڈا، غیر مذہبی، امن کا دلدادہ اور امریکہ سے محبت کرنے والا نہ ہو جائے اور مسلمان عورت اپنے چہرے کو نقاب سے چھپانا نہ ترک کر دے۔
صدر نے فرمایا: ہمارے لیے ضروری ہے کہ اہم امور اور خفیہ معلومات کے میدان میں اپنے کردار کو وسیع کریں۔ایف۔بی۔آئی اور سی۔آئی۔اے امریکی مسلمانوں پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں جن میں ہزاروں مسلمان گرفتار ہو چکے ہیں۔ہم نے حقوق اور شہری آزادی کو بہت مقید کر دیا ہے۔ہم نے ذرائع ابلاغ اور اظہار رائے کی آزادی پر بھی کچھ پابندیاں لگائی ہیں۔نیز ہم نے ہوائی اڈوں پر مسافروں کے سامان کی تلاشی میں سختی برتی ہے۔سفید فام مسیحیوں اور یہودیوں کے علاوہ دیگر اقوام کا وجود ہمارے ملک میں خواہ وہ قانونی ہو یا غیر قانونی، ہماری قوم کیلئے خطرہ ہے ہم

اسرائیلی رہنما اریل شاروں کی اس رائے سے متفق ہیں کہ اقوام متحدہ، یورپی یونین، عرب لیگ، ریڈ کراسکی عالمی کمیٹی، ویٹیکن سٹی اور تمام اسلامی تنظیموں کو تحلیل کر دیا جائے آپ نے فرمایا: خواہ ہم اپنے دشمنوں کو انصاف کے سامنے پیش کریں یا ان پر انصاف نافذ کریں بہرحال وہ انصاف کا سامنا ضرور کریں گے۔ٹونی بلیئر کے الفاظ میں وقت آچکا ہے کہ ہم اعلان کر دیں کہ ہمیں دنیا کی از سرنو تشکیل کرنے دو تا کہ سارا عالم ہماری طرح ہو جائے۔

صدر نے اس جملے کی تشریح کرتے ہوئے مزید فرمایا: خدا کے فضل سے ہم سفید فارم تہذیب یافتہ اور شہری لوگ اس دنیا پر اپنے " آزادانہ " رحم دلانہ اور خوبصورت عقائد مسلط کر کے رہیں گے جو ہمارے مال و دولت اور ہمارے آفاقی پیغام کی بھوکی ہے۔آج سے مردوں کو داڑھی رکھنے کا پابند نہیں ہونا پڑے گا اور خواتین کو اپنے چہرے اور جسم چھپانے پر مجبور ہونا نہیں پڑے گا آج سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہر جگہ کے لوگ شراب پی سکیں گے، سگریٹ نوشی کر سکیں گے اور ہم جنس پرستی سے لطف اندوز ہوسکیں گے، وہ آزاد ہیں اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے خواہ وہ ہوٹلوں میں یا اپنے بیڈ روموں میں جنسی فلمیں دیکھیں یا خود وہ اس عمل میں حصہ لیں۔

ہم نے ہر ملک سے کہہ دیا کہ ہماری موجودہ حکومت کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو سختی سے دبا دیں، ہر ملک کو اب یہ اختیار کرنا ہی ہوگا کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں یا دہشت گردوں کے ساتھ، امریکہ نے عالمی سطح پر بنیاد پرستوں کو اکھاڑ پھینکنے کا عزم کر رکھا ہے۔

جارج بش کے یہ افکار و خیالات اور عزائم ان کے ذاتی افکار و خیالات نہیں بلکہ وہ سپر پاور حکومت کے نمائندہ اور ترجمان ہیں، ہمارے رسالہ کا تعلق سیاست اور کسی متعین حکومت اور شخصیت سے نہیں بلکہ وہ ترجمان ہے اس ملت کا جو پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اس ملت اور اس کے دین کا بنیادی پیغام یہی ہے۔

ع　　ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ ان دو متضاد تصویروں کے درمیان تیسری تصویر پیش کریں گے تا کہ جارج بش جس اسلام کے قائل اور وہ جس انسانیت کی صلاح وفلاح کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے سامنے اس تضاد کا حل بھی آجائے، اگرچہ بقول خودان کے میڈیا پر انہوں نے کچھ پابندیاں لگائی ہیں اور آزادی رائے کے اظہار پر بھی لیکن ہم اس بچی کچھی جمہوریت کا سہارا لے کر تیسری تصویر ان کے سامنے کرنے کی جرأت کر رہے ہیں اس امید میں کہ ـ

شاید کہ ترے دل میں اتر جائے میری بات

---

## فیصلہ تیرا، ترے ہاتھوں میں ہے، دل یا شکم؟

صدر بش نے اسلامک سینٹر میں اعتدال پسندی کی دعوت دی ہے اور پوری دنیا کے باضمیر اور حساس انسانوں

سے پُر زور اپیل کی ہے کہ وہ انتہا پسندون کے مقابلہ میں اعتدال پسندوں کی مدد کریں۔ لیکن اس بات کی وضاحت نہیں ہوسکی کہ اعتدال پسندی کی تعریف ان کی نظروں میں کیا ہے، کیا امریکہ اعتدال پسند ملک ہے، سپر پاور کے نقطۂ نظر سے امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں کی پالیسی اعتدال کے دائرہ میں ہے اس حد کے اندر رہ کر امریکہ نے افغانستان پر کارپٹ بمباری کی اور نائن الیون کو بہانہ بنا کر ہزاروں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس اعتدال پسندی کا لبادہ اوڑھ کر آپ نے ساری دنیا کی مخالفت اور شدید ترین احتجاج کو نظر انداز کر کے عراق پر حملہ کر دیا اور اب تک صرف سات لاکھ عراقیوں کو ہلاک اور لاکھوں بچوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ بنا دیا گیا۔ اس اعتدال پسندانہ اور رحم لانہ جذبہ سے آپ کی فوجوں نے عراقی شہر فلوجہ اور انبار کو مٹی کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا۔ جہاں کی تباہی ہیروشیما اور ناگاساکی سے کہیں زیادہ ہولناک ہے، لیکن آپ کی حکومت اور میڈیا سب آپ کی تعریف کے گن گا رہے ہیں اور بے گناہ مارے جانے والے افغانیوں اور عراقیوں کو مجرم اور باغی اور دہشت گرد بتا رہے ہیں ایک سو چالیس ملکوں میں آپ کی مسلح افواج آپ کی اعتدال پسندی کو مسلط کرنے کے لیے موجود ہے۔

صدر محترم! آپ کو ایک ایسا مذہبی انسان بتایا جا رہا ہے جو اپنے دن کا آغاز انجیل کی تلاوت سے کرتا ہے اور وہائٹ ہاؤس کے سارے افسران کا اس پروگرام میں شرکت لازمی۔ غیر حاضر رہنے والوں کو نوٹ کیا جاتا ہے آپ کا اپنے خداؤں سے ایسا رابطہ اور قربت ہے کہ انہوں نے ہی آپ کو عراق پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ کیا یہ وہی مسیحیت ہے جس کی بنیادی تعلیم یہ تھی کہ اگر کوئی تمہارے داہنے رخسار پر طمانچہ مارے تو تم اپنا دوسرا رخسار بھی پیش کر دو، لیکن امریکہ اور اس کے تمام مسیحی حلیفوں کا رویہ کیا ہے؟ آپ نے جو پالیسی بنائی ہے اس میں تو حضرت مسیح کی تعلیم کے برعکس آپ نے یہ ہدایت دی ہے کہ اگر کوئی حملہ کا ارادہ بھی کرے تو آگے بڑھ کر اس کو تباہ و برباد کر دو۔ ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ آپ نے اس سینٹ پال کا کردار ادا کیا ہے جس نے پوری مسیحیت کا ڈھانچہ بدل کر رکھ دیا تھا۔ صدیوں پہلے جب یہ مسیحیت فلسطین کی سرزمین سے نکلی اور اس نے رومن امپائر میں قدم رکھا تھا اس وقت سے اس نے اپنی اصلی شخصیت کھو دی تھی۔ یہ سینٹ پال اور قرون وسطیٰ Darkage کی مسیحیت ہے جسکے اندر اس بات کی قطعی صلاحیت نہیں کہ وہ امریکہ جیسے ابھرتے ہوئے دوڑتے ہوئے ملک اور بے تاب تہذیب اور نسل کی رہنمائی کر سکے۔ نہ اس میں جامعیت کا پیغام ہے اور نہ اس میں وہ اخلاقی طاقت ہے جو اس کو لگام دے۔ قرون وسطیٰ کی اس مسیحیت نے انکوائزیشن کے ذریعہ ایک کروڑ بیس لاکھ انسان تہ تیغ کئے، یہ تو (Dark Age) تاریک دور کا منظر تھا جب اس مسیحیت نے نام نہاد تہذیب و ثقافت کا لبادہ اوڑھ لیا تو بجلی کی روشنی میں دو عالمی جنگیں لڑی گئیں انسائیکلو پیڈیا کے مقالہ نگاروں کے مطابق پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) میں مقتولین کی تعداد ساٹھ لاکھ چالیس ہزار اور دوسری جنگ عظیم (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) میں چالیس سے ساٹھ لاکھ انسان مقتول ہوئے اور ہیروشیما اور ناگاساکی جیسے آباد اور بارونق شہر ویران و برباد کر دیئے گئے۔ آخر اس سے انسانیت کو کیا فائدہ ہوا؟ کن ملکوں میں امن و امان کا دور دورہ ہوا۔ اس کے برعکس آپ

جس مذہب اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہیں اس کا حال یہ تھا کہ اس کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں جنگوں کی مجموعی تعداد ستائیس تھی ان سب میں دونوں فریقوں کے مقتولین کی کل تعداد ایک ہزار اٹھارہ تھی اور دس سال کے اندر دو سو چوہتر میل مربع کے اعتبار سے فتوحات کا دائرہ بڑھتا رہا، اس اعتبار سے ہر ماہ مسلمانوں میں ایک شہید اور ہر ماہ ایک سو پچاس دشمن کے قتل کا تناسب رہا، دس سال کے اندر دس لاکھ میل مربع کا علاقہ مسلمانوں کے زیر نگیں آ گیا اور امن وامان تو ایسا قائم ہوا کہ شام وایران کے دور دراز شہروں اور دیہاتوں سے کمزور دنا توں خواتین بغیر کسی محافظ کے حجاز کا سفر کرتیں اور حج کر کے پھر اسی طرح امن وامان کے سایہ تلے واپس اپنے وطن جاتیں، بجز خدا کے انہیں کسی کا خوف نہ ہوتا، جب کہ خود آپ کے ملک کا حال یہ ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد نیویارک اور واشنگٹن جیسے شہروں میں کوئی تنہا شاہراہ عام پر نکلنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ ہر سال پچاس ہزار امریکی اپنے ہی ہم وطنوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں آپ تو اپنے گھر سے خوب واقف ہونگے کہ یہاں جرائم کی پیمائش منٹوں اور سکنڈوں میں کی جاتی ہے۔ آپ نے امریکیوں ہی کو نہیں ساری دنیا کے انسانوں کے بارے میں یہ توقع ظاہر کی ہے کہ آپ کے عہد زریں میں تمام لوگ آزادی کے ساتھ شراب نوشی، جنسی عمل اور ہم جنسی سے لطف اندوز ہوسکیں گے۔ ایک مذہبی انسان ہونے کے باوجود آپ ایسا کہہ رہے ہیں جب کہ ایک سابق صدارتی امیدوار بیوکانن نے The`dethof Thewest میں مغربی دنیا کی جنسی آزادی کو موت کے مترادف قرار دیا ہے کہ اس کی وجہ سے امریکہ اور مغربی ملکوں میں پیدائش کا تناسب گھٹ رہا ہے۔ یہ کیسا امن وامان ہے جو آپ کے ملک میں عنقا ہے۔ آپ ہیں کہ دوسرے ملکوں کو وہشت گردی سے پاک کرنے کے لیے بے چین ومضطرب ہیں۔ آپ ہی کی کتاب بائبل میں لکھا ہے کہ خیرات پہلے اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے۔ آپ سب سے پہلے امن وامان اور خوش حالی کی فکر اپنے ملک کیلئے کریں۔ جہاں ۳۰ فیصدی لوگ خط افلاس سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں صحت اور تعلیم کے بجٹ سے رقمیں کاٹ کر جنگ پر خرچ کی جارہی ہیں۔

صدر محترم! سائنسی دور کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ تجربات اور حقیقت پسندی کا دور ہے، موبائل کے اس عہد میں ہر سکنڈ اور ہر پل کا حساب آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا جاتا ہے۔ آپ کے پڑھے لکھے مشیروں نے یقیناً حساب لگا کر آپ کو بتایا ہوگا کہ عراق کی جنگ پر ہر ماہ ایک ارب ڈالر کی لاگت آرہی ہے اس نقد رقم کے علاوہ دونوں طرف کتنے بے گناہ انسان قتل ہورہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کو اپنے اقدامات پر افسوس ہو رہا ہوگا۔ آپ کے جن مشیروں نے آپ کو جنگ کا مشورہ دیا تھا وہ بھی یکے بادیگرے آپ کو دلدل میں پھنسا کر الگ ہوگئے۔ آپکے سب سے بڑی حامی اخبار نیویارک ٹائمس میں نکولس، ڈی کرسٹوف نے آپکے خلاف جھوٹ بولنے کے بیس دستاویزی ثبوت شائع کیئے ہیں یہ آپ کے بارے میں گھر کے بھیدی کی گواہی ہے ہم غیر مہذب دنیا کے لوگ کیا عرض کر سکتے ہیں، امور مملکت خویش خسرواں دانند۔

اسلامک سنٹر میں کی گئی تقریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ پانچ سال کے تجربات سے آپ نے بہت کچھ سیکھا ہے،

آپکے مشیروں نے بتایا ہوگا کہ عراق کے خلاف جنگی بجٹ میں ہر سال اضافہ ہورہا ہے، ۲۰۰۳ء سے مارچ ۲۰۰۶ء تک اس میں اڑتالیس فیصد اضافہ ہو چکا ہے، پنٹاگن کے سروے کے مطابق عراق میں مقیم ۷۵ فیصد فوجیوں نے عراق سے جلد نکل جانے کی رائے دی ہے، ایک دوسرے سروے میں پنٹاگن نے اعتراف کیا کہ وہ عراق میں جنگ جیت نہیں سکتا، اب وہاں ویتنام کا تجربہ نہ دہرایا جائے آپکے مشہور رسالہ یو۔ایس۔اے ٹوڈے کے نامہ نگار نے امریکی فضائیہ اور امریکی میرینز کے مہیا کردہ اعداد وشمار کے حوالہ سے کہا ہے کہ مارچ ۲۰۰۶ء تک پندرہ ہزار امریکی فوجی مارے گئے۔ ۲۵ ہزار سنگین طور سے زخمی ہوئے، چھبیس ہزار میدان جنگ سے فرار ہوگئے۔ برطانوی فوجوں میں سے بھی بارہ ہزار فوجی راہ فرار اختیار کر چکے ہیں، خاصی تعداد اعصابی امراض میں مبتلا ہے ہر ماہ بارہ سو بم سڑکوں پر پھٹنے کا اوسط ہے، ۲۵ فیصدی فوجی اس بم دھماکہ سے مرتے ہیں۔ اتنی جانی اور مالی قربانیوں کے باوجود ابھی تک عراق پر مکمل قبضہ نہ ہوسکا۔ یہی حال افغانستان میں آپ کی فوجوں کا ہورہا ہے جہاں پانچ سال گزرنے کے باوجود اسامہ بن لادن اور ملا عمر جیسے کمزور اور بے سہارہ انسان کو تلاش کرنے میں آپ ناکام رہے یا یہ بھی امریکی ڈرامہ ہے؟ اس کے بالمقابل آپ نے صلیبی جنگ کی تاریخ میں پڑھا ہوگا کہ یورپی ملکوں کی متحدہ فوجی طاقت کو تن تنہا سلطان صلاح الدین ایوبی نے صرف ایک ماہ کے اندر ایسی شکست دی کہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ان کے اندر دوبارہ عالم اسلام کے خلاف اٹھنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ جب وہ آپ کی قیادت میں اس مقدس جنگ کے لیے اٹھی بھی تو اس کا یہ حشر ہورہا ہے۔ اسلامک سنٹر میں آپ نے جو تاثرات ظاہر کئے ہیں وہ آپ نے سپر پاور کے صدر کی حیثیت سے ظاہر کئے ہیں۔ جس میں رسی کے جلنے کے باوجود اینٹھن کے باقی رہنے کا تاثر ہے، سپر پاور کی حیثیت سے ایسا کرنا بھی ضروری ہے تاکہ بھرم قائم رہے، آپ کو یہ احساس ہوگیا ہے کہ امریکہ کی خوشحالی اور آزادی اور امن وامان داؤں پر لگ گیا ہے۔ اسلئے اس کو دلدل سے نکالنا چاہئے، اس تاثر میں ہم آپ کیساتھ پوری ہمدردی رکھتے ہیں، ہم آپ کو یاد دلانا مناسب سمجھیں گے کہ اسی اسلامک سینٹر واشنگٹن ڈی سی میں آج سے تیس سال پہلے انسانی دنیا کے ایک ممتاز مفکر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے امریکی عقلاء، دانشوروں اور فلسفیوں کے سامنے یہ سوال اٹھایا تھا کہ امریکہ دوسری قوموں پر پانی کی طرح ڈالر خرچ کرتا ہے۔ ان کو غلہ بھی دیتا ہے فوجی مدد بھی فراہم کرتا ہے، مشینری بھی دیتا ہے اس کے باوجود یہ قومیں اس کا احسان کیوں نہیں مانتیں، لوگ اس پر تنقید کرتے اور اس کے خلاف کتابیں لکھتے ہیں۔ اس سے محبت کرنے کے بجائے ہر وقت اس کے زوال کے منتظر رہتے ہیں۔ (اب جبکہ امریکہ پوری دنیا کے مسلمانوں سے جنگ کر رہا ہے تو مسلمان تو بڑی بات ہے کوئی ایسا شخص بھی امریکہ سے محبت کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا جس کے اندر ذرہ برابر بھی انسانیت کی حس ہو)۔

صدر محترم! اس مفکر نے امریکہ کو اس بھنور سے نکالنے کے لیے دو بنیادی چیزوں کی طرف اشارہ کیا تھا، کاش آپ ان پر غور کرتے، انہوں نے ایک بنیادی بات تو یہ کہی کہ امریکہ اور مغربی دنیا نے جس عیسائیت کو اختیار کر رکھا ہے یہ وہ عیسائیت قطعاً نہیں ہے جسکے پیغمبر حضرت عیسیٰ نے پوری دنیا کو امن وامان کی دعوت دی تھی۔ بلکہ اس وقت جس

عیسائیت پر امریکہ گامزن ہے وہ سینٹ پال کی پیدا کی ہوئی ہے اور یہ اس کی ذہانت کا نتیجہ ہے اس کے اندر قطعاً یہ صلاحیت ہی نہیں ہے کہ امریکہ جیسے سرسبز و شاداب اور بے چین و بے تاب اور خدائی نعمتوں سے مالا مال ملک کی رہنمائی کر سکے، امریکہ کے پاس سب کچھ ہے لیکن وہ کتاب الٰہی اور آسمانی تعلیمات سے محروم ہے۔ اس محرومی کی وجہ سے امریکہ کے کسی کام میں خلوص نہیں محبت نہیں، سچی ہمدردی اور انسانیت کے ساتھ غم خواری کا جذبہ نہیں اس کا نتیجہ ہے کہ کھربوں ڈالر جو وہ خرچ کرتا ہے وہ سب ضائع چلا جاتا ہے، اس کے جواب میں اس کو تصنع ملتا ہے، دنیا سازی، دھوکہ بازی اور نفاق مل رہا ہے، امریکہ سے لوگ اس وقت دل سے محبت کر سکتے ہیں جب کہ اس کا رشتہ اسلام سے، نبوت محمدی اور آسمانی تعلیمات اور اسلامی اقدار سے قائم ہو جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو ساری دنیا پر رحمتوں کے دروازے کھل جائیں۔ آج دنیا کی قسمت بدل جائے، جنگوں کے بادل چھٹ جائیں، دلوں سے نفرت دور ہو جائے، انسان انسان بن جائے۔ صدر محترم! آپ نے شاید اسلامی فتوحات کی تاریخ پڑھی ہوگی کہ پچاس سال کے اندر مصر و شام، عراق سے لیکر مراکش تک بسنے والی قومیں نہ صرف مسلمان ہو گئیں بلکہ وہ بخوشی اپنی دو ہزار اور چار ہزار سالہ تہذیب و ثقافت اور زبان سے بھی دستبردار ہو گئیں، آج بھی چودہ سو سال گزرنے کے باوجود ان ملکوں میں عربی زبان کے خلاف کوئی تحریک نہیں چل رہی ہے جب کہ مشرق ملکوں میں انگریزی کے خلاف تحریکیں چل رہی ہیں اور وہ دن دور نہیں جب یہ قومیں یہ جُوا بھی اتار پھینکیں گی۔

صدر محترم! ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کی تقریر دل پذیر کے جواب میں اسلامک سینٹر نے کیا پیغام دیا، اگر اس موقع پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ہوتے تو وہ آپ کو یہ پیغام دیتے جو انہوں نے ہندوستان کے ایک وزیر اعظم کو دیا تھا۔ اس میں انہوں نے مذاہب و تاریخ کے مطالعہ اور تجربات کی روشنی میں کہا تھا کہ:

" آخر میں ایک بات ایک مذہبی انسان اور تاریخ عالم اور سیاسیات قدیم و جدید کے ایک طالب علم و مصنف کی حیثیت سے کہنا چاہوں گا کہ تاریخ و تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ سب سے بڑی سیاست " خلوص " ہے آخر میں اسکی فتح اور اس کے حامل کو کامیابی حاصل ہوتی ہے، یہ وہی ہتھیار ہے جو دشمنوں کو دوست اور دوستوں کو فدائی بناتا ہے اور بالآخر کامیابی دلاتا ہے۔ یہی وہ خلوص ہے جس کا ماں کی مامتا میں، پیغمبروں اور بے لوث درویشوں کی شفقت میں، ملکوں کو آزاد کرانے والوں اور اپنے خاندان اور عزیزوں کو بھول کر ملک و قوم کی خاطر بیگانوں کو ترجیح دینے والوں اور ذاتی و خاندانی سربلندی کے بجائے ملک کی طاقت و عزت کو مقدم رکھنے والوں کی بلند نگاہی میں اظہار ہوا ہے اور اب بھی ہندوستان جیسے عظیم ملک اور مختلف المذاہب اور مختلف الاقوام معاشرہ اور نئے نئے مسائل کا مقابلہ کرنے والے عہد کو یہی " خلوص " بچا سکتا ہے اور ہمیں آپ سے بھی امید ہے۔ ( کاروان زندگی، ۴۵/۵)

فیصلہ تیرا، ترے ہاتھوں میں ہے، دل یا شکم　　(بشکریہ تعمیر حیات)

(آخری قسط) مولانا محمد جسیم الدین قاسمی سیتامڑھی

# انسانی حقوق اسلامی تناظر میں

زندگی اور اس کے تحفظ کا حق: اسلام میں ہر شخص کو خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم یہ حق دیا گیا ہے کہ اس کی جان محفوظ رہے گی لیکن یہ حفاظت اور زندگی کی ضمانت دو شرطوں سے مشروط کردی گئی ہے: اول یہ کہ وہ کسی دوسری جان کو ختم نہ کرے اور دوم یہ کہ وہ زمین میں فساد برپا نہ کرے۔ ان دونوں حرکتوں یا گناہوں کے ارتکاب کے نتیجے میں کسی بھی انسان کو اس کی جان کی حفاظت کی ضمانت نہیں مل سکتی۔ اسی حکم میں مزید دو حقوق کا اعلان کیا گیا اول یہ کہ انفرادی جان کو اسی وقت تک تحفظ فراہم ہے جبتک وہ خود کسی دوسری جان کو ضائع نہیں کرتا، دوسری جان کو ناحق مارنے کا مطلب یہ ہے کہ قاتل اپنی جان کے تحفظ کے حق کو اپنے ہاتھوں سے خود کھودیتا ہے۔ دوم یہ کہ کوئی بھی شخص زمین میں فساد برپا کرنے کا حق نہیں رکھتا کہ ان دونوں صورتوں میں وہ دوسری زندگیوں سے کھلواڑ کرتا ہے اور پورے سماج کی جان خطرہ میں ڈالتا ہے لہذا ہر شخص کو زندگی کی حفاظت کی ضمانت اسی وقت تک اسلام دیتا ہے، جب وہ خود انفرادی جان کو ضائع نہ کرنے اور اجتماعی قتل سے بھی پرہیز کرے۔

جان کی حفاظت کا انسانی حق اگرچہ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کی شریعت کے حوالے سے بیان ہوا ہے مگر وہ سب انسانوں کے لئے اور تمام شریعتوں کے لئے ہے، مولانا مودودی نے اس کی خوبصورت توجیہ یہ کی ہے۔

''چونکہ بنی اسرائیل کے اندر انہی صفات کے آثار پائے جاتے تھے جن کا اظہار آدم علیہ السلام کے اس ظالم بیٹے نے کیا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل نفس سے باز رہنے کی سخت تاکید کی تھی اور اپنے فرمان میں الفاظ لکھے تھے۔''(۱۰)

انسانی حیات کے تحفظ کی ضمانت کا حق قرآن مجید کی دوسری کئی آیت کریمہ سے ثابت ہے اور احادیث نبوی میں بھی۔ مثلاً ایک اور آیت قرآنی ہے: "ولاتقتلوا النفس التی حرم الله إلا بالحق" (۱۱)

اور کسی جان کو جسے اللہ تعالیٰ نے محرم ٹھہرایا ہے ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔

ایک حدیث شریف میں شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ''قتل نفس'' کو قرار دیا گیا ہے۔ (۱۲)

یہ حدیث شریف صاف صراحت کرتی ہے کہ کسی انسان کو ہلاک کرنا گناہ عظیم ہے خواہ وہ کسی کی بھی ہو۔

اسلام میں جان اور اس کے تحفظ کے بنیادی انسانی حق کو عالم گیر اور آفاقی قرار دیا گیا ہے موجودہ دنیاوی قوانین و دساتیر میں یہ دونوں انسانی حقوق صرف ایک ریاست یا مملکت کے شہریوں کو ہی ملتے ہیں، لیکن اسلام نے تمام

انسانوں کو بلالحاظ ملت و مذہب اور بلاتفریق رنگ ونسل یہ دونوں حقوق عطا کئے ہیں' اسی طرح موجودہ عہد کے انسانی حقوق کے تمام اعلانات ومعاہدات صرف ایک فرد کے نقطۂ نظر سے اس حق حیات کی بات کہتے ہیں' جب کہ اسلام افراد اور اجتماع' نفوس اور معاشرہ' انسان اور سماج دونوں لحاظ سے ضمانت فراہم کرتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں کہ وہ افراد کے درمیان زندگی کے تحفظ کا حقوق مہیا کرتا ہے۔ بلکہ ان کے اور سماج کے مجموعی اور اجتماعی حقوق کے درمیان بھی توازن و اعتدال برقرار رکھتا ہے' اسکے نتیجے میں نہ صرف افراد یا کسی خاص معاشرہ کو زندگی کا تحفظ ملتا ہے' بلکہ پوری انسانی زندگی یا بنی نوع انسان کی زندگی کو تحفظ کی ضمانت حاصل ہوتی ہے۔ (۱۳)

انسانی حیات کے تقدس واحترام کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جاسکتا ہے کہ کسی بھی شخص کو خواہ وہ مریض یا مجرم کیوں نہ ہو' اپنی جان لینے کا حق حاصل نہیں' جان کی حفاظت ہرانسان پر واجب ہے' وہ اسے بلاوجہ ہلاکت میں ڈالنے کا مجاز نہیں۔

مسلمانوں اور تمام انسانوں کے علاوہ اسلام نے زندگی کا حق اور اس کے تحفظ کا حق ملزموں اور مجرموں کو بھی دیا ہے' اسلامی قانون انصاف کا تقاضہ ہے کہ جب تک کسی پر الزام رہے اور اس کا جرم ثابت نہ ہو جائے اس کو نہ سزا دی جاسکتی ہے اور نہ اس کی جان لی جاسکتی ہے۔

زندگی اور اس کے تحفظ کے جن حقوق ی ضمانت اسلام نے فراہم کی ہے اگر ان کا موازنہ موجودہ حقوق انسانی کی دستاویز سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی حقوق انسانی کی بنیاد سب کی خیر اور فلاح عام کے آدرش پر رکھی گئی ہے وہ آدرش جو انسانی بہبود کی ضمانت دیتا اور اجتماعی عدل وانصاف کو بہ روئے کار لاتا ہے۔

## اسلام اور آزادی:

قانون فطرت ہے کہ تمام انسانوں کو آزاد پیدا کیا گیا ہے' اسلام نے ان کو فطرت پر پیدا کئے جانے کی جو حقیقت قرآن کریم اور حدیث نبوی کے حوالے سے بیان کی ہے اس سے بھی ان کے آزاد پیدا ہونے اور آزاد رہنے کے حقوق معلوم ہوتے ہیں۔ قرآں کریم کی بے شمار آیات کریمہ انسان کے حق آزادی کا ذکر صراحت کے ساتھ یا مضمر انداز میں اس کی تخلیق کے حوالے سے کرتی ہیں' اسی طرح احادیث نبویؐ میں سب سے اہم وہ فرمان ہے جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن اس شخص کے خلاف مدعی اور وکیل استغاثہ ہوں گے جو آزاد انسانوں کو غلام بناتا' ان کی خرید وفروخت کرتا اور اس سے روزی کھاتا ہے۔ (۱۴)

حضرت عمرؓ کا مشہور مقولہ ہے کہ تمام لوگ آزاد پیدا ہوئے ہیں اور تم نے ان کو غلام کیسے بنالیا۔ شخصی آزادی کا اہم پہلو یہ ہے کہ کسی بھی شخص کو خواہ وہ مسلمان ہو۔ یا غیر مسلم محض شبہ کی بنیاد پر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ حالات وقرائن یا ثبوت اگر ارتکاب جرم کی نشاندہی کریں تو ایسے شخص کو گرفتار کر کے فوراً قاضی/عدالت میں پیش کرنا ضروری ہے' پھر

عدالت اور قاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ جلد از جلد اس کے مقدمہ کا فیصلہ صادر کریں' بلاثبوت جرم کسی شخص کو اس کی شخصی آزادی سے محروم نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کو سزا دی جا سکتی ہے۔

شخصی آزادی کا ایک نادر و نایاب حق جو اسلام تمام انسانوں کو بلا تفریق مذہب و ملت عطا کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے فعل اپنے جرم کا ذمہ دار ہوتا ہے' کسی شخص کو اس کے والدین' بھائی بہن یا دوسرے متعلقین کے کیئے پر نہیں پکڑا جا سکتا یہ حق قرآنی آیت کریمہ: ولا تزر وازرة وزر اخرى "[۱۵] اور کوئی شخص دوسرے (کے گناہوں) کا بوجھ (اپنے اوپر) نہیں لے گا۔

اس کے علاوہ متعدد آیات مقدسہ اور احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے' یہ بہت جامع اور مانع اسلامی اصول اور حق انسانی ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں ہر قسم کی کارکردگی پر حاوی ہے' پورے اسلامی دور حکمرانی میں بھی یہ حق تمام انسانوں کو برابر حاصل رہا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کسی کے جرم کی سزا کسی دوسرے بے خطا کو دی گئی' جب کہ آج کے دور میں تقریباً مسلمہ اصول کہ مجرم کے کیئے کی یا محض ملزم پر شبہ کی پاداش میں سزا اس کے متعلقین کو دی جاتی ہے۔

موجودہ دور کی حکومتی کارروائیوں سے اور انسانی حقوق کی دہائیوں سے اگر اسلامی حقوق انسانی کا موازنہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ آج کی مہذب و متمدن اور تعلیم یافتہ اقوام کس طرح انسانی حقوق پامال کر رہی ہیں' ہندوستان میں سیاہ قانون ٹاڈا' اس کے بعد پوٹا اس کی ایک بدترین مثال ہے جسے خاص کر مسلم اقلیت کے خلاف استعمال کر کے انسانی حقوق ہی کو نہیں انسانیت کو پامال کیا گیا۔

**عزت و آبرو کے تحفظ کا حق:**

شخصی آزادی اور زندگی کے تحفظ کے حقوق سے عزت و آبرو کے تحفظ کا حق نکلتا ہے' ایک طرح یہ اول الذکر کی توسیع ہے' اسلام ہر شخص کو چاہے وہ مرد ہو' یا عورت یا بچہ' مسلم ہو' یا غیر مسلم یہ حق عطا کرتا ہے کہ اس کی عزت و آبرو پر کیچڑ نہیں اچھالی جائے گی' اسی لئے اسلام نے بہتان تراشی اور الزام طرازی کو حرام قرار دیا ہے اور اس کے مجرموں کے لئے سخت سزائیں مقرر کی ہیں' الزام تراشی کا سرچشمہ دراصل استہزاء' بے جا مذاق اور تحقیر کے دھاروں سے پھوٹتا ہے' اس لئے اسلام نے مسلمانوں کو خاص کر اور ان کے ذریعے دوسرے انسانوں کو بالعموم یہ حکم دیا ہے کہ وہ چغل خوری' استہزاء' طنز و تعریض سے پرہیز کریں اور کسی پر الزام نہ لگائیں' کسی کے پیٹھ پیچھے اس کا ایسا ذکر نہ کریں جو اگر اس کے سامنے کیا جاتا تو اس کو ناگوار گزرتا۔[۱۶] ایک غلط فہمی آج یہ پیدا ہو گئی ہے کہ عزت و آبرو محفوظ رکھنے کے حق کو عام طور سے عورتوں کے لئے خاص کر دیا جاتا ہے' غالباً اس کا سبب یہ سماجی عدم توازن ہے کہ عورت پر اس کے کمزور ہونے کے سبب زیادہ آسانی اور تیزی سے الزام لگایا جا سکتا ہے' ورنہ اسلام نے مرد اور عورت کی عزت و آبرو کے تحفظ کے حق میں کوئی فرق روا نہیں رکھا ہے یہ حق سبھی کو حاصل ہے حتیٰ کہ غیر مسلم کو بھی۔

موجودہ مغربی انسانی حقوق کے تصور کے مطابق توہین یا ہتک عزت کا الزام ثابت کرنے کی ذمہ داری اس شخص پر ڈالی گئی ہے، جس کی عزت و آبرو پر کیچڑ اچھالی گئی اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے ''صاحب عزت'' اور آبرومند ہونے کا ثبوت و شہادت فراہم کرے۔ اسلام نے مجرم کو ذمہ دار بنایا ہے کہ وہ اپنی بے گناہی ثابت کرے، ہتک عزت کے شکار کو نہیں۔ اسلام بنیادی طور سے ہر شخص کو صاحب عزت و آبرو سمجھتا ہے جبکہ مغربی تصور میں شرافت و نجابت کا معیار اس کا سماجی وقار ہوتا ہے۔

## عقیدہ و اظہار کی آزادی:

شخصی آزادی کے منجملہ دوسرے حقوق میں سے ایک عقیدہ کی آزادی ہے، یہ بہت وسیع تصور اور جامع حق ہے، اس میں مذہب و مسلک، سیاسی فکر، فقہی رائے، عقلی استدلال، علمی نظر، تحقیقی و تصنیفی طرز عمل غرض یہ کہ ہر طرح کے عقیدہ کی آزادی شامل ہے۔

دنیا میں اسلام ہی وہ واحد دین اور نظام حیات ہے جو تمام انسانوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ جو چاہے مذہب اختیار کریں، جو چاہے مسلک اپنائیں، جو چاہے فقہ اختیار کریں، اور جس فکر و نظر کو پسند کریں اس کو اپنا لیں۔ یہاں تک کہ وہ ایسا نظام حیات اور سیاسی و مذہبی عقیدہ اختیار کر سکتے ہیں۔ جو اسلامی نظریہ حیات کے قطعی مخالف ہو۔ دنیا کا کوئی دوسرا نظام ایسے عقیدہ اور فکر کی آزادی عطا نہیں کرتا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: "لا اکراہ فی الدین" (۱۷)

کسی کو دین اسلام میں داخل کرنے کے لئے زور زبردستی کی اجازت نہیں۔

جس طرح اسلام دل و دماغ میں عقیدہ و فکر و نظر رکھنے کی اجازت دیتا ہے اسی طرح ہر شخص کو اسی کے عقیدہ اور مسلک و فکر کے مطابق اس کے اظہار اور اس پر عمل کی آزادی کا حق بھی عطا کرتا ہے مسلم ہو یا غیر مسلم ہر شخص کو آزادی ہے کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات، مسلکی افکار، فقہی آراء اور سیاسی و سماجی نظریات وغیرہ کا اعلان و اظہار کرے۔

اسلام کے اس حکیمانہ تصور حقوق کا اثر تھا کہ تمام اسلامی یا مسلم ادوار میں کوئی بھی شخص، طبقہ یا گروہ ایسا نظر نہیں آتا جن پر ان کے خیالات و نظریات کے سبب پابندی لگائی گئی ہو اور ان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ہو، خواہ وہ شیعہ ہوں یا خوارج، معتزلہ، جبریہ، قدریہ اور مرجیہ جیسے مسلم فرقے رہے ہوں یا عیسائی، یہودی، زرتشی، مجوسی، ہندو، جینی، بدھ مت اور قبط وغیرہ غیر اسلامی طبقات رہے ہوں۔ (۱۸)

اظہار فکر و اعلان عقیدہ کے ضمن میں اسلام نے ایک اصول یہ بنا دیا ہے کہ وہ معروف ہو، منکر نہ ہو، مگر دو قسم کی پابندی بھی عائد کی ہے: ایک یہ کہ ایسے عقائد و افکار کا اظہار نہ کیا جائے جن سے انسانی سماج میں انتشار و اضطراب پیدا ہو اور دوسرے یہ کہ عام اخلاق اور اخلاقیات انسانی پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔

## قانون کی نظر میں مساوات کا حق:

ایک لحاظ سے یہ حق انسانی شخصی آزادی کے حق کا حصہ نظر آتا ہے اور دوسرے اعتبار سے انسانی برابری کے تصور کا نتیجہ اسلام نے انسانی مساوات کا تصور بہت سی قرآنی آیات اور نبوی احادیث میں واضح کیا ہے' کہیں یہ کہا ہے کہ تمام انسان ایک انسان کی اولاد ہیں اور وہ حضرت انسان مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ (۱۹)
کہیں فرمایا وہ ایک ماں باپ کی اولاد ہیں' کہیں انسانی مساوات کا تعلق ایک اللہ کی عیال' مخلوق' کنبہ وغیرہ سے جوڑا' کہیں مخلوقات الٰہی کے اجتماعی تصور سے ایک جگہ فرمایا کہ ''کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر' نہ کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر اور نہ کسی سیاہ فام کو سفید فام پر۔ (بلندی) صرف تقوے سے ہے۔'' (۲۰) کہیں خاندان کی فضیلت کی نفی کی اور کہیں پیدائشی برتری اور نسبی تفوق کی' ان تمام احکام و فرامین کا ایک ہی مقصد ہے کہ تمام انسانوں کی بطور انسان برابری اور مساوات قائم کی جائے۔

ظاہر ہے کہ جب تمام انسان اپنی پیدائش' اپنی خلقت اور اپنی بشریت کے سبب مساوی ہیں تو ان کو تمام قانونی اختیارات وحقوق بھی برابر حاصل ہیں' اسلام نے تمام انسانوں کو قانون کی نگاہ میں یکساں اور برابر قرار دیا ہے۔ رنگ و نسل' علاقہ وقبیلہ' تہذیب وتمدن' فکر وعقیدہ حتیٰ کہ دین و مذہب کی بناء پر ان میں فرق نہیں کیا' اسی لئے اسلامی قانون فوجداری اور شہری دونوں میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں پائی جاتی' اس سے بڑھ کر یہ تصور وفکر ہے کہ حکمرانوں کو بھی قانون سے بالاتر کوئی حق حاصل نہیں۔ یعنی اسلامی حکومت میں سب سے بڑا انسانی حکمران خلیفہ بھی اور اس کے تمام کارندے اور عمال بھی قانون کی نظر میں یکساں اور برابر ہیں اور اگر وہ کسی شخص کے ساتھ ظلم و جبر کریں تو ان کے خلاف فریاد کی جاسکتی ہے۔ اور ان کو قانون کا کٹہرے میں کھڑا کیا جاسکتا ہے۔ قانونی فکر اور دستوری دفعہ کے لحاظ سے اسلامی ریاست کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خلیفہ سے لے کر کسی بھی معمولی کارکن حکومت تک کے خلاف قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کرسکتا ہے اور اسے اس حق سے کوئی نہیں روک سکتا۔

قانون کی نگاہ میں تمام انسانوں کی برابری کا تصور اور اس کے مطابق عمل دراصل اسلامی نظریہ عدل و انصاف سے وجود میں آیا' قرآن مجید کی متعدد آیات شریفہ اور رسول اکرم ﷺ کی بہت سی احادیث بلاکسی ابہام کے یہ واضح کرتی ہیں کہ تمام انسانوں کے لئے عدل وانصاف کے دروازے کھلے ہیں اسلام نہ تو کسی پر ظلم کرنے کا حق دیتا ہے اور نہ اسے روا رکھتا ہے' یہاں تک کہ مظلوم کے لئے خاص کر تمام انسانی معاشرہ کے لئے بالعموم یہ اصول بتایا کہ ظلم کو کسی حال میں برداشت نہ کریں۔ اس سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ اپنے ظالم اور مظلوم بھائی کی مدد کرو' ظالم کی اس طرح سے کہ اس کو ظلم سے روک دو اور مظلوم کی اس طرح کہ اس پر ظلم نہ ہونے دو اور اگر اس کا ارتکاب ہو جائے تو اس کی دادرسی کرو۔ (۲۱)

## بنیادی ضروریات کا حق:

جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے ہر انسان کو بعض بنیادی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے جسے عام طور سے بنیادی ضروریات کا حق کہا جاتا ہے اور تمام مادی افکار و تصورات کے مطابق ان کو چند مادی آسائشوں تک محدود کر دیا جاتا ہے اور تمام روحانی' اخلاقی' اور قلبی ضروریات کو خاطر میں نہیں لایا جاتا۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے' اس لئے وہ جسمانی مادی ضروریات کے پہلو بہ پہلو روحانی اور اخلاقی ضروریات کا بھی برابر لحاظ کرتا ہے۔ چونکہ ان دونوں قسم کی ضروریات میں عدم توازن سے انسانی شخصیت میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے اور جب فرد و شخص کی فطرت متاثر ہو جاتی ہے تو پورا انسانی سماج اس سے متاثر و بیمار ہو جاتا ہے۔

یورپ کی جمعیۃ الامام البخاری کے صدر اور تحقیقات اسلامی کے استاذ اور اسلامی دانشور ڈاکٹر یوسف القطانی نے اپنے حالیہ خطبہ میں یہ بیان دیا ہے کہ:

''اسلام کے اقتصادی حقوق کا سرچشمہ اسی نظام (انسانوں کے اقتصادی حقوق) سے پھوٹا ہے' جو دنیا کے گزشتہ اور آئندہ نظام ہائے زندگی کے درمیان بے مثال اور یکتا تصور کیا جاتا ہے' اور جس کے ہم پلہ افراد انسانی کے فوز وفلاح کو بہ روئے کار لانے کے لئے کوئی نظام نہیں' اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ وہ انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے اور اسے ایک اہم انسانی حقوق تسلیم کرتے ہوئے بھرپور تحفظ فراہم کرتا ہے' اسلام مال کی حصولیابی کے لئے افراد انسانی کے لئے راہیں ہموار کرتا ہے' عمل کے حوالے سے اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے' اور ہر شخص کو اس کے تگ و دو اور کد و کاوش کا بدلہ دیتا ہے۔''[۲۲]

## روحانی ضروریات کی تسکین کا حق:

عام طور سے انسانی حقوق کی فہرست میں انسانوں کی روحانی ضرورتوں کی فراہمی کے حق کو شامل نہیں کیا جاتا' مگر فطرت انسانی اور طبیعت بشری کا تقاضہ ہے کہ ان کو بھی مادی ضروریات کی فراہمی کے حق کے ساتھ شامل کیا جائے بلکہ ان کو بسا اوقات زیادہ اہم درجہ اور زور دیا جائے' کیونکہ مادی ضروریات کی تکمیل کے بعد بھی انسان روحانی طور سے ضرورت مندرہ جاتا ہے۔ بہرکیف اس سے تو کسی صاحب نظر کو انکار نہیں ہو سکتا کہ مادہ و جسم کے ساتھ روح و قلب کی ضرورتیں بھی لگی رہتی ہیں اور ان کی تسکین و تکمیل بھی ضروری ہے۔

اسلام نے دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے ذریعہ تمام انسانوں کی روحانی ضروریات کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا' اس کے لئے مسلمانوں پر ذمہ داری عائد کی کہ وہ تمام انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچائیں اور ان کو اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور کریں اور اگر پوری امت اسلامیہ اس فریضہ کو انجام نہ دے تو کم از کم ایک جماعت یہ کام ضرور انجام دے ارشاد ربانی ہے: "ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير يأمرون بالمعروف

وینھون عن المنکر "(۲۳)

یہ آیت عام ہے اس سے مسلمانوں پر غیر مسلموں کا یہ حق ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں سے اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ یہ دراصل غیر مسلموں کا مسلمانوں پر روحانی حق ہے۔ اس لئے تحریر و تقریر، کتاب و مقالہ، زبانی اور عملی ہر لحاظ سے مسلمان اپنے برادران وطن کی روحانی ضروریات کی تکمیل کریں اور پورے عالم انسانی تک یہ پیغام حق پہنچائیں۔

اسی طرح نومسلموں اور دوسرے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا حق ہے جو بحیثیت مجموعی امت اسلامی پر اور اسلامی حکومت پر بالخصوص اور علماء و اہل علم و فضل پر بالعموم عائد ہوتا ہے۔ اہل حق اپنے اس حق کی ادائیگی کے طالب ہو سکتے ہیں اور جن کی ذمہ داری ہے ان کو لازمی طور سے یہ حق ادا کرنا پڑے گا، وہ اپنے اس فریضہ کی ادائیگی سے انکار یا کوتاہی نہیں کر سکتے ورنہ کتمان علم اور فرائض سے غفلت و کوتاہی کے مجرم ہوں گے اور اسکا نتیجہ برا ہوگا۔ خشکی اور تری میں بداخلاقی و بدعنوانی کا سیلاب ٹوٹ پڑے گا۔ جس کی زد سے چھوٹا بڑا، امیر و غریب ہندو مسلم کوئی نہیں بچ سکے گا۔ ارشاد ربانی ہے: واتقوا فتنة لاتصيبن الذين ظلموا منكم خاصة (۲۴)

__بنیادی نکات:__

گزشتہ صفحات میں جو بحث انسانی حقوق پر اسلام کے حوالے سے آئی ہے وہ بذات خود واضح ہے، مگر بعض اہم نکات کی طرف ایک نگاہ ڈالنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

۱) اسلام کے عطا کردہ انسانی حقوق کے باب میں اولین نکتہ یہ ہے کہ وہ حکیم و دانا اللہ رب العزت کے عطا کردہ ہیں، جبکہ موجودہ دور میں انسانی حقوق انسانی تہذیب و تمدن کے ایک خاص ارتقاء اور ایک حد تک مغربی افکار کی دین ہیں، ان دونوں میں وہی فرق ہے جو ایک حکیم و رحیم مالک کل عطا میں اور ناقص انسانی کی کوتاہ فکر میں ہوتا ہے۔

۲) اسلامی انسانی حقوق انسان کی فطرت کے عین مطابق ہیں اور ان مین اس کی پوری رعایت رکھی گئی ہے جب کہ عصری انسانی حقوق میں انسانی فطرت کا کامل لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔

۳) اللہ تعالی کے عطا کردہ حقوق انسانی ایک فرد و شخص کی پوری زندگی کے تمام گوشوں اور زاویوں کا احاطہ کرتے ہیں، جبکہ مغربی حقوق انسانی صرف چند شعبوں سے سروکار رکھتے ہیں۔

۴) اسلام کے انسانی حقوق کا دائرہ بہت وسیع ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ انسانی حیات کے تمام گوشوں کے علاوہ اس کا تمام حصوں پر حاوی ہیں، دراصل اسلام میں تمام قسم کے حقوق انسانی حقوق کے دائرہ کار میں آتے ہیں، کیوں کہ اللہ تعالی نے مذہب و دین، رنگ و نسل، خاندان و نسب، رشتہ و قرابت علاقہ و ملک اور دوسری تمام بنیادوں کو اسلامی انسانی حقوق کی تشکیل میں سامنے رکھا ہے۔

۵) تاثیر کے لحاظ سے بھی اسلام کے انسانی حقوق کو قانونی دستوری اور دینی واخلاقی دونوں طرح کی اہمیت و حیثیت حاصل ہے کہ اگر فرد، گروہ یا حکومت ان کے خلاف ورزی کرے تو نہ صرف مجرم کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے، بلکہ وہ اللہ کے یہاں گناہ گار اور دنیا و آخرت میں سزائے الٰہی کا مستحق ہوگا۔

۶) اسلام کے انسانی حقوق کی اہم ترین خصوصیت اور صفت یہ ہے کہ وہ آفاقی بھی ہیں اور ابدی بھی، بلکہ ازلی بھی؛ جس دن سے یہ دنیا اور انسان وجود میں آیا ہے، اسے یہ حقوق بلا مطالبہ عطا کردیئے گئے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے عطا کردیئے گئے ان میں قیامت تک کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے۔

۷) آفاقیت کے نقطہ نظر سے اسلام تمام انسانوں کو ان کی انسانیت کے رشتہ و تعلق سے انسانی حقوق عطا کرتا ہے، وہ مسلم، غیر مسلم، علاقہ وطن، رنگ و نسل غرض یہ کہ کسی قسم کی تفریق نہیں کرتا جبکہ مغربی حقوق صرف اپنی قوم ملک یا علاقے و مفاد کے تحت صرف اپنے لوگوں کو یہ حقوق عطا کرتے ہیں، پھر مغرب و مغربی دنیا کا ہر ملک اپنے مفادات کے تحت صرف اپنے شہریوں کو حقوق عطا کرتا ہے اور وہی حقوق دوسرے لوگوں یا انسانوں کو نہیں دیتا، مثال کے طور پر عظیم برطانیہ عظیم تر امریکہ اور دوسرے یوروپی ممالک آئرلینڈ، اسرائیل و فلسطین، بوسنیا، افغانستان اور دوسرے تمام تیسری دنیا کے ممالک کے ساتھ یہی رویہ اور پالیسی اپناتے ہیں۔ وہ جمہوریت کے دعویدار ہیں لیکن الجیریا میں جمہوریت کو کچل دیتے ہیں ان کے اپنے بنائے ہوئے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی مثالیں ہزار ہا دفتر میں نہیں سماسکتیں۔

۸) اس دوغلی پالیسی یا منافقانہ حکمت عملی کا سبب محض یہ ہے کہ ہر مغربی ملک کو محض اپنے مفادات عزیز ہیں، چونکہ مغربی دنیا کے تمام ممالک مجرموں کے ٹولے ہیں، اس لئے وہ ایک دوسرے کی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا نہ صرف یہ کہ نوٹس نہیں لیتے بلکہ ایک دوسرے کے سیاہ کرتوتوں کی تائید کرتے ہیں، جبکہ اسلام کے انسانی حقوق سب کے خیر اور تمام کی بہبود اور انسانی فلاح کے تصور و آدرش پر قائم ہیں۔ اور سب کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔

۹) اسلامی انسانی حقوق کی بنیاد چونکہ "خیر الکل" اور "فلاح عام" پر رکھی گئی ہے، اس لئے وہ ہر انسانی سماج کے تمام افراد، تمام طبقات اور تمام حکومتوں کی فلاح و بہبود کا خیال کرتے ہیں، پھر وہ کسی انسانی سماج میں طبقاتی تقسیم اور اونچ، نیچ کا لحاظ نہیں کرتے۔

۱۰) جامعیت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اسلام کے عطا کردہ انسانی حقوق محض افراد و اشخاص کے لحاظ سے نہیں بناتے ہیں، ان میں افراد و طبقات اور سماج و حکومت سب کی رعایت رکھی گئی ہے اور ان کے باہمی اشتراک اور آپسی تعلق کا بھی لحاظ کیا گیا ہے۔

اس مختصر مقالہ میں انہیں بنیادی خصوصیات اور امتیازی صفات پر اکتفاء کی جاتی ہے ورنہ سچ تو یہ ہے کہ یہ موضوع ایک پوری کتاب کا مطالبہ و تقاضا کرتا ہے۔

# حـــوالــــــه جــــات


۱۔ صلاح الدین، سید، بنیادی حقوق، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، ۱۹۸۹ء، ۲۲

۲۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، انسان کے بنیادی حقوق، مرکزی مکتبہ اسلامی ۱۹۹۳ء، ۵

۳۔ صلاح الدین، سید، بنیادی حقوق، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی ۱۹۸۹، ۹

۴۔ محوالہ بالا ۵۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری م ۲۵۶ھ الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ وسننہ وایامہ باب فضل الفقراء۔

۶۔ مسلم: ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیساپوری م ۲۶۱ھ صحیح مسلم باب فضل الضعفاء۔

۷۔ نووی: ۸۔ ابوداؤد: ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی، م ۲۷۵ھ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب المواخاۃ۔

۹۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی ۲۷۹ھ جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی الساعی علی الارملۃ

۱۰۔ مودودی: سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، اشاعت بارسوم

۱۱۔ سورۃ الانعام: ۱۵۱

۱۲۔ بخاری: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری م ۲۵۶ھ الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ وسننہ ایامہ

۱۳۔ کتاب الدیات، باب قول اللہ ومن احیاہا۔

۱۴۔ سہ روزہ ''دعوت'' کا خصوصی شمارہ ''انسانی حقوق'' شمارہ ۶۷ جلد ۴۳، ۱۹۹۵

۱۵۔ ملا علی قاری: مرقاۃ المفاتیح ۸/۸۹ ۱۶۔ سورۃ الانعام ۔۱۶۴

۱۷۔ خطیب التبریزی: ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی: مشکاۃ المصابیح، مطبع اصح المطابع فی بلدۃ لکناؤ۔

۱۸۔ سورۃ البقرہ: ۲۵۶

۱۹۔ صدیقی: محمد یاسین مظہر پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ دعوت ''حقوق انسانی'' شمارہ ۶۷ جلد ۴۳، ۱۹۹۵ء

۲۰۔ بیہقی: ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی م ۴۵۸ء السنن الکبریٰ ۲۱۔ بخاری و مسلم

۲۲۔ مسلم۔ ۲۳۔ الدعوۃ: العدد ۱۹۳۶/۱۱ صفر ۱۴۲۵ھ رئیس التحریر الدکتور ماجد بن محمد الماجد

۲۴۔ سورہ آل عمران: ۱۰۴ ۲۵۔ سورۃ الانفال ۲۵

۲۶۔ مفتی: اختر امام عادل، حقوق انسانی کا عالمی منشور ۲۰۰۳ء، ۶۸

پیش کنندہ:

جناب اکرام اللہ شاہد

سابق ڈپٹی اسپیکر سرحد اسمبلی

# لندن کی اے پی سی کانفرنس میں جمعیۃ علماء اسلام کی پیش کردہ تجاویز

۷۔۸ر جولائی ۲۰۰۷ء لندن میں جناب نواز شریف صاحب کی بلائی گئی آل پارٹیز کانفرنس میں جناب مولانا سمیع الحق صاحب سربراہ جمعیت علماء اسلام٬ دعوت کے باوجود شرکت نہ کر سکے کیونکہ برطانوی حکومت نے ان کے ویزہ کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ آپ کے خیالات مغربی ممالک اور پالیسیوں کے بارہ میں ناقابل برداشت ہیں اور آپ کی برطانیہ میں آمد سے امن عامہ میں خلل پڑ سکتا ہے۔ چنانچہ مولانا سمیع الحق کی خواہش پر مولانا اسد تھانوی٬ صدر جمعیۃ علماء اسلام سندھ اور جناب اکرام اللہ شاہد ایم پی اے سابق ڈپٹی سپیکر سرحد اسمبلی نے کانفرنس میں شریک ہوکر جمعیۃ اور مولانا مدظلہ کی نمائندگی کی اس موقع پر جناب اکرام اللہ شاہد نے جمعیۃ (س) کی طرف سے بعض ٹھوس تجاویز پیش کیں اور انہیں اعلامیہ میں شامل کرنے پر ضرور دیا۔ مگر اعلامیہ میں پیش کردہ ان اہم امور کو شامل نہیں کیا گیا تاہم جمعیۃ نے اس موقع پر اپنا فرض ادا کیا۔.................(ادارہ)

---

محترم جناب ظفر اقبال جھگڑا صاحب۔ سیکرٹری جنرل مسلم لیگ (ن)

السلام علیکم!　　　میں بصد احترام اپنے اور اپنی پارٹی جمعیت علماء اسلام (س) کی طرف سے مندرجہ بالا تجاویز اور قرارداد پیش کرتا ہوں۔ استدعا ہے کہ اس کو APC کے اعلامیہ میں جگہ دی جائے گی۔ بصورت دیگر ہماری پارٹی APC کے اعلامیہ پر دستخط کرنے کی پابند نہیں ہوگی۔　والسلام :　(اکرام اللہ شاہد) ۸ر جولائی ۲۰۰۷ء

## تجاویز : منجانب جمعیت علماء اسلام (س)

ہم APC کے سات نکاتی ایجنڈے سے اتفاق اور تائید کرتے ہوئے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کرتے ہیں۔

(۱)　آئین کے آرٹیکل 6 کے مدنظر آئندہ کے لئے فوجی آمریت کا راستہ روکنے کے لئے ٹھوس تجاویز مرتب کئے جائیں۔ کیونکہ آرٹیکل 6 کے باوجود 1973ء کے بعد ملک پر دو دفعہ فوجی امریت مسلط ہوئی۔

(۲) اس وقت پاکستان کے نظریاتی اور جغرافیائی سرحدات پر بیرونی مداخلت آئے روز کا معمول بن گیا ہے باجوڑ، وزیرستان، اور قبائلی علاقوں میں بیرونی مداخلت اس کا بین ثبوت ہے، جو کہ ہماری موجودہ خارجہ پالیسی کے ثمرات ہیں۔ APC ایجنڈا میں خارجہ پالیسی کے تسلسل یا اس پر نظر ثانی کرنے اور ایک آزاد خارجہ پالیسی کے بارے میں کوئی بات شامل نہیں ہے۔ APC کے مشترکہ اعلان میں خارجہ پالیسی کے بارے میں مکمل وضاحت کی ضرورت ہے۔

(۳) آئین میں یہ بات شامل ہے کہ ملک میں قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ اور جو قوانین شریعت کے منافی ہیں۔ آئین کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالا جائے گا۔ جبکہ اس وقت ملک میں موجود نافذ العمل اسلامی قوانین بالخصوص توہین رسالت کے قانون کو منسوخ کرنے اور اس میں اپنی مرضی کے ترامیم کرنے کے لئے سازشیں اور کوششیں کی جارہی ہیں۔ لہذا APC کے اعلامیہ میں واضح کیا جائے کہ ملک میں موجود نافذ العمل قوانین بالخصوص توہین رسالت کے قانون کو نہیں چھیڑا جائے گا۔ بلکہ اس کی بھرپور حفاظت کی جائے گی۔

(۴) APC کے ایجنڈا میں صوبائی خود مختاری اور صوبوں کے دیگر مسائل کے بارے میں کوئی بات شامل نہیں۔ لہذا APC کے اعلامیہ میں یہ بات واضح کی جائے کہ آئین کے مطابق صوبوں کو مکمل صوبائی خود مختاری دی جائے گی۔ آئین کے مطابق صوبوں کے درمیان وسائل کی تقسیم NFC ایوارڈ اور اے این بی قاضی فارمولا کے مطابق صوبہ سرحد کو بجلی کی رائلٹی دی جائے گی اور فیڈرل لیجسلیٹو لسٹ پر نظر ثانی کی جائے گی۔

(۵) کشمیر کا مسئلہ کشمیریوں کے حق خودارادیت اور اقوام متحدہ کے قراردادوں کے مطابق حل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

(۶) سلمان رشدی، ملعون کے بارے میں مندرجہ ذیل قرارداد کو پابند کیا جائے۔

## قرارداد:

آل پارٹیز کانفرنس لندن کا یہ اجلاس برطانوی حکومت کی طرف سے گستاخ رسول سلمان رشدی کو ''سر'' کا خطاب دینے کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے اس پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے، برطانوی حکومت کے اس اقدام سے سوا ارب مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے، یہ اقدام تہذیبوں کے درمیان تصادم کی راہ ہموار کرنے کی کوشش ہے۔ لہذا یہ کانفرنس برطانیہ کی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے، کہ شاتم رسول سلمان رشدی سے ''سر'' کا خطاب فوری طور پر واپس لیا جائے تاکہ بین المذاہب یکجہتی کو جو اس وقت دنیا میں امن وترقی کے لئے انتہائی ضروری ہے کو پہنچنے والے نقصان اور مسلمانوں کی دل آزاری کا ازالہ ہو سکے۔

جناب عنایت اللہ گوھاٹی

# پختون معاشرہ میں جرگہ کی اہمیت اور اس کا پس منظر

جرگہ زمانہ قدیم سے پختونوں کی عظیم روایت چلی آرہی ہے۔ یہ پختونوں کا سپریم مصالحتی ادارہ ہوتا ہے جو کہ فریقین کے درمیان کسی بھی نوعیت کے تنازعے کا منصفانہ اور فریقین کو قابلِ قبول حل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جرگہ کسی گاؤں یا علاقے کا معزز اور قابلِ احترام ادارہ ہوتا ہے۔ جرگہ میں شامل معزز افراد کسی تنازعے کے حل کے لئے مسلسل جدوجہد، حتیٰ کہ منت سماجت تک کرتے ہیں۔ متحارب فریقین کے ساتھ اجتماعی وانفرادی مشاورت ہوتی ہے اور کسی مخصوص اور طے شدہ جگہ حجرہ یا مسجد میں جرگہ کے نمائندہ لوگ، فریقین اور علاقے کے عمائدین اور عام لوگ مل بیٹھ کر فریقین کے مخصوص شرائط یا بغیر کسی شرط کے فریقین کو یکجا کر کے اور گلے ملا کے ان کے درمیان تنازعے یا رنجشوں کے خاتمے کا اعلان کرتا ہے اور آئندہ فریقین کو بھائیوں کی طرح رہنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ جرگہ فریقین کے درمیان معمولی مسائل اور رنجشوں سے لے کر بڑے بڑے تنازعات کا فیصلہ کرتا ہے۔ ایک طرف اگر یہ زمین و جائداد کے تنازعات کا حل نکالتا ہے تو دوسری طرف لڑائی جھگڑوں، دشمنیوں اور قاتل مقاتلوں کے فیصلے کرتا ہے۔ جرگہ اگر دو آدمیوں اور دو خاندانوں کے درمیان مسئلے کا حل نکالتا ہے تو دوسری طرف یہ دو گاؤں اور دو علاقوں کے درمیان کسی تنازعے، متنازعہ جائداد یا متنازعہ جنگل و پہاڑ کا فیصلہ کرلیتا ہے۔ اب تو جرگہ حکومتوں کے ساتھ بھی علاقے کے مسائل طے کرلیتا ہے، جیسا کہ جنوبی وزیرستان میں جرگے نے حکومت کے ساتھ معاہدہ کیا' اس کے علاوہ افغانستان کے قیام امن کے مسئلے کے حل کے لیے بھی دونوں ممالک کے درمیان گزشتہ دنوں لویہ جرگہ بلایا گیا لیکن یہ اس وقت تک کارگر ثابت نہیں ہوسکتا جب تک کہ اصل فریق طالبان اور مجاہدین کو اس میں کھلے دل کے ساتھ شامل نہ کیا جائے۔

جرگہ میں شامل افراد کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ نہیں ہوتے بلکہ اسی علاقے کے بزرگ، علماء کرام، ملکان، عمائدین اور معززین ہوتے ہیں، جنھیں پشتو میں ''مشران'' یا ''سپین روبی'' کہتے ہیں۔ جرگہ میں شامل افراد حکومت کی طرف سے یا علاقے کے عوام کی طرف سے نامزد نہیں ہوتے بلکہ کوئی بھی آگے بڑھ کر اور وقت نکال کر اس کارِ خیر میں حصہ لے سکتا ہے۔ کسی معمولی نوعیت کے مسئلے کے حل کے لئے اسی محلے یا گاؤں کے دو تین افراد کا جرگہ بھی کافی ہوتا ہے،

جبکہ کسی بڑے تنازعے، دشمنیوں اور قتل مقاتلوں کے فیصلے کے لیے تمام علاقے پر محیط بڑا جرگہ درکار ہوتا ہے۔ بعض اوقات ایسے جرگوں میں ایم۔پی۔اے، ایم۔این۔اے یا وزراء تک کا تعاون حاصل کیا جاتا ہے۔ پرانے زمانے کے لوگ جرگوں میں عموماً علماء کرام، مشائخ عظام یا باچہ صاحبان یا علاقے کے دیگر اچھی شہرت رکھنے والے نیک اور پرہیز گار لوگ شریک ہوتے تھے۔ یہ لوگ ناراض فریقین کے پاس جاتے، ان سے التجا کرتے۔ فریقین ان کی عزت اور پگڑی کا احترام کرتے، ان کی بد دعاؤں سے ڈرتے۔ یوں ان نیک سیرت افراد کی وجہ سے فریقین کے درمیان مصالحت یعنی راضی نامہ یا ''جوڑ جاڑے'' ہو جاتا۔ لیکن اب مادہ پرستی کے اس دور میں ہوا کا رُخ بدل چکا ہے۔ اب جرگوں میں ان نیک لوگوں کی جگہ علاقے کے امراء، سفید پوشوں، زور آوروں اور اپنی بات دوسروں پر منوانے والے لوگوں نے لے لی ہے، جو بعض اوقات معاشرے میں اپنے سٹیٹس اور پوزیشن کے بل پر بھی فریقین پر فیصلے ٹھونسنے کی طاقت اور استعداد رکھتے ہیں۔ جرگہ فریقین کی باتیں اور شرائط سنتا ہے۔ ان کے درمیان جوڑ توڑ کر کے متفقہ اور فریقین کو قابل قبول حل تلاش کرتا ہے۔ جبکہ بعض اوقات فریقین جرگہ کو پورا اختیار دیتے ہیں، کہ وہ جو حل تلاش کریں گے، فریقین کو منظور ہوگا۔ ایسی صورت میں جرگے کے ممبران آپس میں بحث مباحثے اور غور وفکر کے بعد منصفانہ اور مناسب حل تلاش کرتے ہیں اور فریقین انہیں قبول کر کے راضی ہو جاتے ہیں۔

جرگوں کے فیصلے عموماً منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہوتے ہیں۔ جرگہ کے مشران بغیر کسی لالچ، حرص وطمع کے فریقین کے درمیان محض اللہ کی خوشنودی کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اصلاح کی گنجائش کہیں بھی رہتی ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اوقات جرگوں کے فیصلے بھی منصفانہ اور جانبدارانہ ہوتے ہیں۔ اگر ناراض فریقین دونوں اثر ورسوخ والے اور طاقت ور ہوں، تو علاقے کے عمائدین اور مشران بڑی سرعت سے آگے بڑھ کر ان کے درمیان منصفانہ فیصلہ کراتے ہیں۔ اگر ایک فریق طاقت ور اور دوسرا کمزور ہو تو عموماً فیصلہ طاقت ور اور پیسہ والے فریق کے حق میں ہوتا ہے۔ اگر دونوں فریق کمزور اور غریب ہوں تو دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی صورت میں ان کے درمیان مصالحت کے لئے کوئی آگے نہیں بڑھتا۔ جب ان غریب فریقین کے درمیان معاملہ بگڑ کر خون خرابے تک پہنچ جاتا ہے، تب کہیں جا کر ان کے درمیان مصالحت کے لئے کچھ نیک لوگ آگے بڑھتے ہیں۔ جبکہ بڑوں کے درمیان معاملہ بگڑنے سے پہلے ہی مصالحت کرائی جاتی ہے۔ اس لئے جرگے کے ممبران اور عمائدین علاقہ کو چاہئے کہ وہ کسی معاملے کے آغاز ہی میں فریقین کے درمیان مصالحت کریں تاکہ معاملہ مزید بگڑ کر قتل مقاتلے اور خون خرابے تک نہ پہنچے۔

جرگوں میں اگر خامیاں پائی جاتی ہیں تو ان کی سب سے بڑی افادیت یہ ہوتی ہے کہ یہ تیزی کے ساتھ مختصر وقت میں فیصلے کرتی ہے۔ دیوانی مقدمات کے فیصلے عدالتوں کے ذریعے عشروں میں بھی صادر نہیں ہوتے، لیکن جرگے کے مشران اس قسم کا فیصلہ ایک دو دن میں کر دیتا ہے اور فریقین کو وکلاء، عدالتوں کے چکروں اور مقدمہ بازی پر لاکھوں

روپے کی ضیاع سے بھی بچا تا ہے۔ بعض اوقات فریقین بھی عدالتوں کے فیصلے ماننے سے انکار کرتے ہیں اور قانون کو ہاتھ میں لے کر معاملات کو مزید بگاڑ دیتے ہیں۔ جبکہ جرگوں کے فیصلے فریقین کو قابلِ قبول ہوتے ہیں۔ اور جو فریق جرگے کے فیصلے سے انحراف کرتا ہے، جرگے کے عمائدین اور علاقے کے عوام ان کے خلاف متحد ہو کر آواز اٹھاتے ہیں اور ان پر بھاری جرمانہ عائد کردیا جاتا ہے۔

پختونوں کے لڑائی جھگڑے عموماً معمولی باتوں اور رنجشوں سے شروع ہو جاتے ہیں اور بالآخر کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔ کہیں کسی درخت کی ملکیت پر جھگڑا، گھر کے لئے راستے پر جھگڑا، متصل کھیت والے سے چار پانچ انچ زمین پر جھگڑا، کسی رشتے ناطے پر تنازعہ، آپس میں تو تو میں میں اور انا پرستی سے شروع ہو جاتی ہے اور مقدمہ بازیوں، لڑائی جھگڑوں اور کئی کئی قیمتی انسانوں کے ضیاع پر منتج ہوتی ہے۔ پشتو ضرب المثل ہے کہ" پختون ڈیران باندے ارٹ بائیلی" یعنی پختون ایک آدھ مرلہ زمین کے لئے ساری جائیداد ہار جاتا ہے اور ایسا پشتون معاشرے میں بارہا دیکھا گیا ہے۔ ایسے میں جرگہ کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے کہ یہ ان معمولی رنجشوں کا بروقت اور مناسب فیصلہ کراتا ہے اور فریقین کسی بڑے نقصان سے بچ جاتے ہیں۔ صاحبان اقتدار کو چاہئے کہ وہ جرگہ سسٹم کو رول ماڈل بنا کر علاقے کے عمائدین، سینئر وکلاء اور ریٹائرڈ جج صاحبان پر مشتمل مصالحتی کورٹس کا نظام رائج کریں۔ کوئی مقدمہ عدالتوں میں جانے سے پہلے مصالحتی کورٹ سے گزرے تو پورے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ساٹھ ستر فیصد مقدمات عدالتوں میں جانے سے پہلے فیصلہ ہوں۔ گزشتہ دنوں مجھے قتل کے ایک جرگے کے فیصلے میں شرکت کا موقع ملا۔ قاتل کو اگلے دن پھانسی دینا تھی۔ جرگہ نے مقتول فریق کے شرائط پر قاتل فریق کی جملہ جائداد مقتول کے ورثاء کو دے دی۔ یوں قاتل موت کے منہ سے نکل گیا۔ فریقین آپس میں شیر و شکر ہوئے۔ اس سے مجھے جرگے کی طاقت کا اندازہ ہوا اور یہی میرے اس مضمون کا محرک بھی بنا۔ لیکن پاک افغان جرگہ جس غلط طریقہ سے منعقد کیا گیا اس میں اول تو فریقین کو بٹھایا ہی نہیں گیا اور اس کے لئے مشران کا تعین بھی نہیں کیا گیا نا ہی اس جرگہ میں ضامنوں کا تعین کیا گیا۔ چونکہ اس کی ماہیت ہی غلط تھی اسی لئے اس کے وہ مثبت نتائج سامنے نہیں آئے جس کا دنیا کو انتظار تھا۔ یہ پختونوں کے قدیم و روایتی جرگہ کی توہین تھی۔ اسے پختون معاشرہ کے ہر فرد نے نہ صرف مسترد کیا بلکہ اس کا مذاق بھی اڑایا۔ دونوں حکومتوں کو چاہیے کہ وہ اگر اس مسئلہ کو حل کرنے میں مخلص ہیں تو جرگہ کے جو روایتی اصول و ضوابط ہیں ان کو بروئے کار لاکر صلح امن کے لئے مخلصانہ کوششیں کرنی چاہئیں اور طالبان سمیت تمام فریقوں کو ایک میز پر آمنے سامنے بٹھا کر مسئلہ کا دیرپا حل تلاش کرنا چاہیے۔ تب ہی یہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے اور اس سے خطہ میں دیرپا اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔

نکتہ نظر: (افکار و تاثرات...... قارئین بنام مدیر)

## یادگارِ اسلاف حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ کا مکتوب

## ارباب وفاق المدارس و عمائدین مجلس عمل کی خدمت میں

محترم المقام عنایت فرمایم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ذیل کے سطور کا اصل محرک الحق بابت ج ۲۔۱۴۲۸ھ کے صفحہ نمبر ۵ میں ملعون رشدی کے مضمون میں خود آنجناب کے متعلق یہ پڑھ کر کہ چند دن پہلے مجھے برطانوی وزرات داخلہ نے دہشت گرد اور انتہا پسند قرار دیا اور برطانیہ میں میرے داخلہ پر پابندی لگائی اس سے جو خوشی ہوئی زبان قلم اس کی صحیح ترجمانی سے قاصر ہے۔ اس پر ایک بار نہیں سو بار آپ کو مبارکباد عرض کرتا ہوں خدا کا شکر ہے کہ ہمارے سیاسی حضرات میں بھی کچھ ایسی شخصیتیں موجود ہیں جس کا وجود بتان آذری کے پرستار اپنے ملک میں برداشت نہیں کر سکتے۔ جبکہ عموماً آج کے سیاسی راہنما

ع　　با ما شراب خورد بہ زاہد نماز کرد　　کے مصداق ہیں۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ساٹھ سالہ پاکستان میں اسلام کے متعلق ہم رب کریم جل جلالہ اور اس کے حبیب بالمومنین رؤف رحیم علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الف الف صلوات وتسلیم کے سامنے سیاہ رو اور شرمندہ ہیں۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ حد یہ ہے کہ گزشتہ دنوں ایک چنگے بھلے صاحب قلم و قرطاس نے نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والی ایک مختصر مگر بقیمت بہتر جماعت بلکہ اس کی مطالبہ شریعت کا جس ہتک آمیز عنوان سے مذاق اُڑایا ہے اور شیطان کے فریبی چالوں کی تمہید سے ابتداء کر کے کئی صفحے سیاہ کرتے ہوئے آخری تان ٹوٹی تو ان ہی چند بے سروسامان صالحین اور صالحات پر جو کہ مساجد اللہ کی بے حرمتی پر اپنی حرمتیں قربان کرنے کا پختہ عزم کئے ہوئے ہیں۔ کسی کے طریق عمل سے اختلاف کرنا کوئی نئی بات نہیں مگر اپنے زعم کو شریعت ہی قرار دے دینا اور مخالف کو کھلے لفظوں میں مخالفین شریعت کی سند عطا کرنا ایک ایسی تعی ہے جس سے ماضی قریب کے ہمارے ہی اکابر کے ارواح طیبہ کو کافی دکھ پہنچ سکتا ہے۔ اور وہ رب کریم کے دربار میں کیا عجب افسوس کرتے ہوئے عرض کر رہے ہوں

کہ یارب　　ما زیاراں چشم نیکی داشتیم　　خود غلط بود آنچہ ماپندا شتیم

**تاریک ترین تاریخ:** یہاں دس جولائی ۲۰۰۷ء کی تاریک ترین تاریخ سے پہلے کہہ چکا تھا' مجھے بے حد افسوس ہے کہ میری بدگمانی غلط ثابت نہیں ہوئی کہ اس قسم کے مضامین ظالم ترین دشمنوں کے لئے علماء اسلام اور مدارس دینیہ پر ہر قسم کے ظلم کرنے کا راستہ ہموار کر سکتے ہیں۔ ابھی اس قلمی مجاہد کے تحریر کی سیاہی خشک نہیں ہوئی تھی۔

**وفاق المدارس کا قابل صد مذمت کردار:** کہ وفاق المدارس کی قیادت نے سب سے پہلا اور سب سے بڑا ظلم یہ کر دیا کہ جامعہ حفصہ کو وفاق المدارس سے خارج کر کے اپنی طاقت آزمائی کرتے ہوئے اسے بے یار و مددگار کر دیا

اور یہ نہ سمجھے کہ ہم نے اپنے ماتحت ہزار ہا دینی مدارس کو ظالم ترین حکومت کی جھولی میں ڈال دیا ہے۔ اس طرح ان کی ظالمانہ اور غاصبانہ چودھراہٹ تو ثابت ہوگئی مگر ہزار ہا دینی مدارس کی ناک بھی تو کٹ گئی۔

جج صاحب کا مسئلہ: انہی دنوں جج صاحب کا مسئلہ چلا ہوا تھا چنانچہ پورے ملک کے چھوٹے اور بڑے وکلاء صاحبان ہزارتن (جسم) و یک جان ہو کر ان کے ساتھ رہے اور کامیاب ہوئے۔ مگر مولوی صاحبان کی غلط قیادت نے نہ صرف اپنا بلکہ سب کا بیڑا غرق کر دیا۔

طریق کار کا اختلاف، عمائدین وفاق المدارس و مجلس عمل: غصہ تھوک دو، اور خدا کیلئے غور تو کرو جھگڑا کے فریقین غازی برادران اور حکومت کے دونوں حصے عالی اور سافل ہیں۔ آپ کا زبانی دعویٰ یہ ہے کہ ایک فریق حکومت یقیناً مجرم ہے کہ اس نے مساجد اللہ کو گرایا ہے۔ دوسرا فریق غازی برادران کا دعوی جھوٹا نہیں ہے نہ مدعی علیہ کا اس سے انکار ہے۔ اب اختلاف اس میں ہوگیا کہ مجرم سے اپنا حق کس طرح وصول کیا جائے یعنی اسے مساجد کو گرانے سے کس طرح روکا جائے، غازی برادران کا طریق کار آپ کے خیال میں صحیح نہیں تھا، ٹھیک ہے، آپ کو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جب آپکے خیال میں از روئے دیانت صحیح نہ تھا تو بھی انکا ساتھ دیں۔ سوال یہ ہے کہ ظالم سے اپنا حق وصول کرنے کا وہ کونسا عملی طریق کار اختیار کیا تھا آپ نے یہ جو سب کچھ گنوا کر اسلام آباد کے دارالسلام میں بیٹھ کر اور دکھاوے کے آنسو بہا دینے کے بعد آپ کی آنکھیں کھلیں اور ملک کے مختلف مفادات پر کنونشنوں کی تجویز پیش کر کے اطمینان سے بیٹھ گئے۔ غازی برادران سے پہلی ملاقات کے بعد کیوں نہ اپنے ہزاروں مدارس سے جن کی آپ قیادت کر رہے ہیں یہ اپیل کی کہ بلاکسی تاخیر کے فلاں تاریخ پر مساجد کے گرانے پر حکومت کیخلاف احتجاجی قرار دادیں بھیجو اور نفاذ اسلام کے نام سے اپنے بیسوں سے زائد ممبران قومی وصوبائی اسمبلیوں کو بھی احتجاجی قرار دادیں بھجو کہ کیوں صم بکم ہو کر ایسے اہم امر پر گونگے اور بہرے ہو کر بیٹھے ہو۔ یہ اعزاز دین اور مساجد اللہ کی حرمت کا مسئلہ اگر تم اس طرح اس پر خاموش رہے اور مہر سکوت نہ توڑا تو آئندہ ہمارا ووٹ تم پر حرام ہوگا۔ اسی طرح آپ نے اسی وقت جبکہ غازی برادران کا طریق کار تم کو پسند نہ تھا کیوں نہ جرات کرتے ہوئے ملک کے ہر صوبہ کے اہم مقامات پر کنونشنوں کی خود سرپرستی کی۔ یہ ایک مثال عرض کی گئی ہے کیا غازی برادران کے طریق عمل کے مقابلہ میں کوئی بھی صحیح طریق عمل تم نے پیش کیا۔ آپ شب و روز غازی برادران کے طریق عمل کے خلاف تو شور مچاتے رہے مگر اصل مسئلہ اور مجرم فریق کے خلاف ساکت اور صامت رہے۔

عذر لنگ: (آپ لوگ) یہ کہہ کر پیچھا نہیں چھڑا سکتے نہ قوم سے نہ خدا اور رسول ﷺ سے نہ آج اور نہ کل بروز قیامت کہ ہم نے کہہ تو دیا اور کہتے رہے کہ حکومت نے مساجد گرا کر غلط کام کیا ہے، سوال یہ ہے کہ آپ نے وہ صحیح طریق کار کیا پیش کیا جو حکومت کو غلط کام کرنے سے روکنے پر اثر انداز ہو، یہ بھی یاد رہے کہ غازی برادران سے پہلی بار رابطہ کرنے اور ان کا آپکی اس تجویز سے انکار کرنے کہ ہم مؤثر طریق کار کو صرف زبانی وعدوں پر نہیں چھوڑ سکتے اس

کے بعد آپ کے پاس کافی وقت تھا جس سے میں طریق کار کے مقابلہ میں صحیح طریق کار پیش کر سکتے تھے مگر آپ کو نہ کرنا تھا نہ کیا' خدارا صرف چرب لسانی سے کام نہ لیں واقعہ یہی ہے کہ وقت تھا مگر آپ نے اس کو ضائع کر دیا اور اس پر خلق خدا گواہ ہے' اس لئے اب بعد از وقت نالہ زنان شور وفغان اور گریہ وزاری کی حیثیت تو

ع جل گیا (بلکہ جلا دیا) جب کھیت اور برسا تو پھر کس کام کا۔ کی ہے

حکومت نواز اعلانات: آپ کے یہ بے جان اداریے جو مختلف ماہناموں میں آرہے ہیں ان حکومت نواز اعلانات کا کیا کفارہ ہوسکتے ہیں جن میں آپ نے نمبر اول ان گنے چنے مجاہدین کو مخالف شریعت قرار دیا۔ نمبر دو ان کے متعلق اخبار کے مطابق لکھا کہ یہ بدمعاش ہیں ان کو جیل میں ڈال دینا چاہیے۔ نمبر۳ مسجد کو بضرورت تنگی شارع عام مختصر کیا جاسکتا ہے۔ نمبر۴ ایک بڑی قد و قامت کے خیر وخیر خواہی امت کی مدعی ماہنامہ نے صاف لفظوں میں صاف اور کھلا غلط اعلان شائع کیا کہ حکومت نے اب غلط آرڈر واپس لے لئے اور گرائے گئے مساجد کی تعمیر شروع کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دروغ گویم برروئے تو کی کتنی بھدی مثال ہے۔ برائے خدا ان چار نمبروں کو غور سے پڑھیں اور وفاق کو سیاسی لٹیروں سے بچائیں۔

یاس اور ناامیدی: یہاں تک لکھ لینے کے بعد اخبارات میں شوریٰ وفاق کے اجلاس منعقدہ ملتان کی کارروائی نظر آئی اور بالخصوص یہ کہ آپ نے اس میں شرکت کی اور یہ کہ وفاق کے مرکزی ذمہ دار بحالہ اپنے عہدوں پر براجمان ہیں تو بے حد مایوسی اور ناامیدی ہوئی کہ اب تک وفاق کے بعض ذمہ داروں کا رونا تھا' اب تو آوے کا آوا بگڑا نظر آرہا ہے۔ صرف آپ سے امید تھی کہ حقانیہ جس میں ایک ہزار افراد دورہ حدیث شریف میں شریک ہیں اس کی نظیر چشم بددور پورے ایشیاء میں کیا عرب وعجم از ہر مصر میں بھی شاید کہ نہ مل سکے۔ اس کے اعلیٰ ذمہ دار کی حیثیت سے وفاق کو اس وبا سے بچانے کی مکمل اور کامیاب سعی فرماویں گے۔ مگر آہ کہ غلط بود آنچہ ماپنداشتیم۔ خیال تو یہی آیا کہ ان سطور کو پھاڑ ہی دوں۔ لیکن مقلب القلوب حق تعالیٰ کی ذات ہے' کیا عجب کسی درجہ میں کوئی بات کام کی بھی اس میں سے آپ کو پسند آجائے اور ایسی سے آپ حقیقت پسندی کو کام میں لے آئیں' حالات کا کیا کہنا' عریضہ کی ابتداء خوشی اور مسرت سے ہوئی اور چند ہی دنوں میں کتنی تبدیلی آگئی۔ للہ آپ اپنی ذمہ داری کا احساس فرماویں اور دو چار غیر ذمہ دار صاحبان سے وفاق کو پاک کریں والی اللہ المشتکیٰ۔

(نوٹ) مکتوب نگار مدظلہ کے اس درد کو ساتھ لئے ہوئے حضرت مولانا مدظلہ ایک طویل عرصہ بعد وفاق کے اجلاس شوریٰ میں شریک ہوئے مگر اس کی تفصیل پریس میں چھپ چکی ہے کہ اجلاس کے اشتعال انگیز فضاء کو سرد کرانے کیلئے ایک لمبی چوڑی طویل تقریر کروا کر گویا وکیل استغاثہ اٹارنی جنرل بنوا کر اجلاس کا وقت ختم کروا دیا گیا' اور مولانا مدظلہ کو اجلاس کے اختتامی لمحات میں امر مجبوری واک آؤٹ یا بائیکاٹ کر کے اپنا احتجاج نوٹ کروانے کے سوا چارہ نہ رہا۔ (ادارہ)

جناب شفیق الدین فاروقی

# دارالعلوم کے شب وروز

دارالعلوم کی جلسہ دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف: مورخہ ۲راگست ۲۰۰۷ء کو دارالعلوم حقانیہ میں تقریب ختم بخاری شریف اور جلسہ دستار بندی کا غیر اعلانیہ انعقاد ہوا۔ دارالعلوم کی روایات سے ہٹ کر اس بار دستار بندی کی تقریب انتہائی اختصار اور مخفی طور پر کی گئی۔ کیونکہ ملکی اور عالمی حالات کے پیش نظر اس تقریب کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے کی اطلاعات موصول ہو رہی تھیں۔ انہی حفاظتی تدابیر کے طور پر آخری روز تک کسی کو بھی اس کی اطلاع نہیں دی گئی لیکن پھر بھی پہونچنے والے ہزاروں کی تعداد میں پہونچ گئے۔ اس موقع پر دارالعلوم اور ایوان شریعت ہال کے ارد گرد سینکڑوں پولیس اہل کار اور طلباء کرام کے حفاظتی ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔ اس موقع پر تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زائد فضلاء متخصصین اور حفاظ کرام کی دستار بندی ہوئی۔ صبح گیارہ بجے تقریب کا آغاز ہوا سب سے پہلے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر سیر حاصل خطاب فرماتے ہوئے فضلاء کو اپنی نئی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے تیار رہنے کی تلقین کی۔ دارالعلوم کے نائب مہتمم استاذ حدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب مدظلہ نے حاضرین اور معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کے رقت آمیز دعائیہ کلمات پر اس تقریب کا اختتام ہوا، اور شہدائے لال مسجد کے حق میں فاتحہ خوانی کی گئی۔ اس موقع پر طلباء اور علماء نے حضرت مولانا مدظلہ کی دعا پر دھاڑیں مار مار کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات: ۴راگست بروز ہفتہ ۲۰۰۷ء کو دارالعلوم کے تمام درجات کے سالانہ امتحانات شروع ہوئے۔ بحمد للہ امتحانات بخیر وخوبی حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی ذاتی دلچسپی اور اساتذہ کرام کی نگرانی میں اختتام پذیر ہوئے پھر دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف کے بعد بروز ہفتہ وفاق المدارس کے زیر انتظام امتحانات ہوئے اور ۶ دن جاری رہنے کے بعد ختم ہوئے۔

دارالعلوم میں تعطیلات کے دوران دورہ تفسیر کا آغاز ۲۲راگست ۲۰۰۷ء بروز بدھ کو دارالعلوم کی جامع مسجد میں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ دارالعلوم کے زیر انتظام حسب سابق دورہ تفسیر کا آغاز کر دیا ہے۔ اس میں تقریباً ایک ہزار کے لگ بھگ طلباء اور علماء کو داخلہ دیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ ایف ایم ریڈیو پر بھی علاقے بھر کے عوام کو یہ سہولت فراہم کی گئی ہے تاکہ وہ گھروں میں بیٹھ کر ترجمہ وتفسیر سننے کی سعادت حاصل کریں۔ دورہ تفسیر میں ترجیح فارغ التحصیل علماء کو دی گئی۔ ملک بھر سے اس سلسلے میں کثیر تعداد میں فضلاء اور جید علماء دارالعلوم تشریف

لائے ہیں۔اور یوں تعطیلات میں بھی دارالعلوم میں ان دنوں حسب سابق کافی گہما گہمی کا سماں ہے۔

**سانحہ لال مسجد کے بارہ میں سینٹ سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس:** لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے المناک واقعات کے بارے میں سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور کا غیر معمولی اجلاس 4 اگست کو بعد از نماز ظہر پارلیمنٹ ہاؤس میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت کمیٹی کے چیئرمین سینٹر مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کی۔اس سے قبل ۲۴ جولائی کو کمیٹی کے اجلاس میں جو فرقہ واریت اور چاروں صوبوں کے اوقاف کے بارے میں بلایا گیا تھا اس اجلاس میں چیئرمین کمیٹی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ایجنڈا سے ہٹ کر لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی صورتحال پر نہایت جذباتی انداز میں اظہار کیا اور متعلقہ اداروں سے مطالبہ کیا کہ وہ ہمیں حقائق سے باخبر کریں۔اس موقع پر بعض اراکین سینٹ سینٹر مولانا عبدالمالک قادری' سینٹر پیرزادہ عبدالخالق' سینٹر ڈاکٹر خالد رانجھا اور سینٹر عباس کمیلی نے چیئرمین کمیٹی مولانا مدظلہ کو اجلاس بلانے کا ریکوزیشن دیا تاکہ اس معاملہ کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی جاسکے۔اجلاس میں شرکت کیلئے مولانا مدظلہ نے وفاقی وزیر داخلہ جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ' سیکرٹری داخلہ جناب کمال شاہ' وزیر مذہبی امور جناب اعجاز الحق' سیکرٹری مذہبی امور وکیل احمد خان' چیف کمشنر اسلام آباد' جناب خالد پرویز چیئرمین سی ڈی اے' جناب لاشاری اور دیگر اہم افراد کو ذاتی مراسلہ کے ذریعہ بھی کہا ہے کہ وہ اس معاملہ کی حساس نوعیت کی بناء پر دیگر مصروفیات چھوڑ کر اس اجلاس میں لازماً شرکت فرمادیں تاکہ اس مسئلہ پر پڑے ہوئے تہ در تہ پردوں کو بے نقاب کرایا جاسکے۔

**دارالعلوم میں مختلف مغربی دانشوروں وسفارتکاروں کی آمد:** گزشتہ دنوں پشاور میں تعینات امریکی قونصلر جنرل مس لین ٹریسی اپنے دیگر سفارت کاروں کے ہمراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کیلئے ان کی رہائش گاہ پر آئیں۔انہوں نے حضرت مولانا مدظلہ سے مختلف ملکی اور بین الاقوامی حالات پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔مولانا مدظلہ نے ان پر واضح کیا کہ امریکہ جو مظالم مسلمانوں اور خصوصاً افغانستان وعراق میں کررہا ہے اسکے نتیجے میں دن بدن مسلمانوں میں امریکہ کے خلاف نفرت مزید بڑھ رہی ہے اور آپکے اقدامات میں دنیا کو ایک آتش کدہ میں تبدیل کردیا ہے۔آپ کی تمام سفارت کاری اور فلاحی کام وغیرہ کار عبث ہیں جب تک کہ آپکے صدر بش ہیں۔امریکی قونصلر جنرل نے مولانا مدظلہ کو کئی وضاحتیں بھی پیش کیں اور حالیہ امریکہ امیدواروں کی طرف سے پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی پر معذرت بھی پیش کی۔نیز مولانا مدظلہ نے ان پر پاک افغان ''امن جرگہ'' کے حوالہ سے بھی کافی تنقید کی کہ جب تک اس میں تحریک طالبان شامل نہ ہو تو اس کے کچھ بھی نتائج برآمد نہ ہوں گے۔امریکی کونسلر جنرل نے اس بات سے اتفاق کیا اور کہا کہ یہ جرگہ اختتام نہیں بلکہ شروعات ہیں۔ان کے علاوہ جرمنی کے سکالر ڈاکٹر جوچن ہپلر (PD Dr. Jochen Hippler) نے ۱۵ اگست کو مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو لیا۔اور بین الاقوامی حالات پر ان سے بات چیت کی۔اس کے علاوہ اٹلی کے ایک دانشور بھی دارالعلوم آئے اور آپ نے طلباء واساتذہ سے دینی مدارس کے نصاب

کے بارے میں تفصیلی انٹرویو لئے۔ آپ کا تعلق اٹلی کے ایک بڑے تحقیقاتی ادارے سے تھا۔

**کورین سفارتکاروں اور دیگر اہم شعبوں کے ذمہ داروں کی حضرت مولانا مدظلہ صاحب سے ملاقاتیں :**

۲۹ جولائی ۲۰۰۷ کو جنوبی کوریا کے مسلم کمیونٹی کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔ جس کی قیادت پاکستان میں متعین جنوبی کوریا کے سفیر کر رہے تھے۔ وفد نے حضرت مولانا مدظلہ سے افغانستان میں قید جنوبی کوریا کے باشندوں کی رہائی کے سلسلے میں مدد کی درخواست کی۔ جس پر حضرت مولانا مدظلہ نے وفد سے کہا کہ جنوبی کوریا کو فوری افغانستان میں اپنی فوجیں واپس بلانی چاہیئں اس کے بعد حضرت مولانا مدظلہ نے مختلف ذرائع سے ان کی رہائی کے لئے کوششیں کیں اور الحمدللہ اس کے نتیجے میں کئی کورین باشندے اب تک رہا ہو چکے ہیں۔ جنوبی کوریا سے کورین علماء کا ایک وفد بھی حضرت مولانا مدظلہ سے ملنے دارالعلوم آیا اس وفد میں سیول کے مرکزی جامع مسجد کے امام اور نائب امام بھی شامل تھے۔ اسی سلسلے میں دوبارہ کوریا کے کئی اہم افراد شکریہ کے لئے دارالعلوم تشریف لائے جن میں سرفہرست پاکستان میں کوریا کی بڑی این جی او ''پاکستان زندہ باد'' کے ہیڈ مسٹر کم اور انکے دیگر ساتھی شامل ہیں۔ بعد میں تمام کورین اغواشدہ افراد بخیر و عافیت رہا کر دیئے گئے تو ایک بار پھر یکم ستمبر ۲۰۰۷ء کو جنوبی کوریا کے سفیر جناب کم جوسوق Kim Jooseok اور فرسٹ سیکرٹری کم یونگ چن Kim Kyung Chan اور دیگر اہم افراد نے مولانا مدظلہ کی رہائش گاہ پر تشریف لا کر ان کی کوششوں پر اپنی حکومت اور کوریائی عوام کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔

**حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا دورہ پنجاب:** ۵ اگست ۲۰۰۷ء کو حضرت مولانا مدظلہ نے پنجاب کے مختلف اہم شہروں کا دورہ کیا۔ اس سلسلے میں رحیم یار خان ائیر پورٹ پر بڑی تعداد میں عوام اور جماعتی ساتھیوں نے بے نظیر استقبال کیا۔ رات کو مدرسہ عبداللہ بن مسعود میں جلسہ سالانہ دستار بندی سے تفصیلی خطاب فرمایا۔ مجمع کی تعداد مختلف اندازوں کے مطابق تقریباً ایک لاکھ افراد کے لگ بھگ تھی۔ دوسرے دن جامعہ مدینہ بہاولپور کی تقریب دستار بندی و ختم بخاری شریف میں آپ نے شرکت کی۔ جس میں دارالعلوم دیوبند سے شیخ الحدیث فرزند حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنیؒ مولانا ارشد مدنی مدظلہ نے اختتامی درس دیا۔ اور حضرت مولانا مدظلہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اسی دن حضرت مولانا مدظلہ شام کو ملتان پہنچے اور پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ دوسرے دن ۷ اگست کو ملتان میں وفاق المدارس کے مجلس شوریٰ کے اہم اجلاس میں شرکت کی۔

**حضرت علامہ مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ کی وفات:** گزشتہ دنوں حضرت علامہ مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی قدس سرہ مغرب کی نماز کی تیاری کرتے ہوئے حرکت قلب بند ہونے سے واصل بحق ہو گئے۔ مرحوم حضرت شیخ الاسلام مولانا عبداللہ درخواستیؒ کے علمی اور روحانی جانشین اور علوم قرآن و حدیث اور تفسیر کے حوالہ سے ایک بہترین شارح اور

ترجمان تھے۔ عمر بھر درس و تدریس کیساتھ ساتھ روحانی دعوت وارشاد کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ خانپور میں جامعہ عبداللہ بن مسعود کے نام سے ایک معیاری ادارہ قائم کیا۔ ہر سال مدرسے کا سالانہ جلسہ اس سارے علاقے کیلئے علمی اور روحانی میلے جیسی شکل اختیار کر چکا تھا' ابھی چند دن قبل ہی اس اجتماع میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے شرکت کی اوران کی محبتوں اور اخلاص سے مالا مال ہوئے۔ آپؒ جمعیۃ علماء اسلام (س) کے مرکزی اکابر میں سے تھے۔ انکے برادران مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی' مولانا سیف الرحمٰن درخواستی اور صاحبزادگان مولانا حماد اللہ درخواستی' مولانا عبدالصمد درخواستی' اعزہ اقارب تمام حضرت قائد جمعیت مولانا سمیع الحق کے شانہ بشانہ انکی سیاسی اور دینی مشاغل میں ساتھ دیتے رہے ہیں۔ مرحوم کا سانحہ ارتحال علمی و دینی دنیا بالخصوص جمعیۃ علماء اسلام (س) کیلئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ حضرت مولانا مدظلہ بروقت نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکے اور ۲ر ستمبر کو تعزیت کیلئے خانپور کا مستقل سفر کیا اس موقع پر حضرت کے وابستگان نے ایک عظیم الشان تعزیتی کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں حضرت مولانا مدظلہ نے حضرت مرحوم کی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

---


# اسلام اور عصر حاضر

دوسرا شاندار ایڈیشن

از قلم: حضرت مولانا سمیع الحق

عصر حاضر کی تمدنی' معاشرتی' سائنسی' اخلاقی' آئینی اور تعلیمی مسائل میں اسلام کا موقف موجودہ دور کے علمی و دینی فتنوں اور فرق باطلہ کا بھرپور تعاقب' نئے دور کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کا جواب ایڈیٹر الحق کے بیباک قلم سے' مغربی تہذیب وتمدن اور عام اسلام پر اسکا اثرات کا تحلیل وتجزیہ الغرض بیسویں صدی کے کارزار حق و باطل میں اسلام کی بالادستی کی ایک ایمان افروز جھلک۔ یہ کتاب آپ کو ایمانی حمیت اور اسلامی غیرت سے سرشار کردیگی اور سینکڑوں مسائل پر اسلامی نقطہ نظر سے آپکی رہنمائی کریگی۔

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' ضلع نوشہرہ' سرحد پاکستان

ادارہ

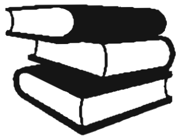

# تعارف تبصرہ کتب

کتاب: ندوہ کا ایک دن تالیف: ڈاکٹر محمد اکرم ندوی

ضخامت: ۱۶۰ صفحات قیمت -/۶۰ روپے ناشر: مجلس نشریات اسلام ناظم آباد نمبر ۱ کراچی۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''پاجا سراغ زندگی'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''مدرسہ کیا ہے، مدرسہ سب سے بڑی کارگاہ ہے، جہاں آدم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے، جہاں دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں۔ مدرسہ عالم اسلام کا بجلی گھر (پاور ہاؤس) ہے جہاں سے اسلامی آبادی بلکہ انسانی آبادی میں بجلی تقسیم ہوتی ہے۔ مدرسہ وہ کارخانہ ہے جہاں قلب ونگاہ ذہن ودماغ ڈھلتے ہیں، مدرسہ وہ مقام ہے جہاں سے پوری کائنات کا احتساب ہوتا ہے، پوری انسانی زندگی کی نگرانی کی جاتی ہے جہاں کا فرمان پورے عالم پر نافذ ہے۔ عالم کا فرمان اس پر نافذ نہیں مدرسہ کا تعلق کسی قوم، کسی تمدن کسی عہد، کسی کلچر، کسی زبان وادب سے نہیں کہ اس کی قدامت کا شبہ اور اس کے زوال کا خطرہ ہو اس کا تعلق براہ راست نبوت محمدی ﷺ سے ہے جو عالمگیری ہے اور زندہ وجاوید بھی اس کا تعلق اس انسانیت سے ہے جو ہر دم جواں ہے اس زندگی سے جو ہمہ وقت رواں دواں ہے، مدرسہ درحقیقت قدیم وجدید کی بحثوں سے بالاتر ہے وہ تو ایسی جگہ ہے جہاں نبوت محمدی ﷺ کی ابدیت اور زندگی کی نموذ اور حرکت دونوں پائے جاتے ہیں۔'' ...... زیر تبصرہ کتاب میں اسی مدرسہ میں گزرے ہوئے لمحات کی حسین دلچسپ اور سحر انگیز روداد ہے۔ کتاب کیا ہے، ایک علمی سوغات اور ایک ادبی شہپارہ ہے۔ جس کو ایک نشست میں ختم کئے بغیر دل کو قرار نہیں ملتا۔ شہنشاہ قلم حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی کی کتاب ''احاطہ دارالعلوم میں بیتے ہوئے دن کی طرح یہ ایک شگفتہ اور بہار آفرین کتاب ہے طلباء مدارس دینیہ کیلئے اس کتاب کا مطالعہ بالخصوص از حد ضروری ہے۔ مجلہ تعمیر حیات لکھنؤ کے نائب مدیر جناب مولانا محمود حسن حسنی اپنے تاثرات یوں بیان فرماتے ہیں ''اب ایک کتاب استاد محترم حضرت مولانا محمد اکرم ندوی جونپوری دامت برکاتہم (حالیہ مقیم آکسفورڈ) کی اپنے زمانہ طالب علمی سے متعلق سامنے آئی ہے۔ مولانا کا زمانہ طالب علمی عالم اسلام کے مشہور اور ممتاز دینی درسگاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں گزرا تھا۔ انہوں نے طالب علمانہ سرگرمیوں کو ایک دن میں سمیٹنے کی کوشش کی۔ کتاب دلچسپ ہے موثر ہے معلومات افزاء ہے، اور ایسے طالبعلم کی طرف سے ہے جو اپنی علمی اور تصنیفی خدمات کی بناء پر علمی حلقوں میں ایک اونچا مقام پیدا کر چکے ہیں

نام کتاب: احسن الخطبات افادات: شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ
مرتب: مولانا محمد ہمایوں مغل صاحب قیمت: درج نہیں۔ شائع کردہ: جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی

ختم نبوت کے صدقے اصلاح امت کی ذمہ داری علماء کرام پر عائد ہو چکی ہے‘ اسی روز سے لیکر آج تک علماء کرام اپنی اس ذمہ داری کو اپنی بساط کے مطابق احسن طریقے سے سرانجام دیتے رہے ہیں اور اس امر کی تکمیل کیلئے جمعہ‘ عیدین‘ اور دیگر دینی اور مذہبی تقریبات میں وعظ و نصیحت اور تقاریر کے ذریعے امت مسلمہ کو راہ راست پر لانے کی سعی جمیل ہوتی ہے۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ بھی اہل علم کے ان سنہری سلسلے کا ایک عظیم نمونہ ہیں۔ آپکی تبحر علمی‘ عبقری شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اسوقت آپ مدظلہ کا شمار جید علما کرام میں ہوتا ہے‘ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ مدظلہ کو فقہ‘ حدیث اور قرآنی علوم پر ایک فقید المثال ملکہ عطا فرمایا ہے تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کو فصاحت‘ بلاغت اور عمدہ قوت گویائی سے بھی نوازا ہے۔ آپکی تقاریر ان من البیان لسحرا کے مصداق ہیں۔ جو بھی ایک بار آپ مدظلہ کی تقریر سن لیتا ہے وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے‘ جامع مسجد الاحسن گلشن اقبال کے منبر پر جمعۃ المبارک کے یہ خطبات اولاً آڈیو کیسٹوں میں محفوظ کئے جاتے رہیں‘ اور ان کیسٹوں کو لوگ نہایت ہی محبت سے خریدتے ہیں۔ مولانا محمد ہمایون مغل صاحب نے علماء‘ طلباء اور عوام الناس پر احسان کرتے ہوئے ان خطبات کو احسن الخطبات کے نام سے منصۂ شہود پر لانے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے نئے اور جدید تقاضوں کے مطابق ان خطبات کو ترتیب و تدوین دیا گیا ہے۔ جسکی پہلی جلد آپکے ہاتھوں میں ہے۔

خصوصیات: احسن الخطبات دیگر مواعظ اور تقاریر کی کتابوں کے بمقابل ممتاز خصوصیات کا متحمل ہے۔

(۱) تمام تقاریر میں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ ذخائر فقہ سے فقہی عبارات کو بحوالہ کتاب اور جلد و صفحہ درج ہے

(۲) اگر کوئی حدیث مختلف کتابوں میں مذکور ہو تو ان تمام کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ (۳) تاریخی واقعات کو بھی بحوالہ ذکر کیا گیا ہے۔ (۴) چونکہ حضرت مفتی صاحب کی تقریر میں عربی‘ فارسی اور اردو زبان کیساتھ ساتھ پشتو زبان کے اشعار کا وافر ذخیرہ ہوتا ہے‘ اس مجموعہ میں ان تمام اشعار کو اصل مراجع سے نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۶) انکے علاوہ مفتی صاحب کے خطبات میں مروجہ تقریباً تمام بدعات کا رد مدلل اور مفصل انداز میں موجود ہے۔

(۷) اور ساتھ ساتھ بات کو سمجھنے میں آسانی کیلئے مختلف عناوین ذکر کئے گئے ہیں تاکہ قارئین جلد اس بات کو سمجھ سکیں

ان جملہ خصوصیات کا یہ مجموعہ بقول مرتب تقریباً ۲۲ جلدوں میں مکمل ہوگا اور انکی پہلی جلد ہے۔ جناب مولانا محمد ہمایوں مغل‘ (نائب مدیر ماہنامہ ''الاحسن'' اور مدرس جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی) علماء طلباء اور خطباء پر اس احسان کے شکریہ کے مستحق ہیں‘ جنہوں نے حضرت الشیخ مدظلہ کے علم و تحقیق سے لبریز خطبات کو جمع کرکے بہترین انداز میں مدون کیا اور جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ تصنیف و تالیف نے عمدہ کاغذ‘ بہترین طباعت اور دلکش ٹائیٹل کیساتھ شائع کیا۔ یہ مجموعہ ہر امام مسجد‘ خطیب‘ طالبعلم‘ اور عالم دین کیلئے ضروری اور ہر کتب خانے کی زینت بننے کے لائق ہے۔

قدرت اپنے فیصلے کبھی نہیں بدلتی!
جیسے دانتوں اور مسوڑھوں کے لیے
مسواک
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ
نئی سافٹ ٹیوب میں
مسواک
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ
قدرت اپنے فیصلے کبھی نہیں بدلتی جیسے دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے مسواک
جو ہے مسواک، ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ میں، اس کے مسواک ایڈوانٹیج سے
دانتوں اور مسوڑھوں کو ملے مضبوطی، خوبصورتی، چمک اور ساتھ مہکتی سانسیں
مسواک Advantage یعنی ہر دم، ہر پل
ہمدرد
FOCAL POINT

# معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

# اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک و بیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف سوا کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب واہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجر کم علی اللہ۔**

## ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یو بی ایل اکوڑہ خٹک 7 -01 نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17

مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 6 - 1120

Email: editor_alhaq@yahoo.com

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

# مطبوعات مؤتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

| نمبر شمار | نام کتاب | تصنیف | افادات | صفحات |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذی" | حضرت مولانا سمیع الحق | شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق" | ۵۳۶ |
| ۲۔ | دعوات حق ۔ (مکمل دو جلد) | " " " | " " " " " | ۱۱۹۲ |
| ۳۔ | قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ | " " " | " " " " " | ۴۰۰ |
| ۴۔ | عبادات و عبدیت | " " " | " " " " " | ۸۸ |
| ۵۔ | مسئلہ خلافت و شہادت | " " " | " " " " " | ۱۰۴ |
| ۶۔ | صحبتے با اہل حق (مجلد) | مولانا عبدالقیوم حقانی | " " " " " | ۴۰۸ |
| ۷۔ | اسلام اور عصر حاضر (مجلد) | حضرت مولانا سمیع الحق | حضرت مولانا سمیع الحق | ۴۲۰ |
| ۸۔ | قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق | " " " | " " " " " | ۹۶ |
| ۹۔ | کاروان آخرت (مجلد) | " " " | " " " " " | ۴۳۶ |
| ۱۰ | شیخ الحدیث مولانا عبدالحق خصوصی نمبر | مولانا عبدالقیوم حقانی | " " " " " | ۱۳۰۰ |
| ۱۱۔ | قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف | حضرت مولانا سمیع الحق | " " " " " | ۲۰۸ |
| ۱۲ | قادیان سے اسرائیل تک | " " " | " " " " " | ۲۲۴ |
| ۱۳۔ | قومی اور ملی مسائل پر جمعیت کا موقف | " " " | " " " " " | ـ |
| ۱۴۔ | میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد) | " " " | " " " " " | ۵۶۰ |
| ۱۵۔ | روسی الحاد | " " " | " " " " " | ۲۲۰ |
| ۱۶۔ | فتاوی حقانیہ | مولانا مفتی مختار اللہ | حضرت شیخ الحدیث و مفتیان حقانیہ | ۳۶۰۰ |
| ۱۷۔ | خطبات حق | " " " | حضرت مولانا سمیع الحق | ۴۵۰ |
| ۱۸ | نظام اکل و شرب | " " " | " " " " " | ۴۵۰ |
| ۱۹۔ | صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام | مولانا عبدالقیوم حقانی | " " " " " | ۵۰۰ |
| ۲۰۔ | شرح شمائل ترمذی | | " " " " " | زیر طبع |
| ۲۱ | مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی | مولانا مفتی مختار اللہ | مولانا مفتی مختار اللہ | ۱۰۰ |
| ۲۲ | انوار حق (جلد اول) | حافظ سلمان الحق حقانی | حضرت مولانا انوار الحق حقانی | ۲۶۰ |

مؤتمر المصنفین ○ جامعہ دار العلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک